



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ

استعداد نشارت سنسٹر

# تدریس قرآن

## مع حلی لغات و ترکیب

یہ تحریر ہے جیسے گنگ و جمن ● کھلے پھول جیسے چمن در چمن

تَبٰرَكَ الَّذِيْ ۲۹

تالیف

حضرت مولانا حسین احمد ضا قاسمی ہر دواری

استاذ دارالعلوم دیوبند، فون 01336-221671

ناشر

مکتبۃ الطہر

دارالعلوم دیوبند

# تفصیلات

نام کتاب :	تدریس قرآن مع حل لغات و ترکیب (پارہ تبارک الذی)
مصنف :	مولانا حسین احمد ہردواری، مدرس دارالعلوم دیوبند
نظر ثانی :	فخر المحدثین و رئیس المحققین حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)
باہتمام :	عزیز محمد اسجد ہردواری متعلم دارالعلوم دیوبند
کمپیوٹر کتابت :	(محمد عیاض قاسمی) الحرم کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ، دیوبند، فون 09927003897
سن طباعت :	۱۴۲۸ھ ماہ رمضان المبارک

## مؤلف کی چند دیگر تالیفات

- ۱۔ درس نحو میر: اس کتاب کے اندر نحو میر میں استعمال شدہ اصطلاحی الفاظ کی جامع مانع تعریفات بیان کی گئی ہیں، اس کو اگر نحو میر کی جگہ پڑھایا جائے تو ان شاء اللہ بہترین نتیجہ برآمد ہوگا۔ نیز بعض اردو کتب میں بعض تعریفات یا تو بالکل غلط لکھی ہوئی ہیں یا پھر ناقص۔ نیز بعض تراکیب غلط تسلط رائج ہیں، اس کتاب میں صحیح تعریف و ترکیب پیش کر رہی ہیں حتیٰ الوسع کوشش کی گئی ہے، تاہم بشریوں اور طبی کا امکان ہے اسلئے اگر کسی اہل علم کو کوئی غلطی نظر آئے تو بغرض اصلاح مطلع فرمائیں۔
- ۲۔ نجوم الحواشی شرح اصول الشاشی ۳۔ تدریس قرآن (پارہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) ۴۔ مشکل ترکیبوں کا حل ۵۔ مصطلحات النحو عربی مع اردو ۶۔ قواعد الصرف و خاصیات الابواب ۷۔ آپ ترکیب نحوی کیسے کریں؟

تصانیف حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

- (۱) رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغۃ (۲) فیض المنعم شرح مقدمہ مسلم شریف (۳) مفاح العوائل شرح شرح مآء عامل (۴) الفوز الکبیر (۵) العون الکبیر شرح الفوز الکبیر عربی (۶) کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟ (۷) مبادی الفلفہ (۸) معین الفلفہ شرح مبادی الفلفہ (۹) گنجینہ صرف شرح پنج گنج (۱۰) حیات امام طحاوی (۱۱) مشاہیر محدثین و فقہاء کرام (۱۲) آپ فتویٰ کیسے دیں؟ (۱۳) حجۃ اللہ البالغۃ عربی مع حاشیہ (۱۴) تحفۃ اللمعی شرح سنن الترمذی (۱۵) ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں (۱۶) تحفۃ الدرر شرح نخبۃ الفکر (۱۷) تفصیل ہدایت القرآن (۱۸) حرمت مصاہرت (۱۹) آسان نحو (۲۰) آسان صرف (۲۱) اسلام تغیر پذیر دنیا میں (۲۲) زبدۃ الطحاوی شرح طحاوی عربی (۲۳) شرح علی الترمذی (۲۴) ہادیہ شرح کافیہ (۲۵) اصلاح معاشرہ (۲۶) مفاح التہذیب شرح شرح تہذیب۔

۱۷	شیطان کا مشتق منہ (حاشیہ)	۵	تاریخ
۱۸	<b>فائدہ:</b> فرق مریہ کا مقیدہ	۸	صفت مقابلہ
۱۹	سوال واحد کے لئے جمع کا صیغہ	۸	صفت طہا، لف و نشر
۲۰	<b>نکتہ بکتہ</b>	۸	تفریح، تجنیس
۲۳	شعر ظفر اس کو	۸	جمع و رعایت فواصل
۲۶	<b>نکتہ</b> صافات و یقین	۸	تقدیم مفعول و معمول
۲۹	<b>فائدہ:</b> ان تائید کے بعد الاضروبی نہیں	۸	الغاث، عطف البحر علی الانشاء
۳۰	<b>فائدہ:</b> حواس خمسہ میں سے صرف دو کا ذکر کیوں؟	۸	فانصیحہ
	<b>نکتہ:</b> آیت میں السمع واحد، ابصار اور الفیہ	۹	مضارع کے بجائے ماضی
۳۱	جمع کیوں؟	۹	لام مزحلہ، الطاب
۳۱	<b>فائدہ:</b> قیامت کی تین قسمیں	۹	استفہام انکاری، ابطالی
۳۳	بہ بکیر آ نکھ کا پانی خشک (حاشیہ)	۹	استفہام تقریری
		۹	حائے سکتہ، نصیبین، مصدر جی لفاعل
۳۶	<b>سورة القلم</b>	۹	مصدر جی للمفعول
	رسول اللہ کا خلق عظیم	۹	قرینہ ظرف مستقر و لغو
۳۷	شعر راہ میں کانٹے	۹	استعارہ تمثیلیہ، تشبیہ مرسل، تشبیہ تمثیل
۳۸	جن، جن، جنین، مجنون، مجننہ، جنون (حاشیہ)	۹	استعارہ ملکیہ
۳۰	<b>فائدہ:</b> ولید کی اپنی ماں سے عجیب گفتگو	۱۰	
۳۲	لو کے چند استعمالات (حاشیہ)	۱۱	<b>سورة الملک:</b>
۳۲	لفظ خیر اسم تفصیل اور اسم دونوں (حاشیہ)	۱۱	لیلوکم ..... امتحان کے دو مقصد (حاشیہ)
۳۳	باغ والوں کا قصہ	۱۱	<b>سوال (۱)</b> کیا اللہ اپنی ذات و صفات میں تصرف پر قادر ہیں؟
۳۵	<b>سوال:</b> باغ کو کھیت کیوں کہا؟	۱۱	<b>سوال (۲)</b> موت کے لئے خلق کا استعمال؟
۳۸	قال اوسطھم اوسط کے دو معنی (حاشیہ)	۱۱	خلق کے متعدد معانی (حاشیہ)
۳۹	لولا کے تین استعمالات (حاشیہ)	۱۱	<b>نکتہ:</b> خلق الموت و الحیوة میں موت کو مقدم کیوں کیا؟
۵۲	ساق کے کیا معنی بضمن تشریح	۱۱	<b>نکتہ:</b> احسن غملاً کہا نہ کہ اخصر غملاً
۵۲	<b>سوال:</b> کیا آخرت میں سجدہ کا حکم ہوگا؟	۱۲	فضائل سورة الملک
۵۶	<b>فائدہ:</b> و انملی لہم	۱۲	اللہ کے لئے بند (ہاتھ) کا اثبات بضمن لغات
۵۸	قصہ یونس بضمن تشریح	۱۲	لفظ انی کے متعدد معانی (حاشیہ)
۵۹	<b>فائدہ:</b> نظر بد کا علاج (حاشیہ)	۱۳	عمل اور فعل میں فرق (حاشیہ)
	<b>سورة الحاقة:</b>	۱۳	کیا آسمان نظر آتا ہے؟ (حاشیہ)
۶۱	قوم عاد و ثمود	۱۳	<b>سوال:</b> تیسری نگاہ کو دوسری کیوں کہا،
۶۲	ایران، روم، عرب، حبش، چین، اور ہند	۱۵	ستارے آسمان میں ہے یا نیچے؟ (حاشیہ)
۶۳	کے بادشاہ کا لقب (حاشیہ)	۱۵	شہاب ثاقب کیا چیز ہے؟ (حاشیہ)
۶۸	نسخ صورتی مرتبہ ہوگا (حاشیہ)	۱۷	لفظ دنیا کے معنی (حاشیہ)
۶۸	حاملین عرش کتنے فرشتے ہیں (حاشیہ)		

۱۴۳ ..... علم غیب کل اللہ کا خصوصی وصف ہے (حاشیہ)

## سورة المزمل:

۱۴۸ ..... مزمل کی وجہ تسمیہ بضم تشریح

۱۴۸ ..... شعر جو عاصی کو کہلی

۱۴۳ ..... حسن بصری کا خوف خدا (حاشیہ)

۱۳۹ ..... سوال و جواب

۱۴۱ ..... فائدہ: ہ ضمیر یا ہا ضمیر

۱۴۱ ..... سوال و جواب: ضمیر فصل کا استعمال

## سورة المدثر:

۱۴۳ ..... ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کا مکالمہ

۱۴۶ ..... ولید بن مغیرہ کے بیٹوں کا نام (حاشیہ)

۱۴۷ ..... ملائکہ جہنم کے ۱۹ ہونے میں نکتہ (حاشیہ)

۱۵۱ ..... لوگوں کی تین قسمیں ہیں (حاشیہ)

۱۵۶ ..... سوال و جواب: اہل جنت و جہنم کی گفتگو

۱۵۶ ..... نفس امارہ، لوامہ، مطمئنہ (حاشیہ)

۱۶۱ ..... شروع قسم کا لازماً یا غیر زائدہ (حاشیہ)

۱۶۲ ..... سوال: مبتداء کر، خبر مؤنث

۱۶۵ ..... واقعہ

## سورة الدهر:

۱۴۳ ..... سوال: اسم فاعل کے مقابلہ میں اسم مبالغہ کیوں ...

۱۴۴ ..... انا حرف شرط کے پانچ معانی (حاشیہ)

۱۴۵ ..... سوال: موصوف صفت میں بظاہر عدم مطابقت

۱۴۵ ..... سوال: جنت میں مردوں کو کنگن پہنائے جائیں گے

## سورة المرسلات:

۱۸۹ ..... محرفا کے منصوب ہونے کی چار وجہیں (حاشیہ)

۱۹۰ ..... ایک حدیث

۷۲ ..... کفار کو نجر میں جکڑنے کی صورت بضم تشریح

۷۷ ..... فائدہ: اللہ کے قسم کمانے کا مقصد (حاشیہ)

## سورة المعارج:

۷۹ ..... شان نزول، نضر بن حارث کی جرأت

۷۹ ..... روز قیامت آسمان کا رنگ سیاہ ہوگا یا سرخ (حاشیہ)

۸۱ ..... اعتراض: ضمیر جمع اور مرجع شنیہ

۸۲ ..... اعتراض و جواب: کمرہ تحت الھی ذوالحال

۸۲ ..... نکتہ: قرآن کا رسم الخط توقیفی

۸۲ ..... ایک شبہ اور اس کا جواب

۸۶ ..... لعم فائدہ: حد و مشت زنی وغیرہ کا حکم

۸۷ ..... عہد و عہدہ میں فرق بضم تشریح

۸۷ ..... سوال و جواب: مستثنیٰ مفرغ کلام مثبت میں

۹۰ ..... ظرف غیر کمور العین سے کمور العین (حاشیہ)

۹۲ ..... مشارق و مشرقین کہنے کی حکمت (حاشیہ)

## سورة نوح:

۹۵ ..... عمر میں کمی زیادتی اور تقدیر کی دو قسمیں (حاشیہ)

۹۶ ..... نوح کے والد کا نام بضم لغات

۹۶ ..... انسان میں روح ڈالتے وقت چار باتیں لکھدی جاتی ہیں (حاشیہ)

۹۹ ..... چاند آسمان پر ہے یا نیچے خلا میں؟ (حاشیہ)

۱۰۲ ..... نوم نوح کے پانچ بت (حاشیہ)

۱۰۳ ..... دو بے پانی میں، نلکے آگ میں (حاشیہ)

۱۰۷ ..... فائدہ: طوقان نوح کہاں آیا تھا؟

۱۰۸ ..... اہم بات: کیا نوح کے والدین مؤمن تھے؟

۱۰۸ ..... خطبہ اور سببہ میں فرق (حاشیہ)

## سورة الجن:

۱۱۰ ..... جنات کا ایمان لانا بضم تشریح

۱۱۰ ..... فائدہ

۱۱۲

ارشاد عالی محدث کبیر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب ر محدث دارالعلوم دیوبند

بے پایاں ستائش اس رب کریم کے لیے ہے جس نے قرآن کریم کو ہادی (راہ نما) اور امام (پیشوا) بنایا، اور اس کی خدمات و تعلیم کو لازمی فریضہ قرار دیا اور بے حد رحمتیں نازل ہوں، اس برگزیدہ بندے پر جس کو اپنی کتاب کی تشریح کا ذمہ دار بنایا اور سزاوار تحسین امت کا وہ پہلا قافلہ ہے جس نے تعلیمات قرآنی کو پروان چڑھایا اور اس کو چاروں ملک عالم میں پھیلا یا، الہی ان حضرات کو امت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرما، اور امت کو ان کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

حمد و صلوة کے بعد: قرآن کریم وہ سدا بہار کتاب ہے جس کی حیرت زبا باتوں کی نہایت نہیں، عربی میں اس کی خدمت مختلف پہلوؤں سے کی گئی ہے، اور جاری ہے، اور جاری رہے گی، البتہ اردو میں اس کی خدمت کے بہت سے پہلو تفتش تکمیل ہیں، ایک پہلو: تفسیر مع حل لغات و ترکیب بھی ہے عربی محدث رکھنے والے قارئین قرآن عام طور پر اور مدارس عربیہ کے طلباء خاص طور پر اس کے محتاج ہیں کہ ان کے لیے ایک ایسی تفسیر لکھی جائے، جس کے ذریعہ وہ اللہ کی کتاب کو کا حق حل کر سکیں، قرآن جمی کے لیے حل لغات اور ترکیب ایک لازمی چیز ہے، یہ وہ دروازہ ہے جس کے ذریعہ قرآن کریم کی اتمہا گہرائی تک رسائی ہو سکتی ہے، اس کے بغیر ترجمہ کا بخوبی ادراک ممکن نہیں۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے استاذ جناب مولانا حسین احمد صاحب ہر دواری زید مجدہم نے اس طرف توجہ مبذول کی، اور ایک بہل الحصول تفسیر مرتب کی، جس سے امت کی یہ ضرورت بخوبی پوری ہو سکتی ہے۔ آپ نے کام آخری پارہ سے شروع کیا، کیوں کہ اس کے لغات اہم ہیں اور جملے مختصر ہیں، جن کی ترکیب آسان ہے، جب قارئین کرام یہ حصہ محفوظ کر لیں گے، تو طویل آیات کی ترکیب آسان ہو جائے گی۔ مولانا حسین احمد صاحب نے پارہ **عَسَمَ اور پارہ قَالَ وَمَا خَطْبُكُمْ** کی تفسیر کے بعد پارہ **قَدْ نَعِمَ اللَّهُ** اور پارہ **تَذَكُّرُكَ الذِّمِّي** کی مکمل تفسیر مع حل لغات و ترکیب تحریر فرمائی، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مولانا موصوف نے طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ مضمون کے لحاظ سے آیات کا ایک حصہ لیا ہے، پہلے اس کی عام فہم تفسیر کی ہے، پھر حل لغات اور ترکیب بیان کی ہے اور آپ نے اس تفسیر کا نام: "تدریس قرآن مع حل لغات و ترکیب" رکھا ہے، یہ نہایت موزوں نام ہے، مجھے امید ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح یہ تفسیر بھی ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی، اور امت اس سے خوب خوب استفادہ کرے گی، سو ما ذلک علی اللہ بجزیر۔

ارشاد عالی نمونہ اسلاف حضرت مولانا سعید ارشد مدنی صاحب ناظم تعلیمات و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

احمد واصلی علی رسول الکریم اور س نکھامی میں جو آج کل مدارس عربیہ میں رائج ہے، قرآن کریم سے متعلق کتابیں بہت کم ہیں، تفسیر کی ایک ہی کتاب ہے جو کہیں پانچویں سال اور کہیں چھٹے سال میں پڑھائی جاتی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور کتاب جو قرآن جمی میں مضمین و مددگار ہوں نصاب میں نہیں پائی جاتی، دارالعلوم دیوبند کے ارباب حل و عقد نے اس کی کو دور کرنے کے لیے مختلف مراحل میں پورے **قرآن مجید** کے ترجمہ کو نصاب میں داخل کیا ہے، جس میں پڑھاتے ہوئے معنی، مطلب اور حل لغت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، چوں کہ یہ عمل مختلف مراحل میں انجام پاتا ہے، اس لیے آہستہ آہستہ طالب علم میں استعداد بڑھتی رہتی ہے، اور اس کا رشتہ قرآن ہمن سے مضبوط ہوتا رہتا ہے، ابتدائی مراحل میں ۲۹ مارچ ۳۰ سپتامبر کے درمیان اگرچہ حافظہ و غیر حافظہ سب کے درمیان رہتے ہیں لیکن حل لغات اور ترکیب نحوی کے اعتبار سے بالخصوص مبتدی طلبہ کے لیے الجھن کا سبب بنتے ہیں۔

موجودہ دور میں طلبہ کی استعداد کو دیکھتے ہوئے اس کی ضرورت تھی کہ مختصر اور آسان زبان میں ایسی کتاب مرتب کی جائے جو ترجمہ قرآن کریم کی تعلیم میں طلبہ کے لیے مددگار پریشانی کو دور کرنے والی ہو، اللہ تعالیٰ مولانا حسین احمد صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے انھوں نے پیش قدمی فرمائی اور مناسب انداز میں طلبہ کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ترجمہ و تفسیر مع حل لغات اور نحوی و صرفی ضرورت کو پورا کیا، زبان بھی آسان ہے، جس سے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب طلبہ عزیز کے لیے مفید ثابت ہوگی چوں کہ مولانا انشاء درس طلبہ کی پریشانیوں اور ضرورتوں سے واقف ہیں، اس لیے ان کا یہ عمل ضرور انشاء اللہ طلبہ کی ضرورت و احتیاج کے مطابق ثابت ہوگا۔ راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین!

ارشاد گرامی ریچس الادوار حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری  
استاذ مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہاں اللہ تعالیٰ شہداء قرآن کریم انسانوں کی ہدایت کے لئے حضور ﷺ پر نازل  
کی گئی خدا کی آخری کتاب ہے، اور اس کی کسی بھی طرح خدمت انسان کی سب  
سے بڑی سعادت ہے، جو خدا کے برگزیدہ اور نیک بندوں کے حصے میں آتی ہے۔  
خدا کا فضل ہے، کہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس جناب مولانا حسین  
احمد صاحب قاسمی ہر دواری زید محمد ہم نے تدریس قرآن کے نام سے  
قرآن کی ایک مبارک خدمت انجام دی ہے۔

مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم میں بھی ترجمہ قرآن بڑی اہمیت  
کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے اور اکثر مدارس میں حل لغات اور ترکیب  
نحوی کا اہتمام کیا جا رہا ہے، اس لئے امید ہے کہ موصوف محترم کی  
یہ کاوش طلبہ کیلئے بہت فائدہ بخش ہوگی۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم ان کے اس عمل صالح کو شرف قبول عطا  
کرے اور علیٰ طبقتوں میں اس کو قبول عام حاصل ہو۔ واللہ اعلم بالاولاد والاخرا  
ریاست علی غفرلہ (خادم تدریس دارالعلوم دیوبند)

رائے گرامی: حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب خیر آبادی  
(مفتی دارالعلوم دیوبند)

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على سيد  
الانبياء و المرسلين و على آله و صحبه اجمعين اما بعد: قرآن  
الله کی مقدس کتاب، دینِ ساوی کا آخری قانون، اور امت مسلمہ کے لئے  
کامل دستور حیات ہے، یہ تفسیر مولانا حسین احمد صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند  
نے محنت شاقہ کے بعد لکھی ہے، یہ تفسیر قرآنی خدمت کے سلسلہ میں نئی تو نہیں  
ہے، لیکن بعض مباحث کے اعتبار سے بڑی حد تک بدرت رکھتی ہے، اس میں  
تفسیر کے ساتھ ساتھ آیات کی نحوی ترکیب کا التزام کیا گیا ہے، نیز علم  
اشتقاق، اصل لغات، علم معانی و بیان، اسباب نزول کو ذکر کر کے کتاب کی  
اقادیت کو دوہالا کر دیا گیا ہے، اس جامعیت کے ساتھ یہ تمام خصوصیات کجا  
شاید اسی کتاب کا حق ہے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ اسے قبولیت عامہ سے نوازے  
اور مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

حبیب الرحمن خیر آبادی غفرلہ

تقریظ: فصیح اللسان حضرت مولانا عبدالحق صاحب سنبلی

استاذ دارالعلوم دیوبند

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم: اوبعد: سب جانتے ہیں کہ قرآن پاک  
سرچشمہ ہدایت ہے، اس کو سینہ سے لگانے سے دل کو سکون حاصل ہوتا  
ہے؛ لیکن اس کی تہ تک پہنچنے کے لئے وسیوں علوم کی ضرورت ہے۔  
مزید مکرم جناب مولانا حسین احمد صاحب قاسمی ہر دواری حفظہ اللہ۔  
استاذ دارالعلوم دیوبند، شکر یہ کہ مستحق ہیں کہ موصوف نے تدریس قرآن  
کے نام سے ہم دست کتاب مرتب فرمائی، کتاب بہت پسند آئی، واقف  
بچوں کے لئے قرآن پاک کا درس جس انداز سے ہونا چاہئے، اس کتاب  
سے بہترین رہنمائی ہوتی ہے کہ قرآن پاک کا ترجمہ، تفسیر اور آیات کی  
پوری نحوی ترکیب اس میں سموی ہے۔

طلبہ اور اہل علم کو ان شاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ  
مؤلف کی دیگر کتب کی طرح اس کو بھی قبول عام حاصل فرمائے اور مزید  
علمی خدمات کی توفیق بخشے، آمین یا رب العالمین۔ والسلام  
خیر خواہ: عبدالحق سنبلی (مدرسہ دارالعلوم دیوبند)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی عبدالحق صاحب

استاذ کاشف العلوم جھنسل پور

ہاں اللہ تعالیٰ: قرآن کریم کا نزول ایسے زمانے میں ہوا کہ اس وقت کم  
کردہ راہ انسانیت کو راہ دکھانے والا کرۂ ارضی پر کوئی نہ تھا، زمانہ چونکہ تفسیر  
پنچیر ہے اس لئے سابقین کی محنت پر استغفار کرنا قوی غفلت اور عوام الناس  
کی ضروریات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

وہ ماکھوں سعادت مند و ریشہ الانبیاء، جو اس عظیم الشان امر سے بہرہ  
ورہوئے انہی محققین و شارحین میں مولانا حسین احمد صاحب زید محمد کو بھی  
منا جا سکتا ہے چیدہ چیدہ مقامات سے احقر نے "تدریس قرآن" کو  
پڑھا، سمجھا۔ تو مجھے تحقیق و تشریح و تفسیر کتاب کریم میں کوئی کمی و فہم مطالب میں  
کوئی وقت محسوس نہیں ہوئی، بلکہ قوی نو اور بھی دیکھنے میں آئے، بتا رہی صدق  
ہوں کہ کتاب بظاہر عام ہر دو کے لئے نافع نام ہوگی، ان شاء اللہ۔

عبدالحق (استاذ کاشف العلوم جھنسل)

## سخن خود

حامداً ومصلياً و مسلماً و بعد: اللہ تعالیٰ شانہ و عم نوالہ، کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ اس نے مجھ کو دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کے لکھنے کی بھی سعادت بخشی، الحمد للہ اولاً تدریس قرآن پارہ عم منظر عام پر آئی، پھر تدریس قرآن پارہ قال لهما خطبکم، پھر تدریس قرآن پارہ قد سمع اللہ، اور اب پارہ تبارک الذی آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہے، اب سال سوم کا یہ نصاب مکمل ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اس تفسیر کو سید مقبولیت سے نوازا ہے، اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ترجمہ (ترجمہ حضرت تھانویؒ) تفسیر، ضماز کے مراجع، لغات، ترکیب، اجزاء، باغث اور دیگر تمام ضروری امور کو یکجا کر دیا گیا ہے، اور اس سے بفضلہ تعالیٰ شانہ طلبہ عزیز کی کوئی ضرورت تشنہ طلب نہیں رہتی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احقر کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی مقبولیت عامہ و تامہ نصیب فرمائے، احقر نے تفسیر، معارف القرآن، روح المعانی، مظہری، ابن کثیر وغیرہ سے اخذ کی ہے اور کوشش کی ہے کہ اپنی طرف سے کسی طرح کی کمی و زیادتی نہ کروں، اور لغات، لغات القرآن، قاموس القرآن، معجم مفردات الفاظ القرآن، مصباح اللغات، القاموس الوحید، المعجم الوسیط، اعراب القرآن، روح المعانی، مظہری وغیرہ سے اخذ کی ہے، اور ترکیب، اعراب القرآن مجی الدین الدرولیش، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ، روح المعانی، مظہری وغیرہ سے اخذ کی ہے، یاد رہے کہ احقر نے حل لغات کے دوران باب نصر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نون یعنی اس طرح (ن)، اور باب ضرب کے لئے (ض)، اور باب سمع کے لئے (س)، اور باب فتح کے لئے (ف)، اور باب کرم کے لئے (ک) استعمال کیا ہے۔

میں نے مزید فیہ کے صیغوں کی وضاحت کرتے ہوئے مجرد میں بھی جس صیغہ کا استعمال جہاں ضروری سمجھا بیان کر دیا، طلبہ عزیز مناسب سمجھیں تو یاد کریں، ورنہ مزید فیہ کے یاد کرنے پر ہی اکتفا کریں، آخر میں ان مخلصین، محبین، مشفقین کا بھیم قلب شکر گزار ہوں جو تدریس قرآن کی تصنیف کے سبب بنے یا معاون بنے، بطور خاص مخد و منا المحترم حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب محدث کبیر دارالعلوم دیوبند، اور مخد و منا المحترم حضرت الاستاذ حضرت مولانا سید ارشد مدنی ناظم تعلیمات و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کہ جن کے حکم اور مشوروں اور ہدایت کے مطابق احقر نے تدریس قرآن کی ان تمام جلدوں کو تالیف کیا، اور عزیز محترم مولوی محمد طیب سہارنپوری کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے کتاب کی تکمیل میں کافی تعاون کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ احقر کی اس خدمت قرآن کو قبول فرمائے اور مجھے اور جملہ قارئین کو صلاح و تقویٰ اور فلاح داریں سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

حسین احمد قاسمی ہردواری، مدرس دارالعلوم دیوبند

**نوٹ:** اللہ تعالیٰ نے اگر توفیق بخشی تو قرآن شریف کی یہ خدمت بطرز تدریس قرآن آئندہ بقیہ پاروں کی بھی جاری رہے گی۔

## ضروری معلومات

**نوٹ:** بہت سی ضروری باتیں تدریس قرآن پارہ عم، تدریس قرآن پارہ قال لہما خطبکم، تدریس قرآن پارہ قد سمع اللہ میں مذکور ہیں، چند ضروری باتیں جن کی اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ضرورت پڑ سکتی ہے وہ یہاں پر درج فرما کر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

**صنعت مقابلہ:** مقابلہ یہ ہے کہ دو یا زیادہ لفظ لائے جائیں پھر علی الترتیب ہر لفظ کا مقابل لایا جائے، جیسے فلیضحکوا قليلاً وليكوا كثيراً یہاں فلیضحکوا کا مقابل ولیکوا ہے اور قليلاً کا کثیراً۔

**صنعت طباق:** اس کو صنعت تضاد بھی کہتے ہیں یعنی کلام میں ضدین کا جمع کرنا، یعنی ایسے دو الفاظ لانا جس کے معنوں میں فی الجملہ تقابل اور ضد ہو، جیسے اردو میں اس کی مثال یہ شعر ہے۔

نے گل کو یاں ثبات نہ شبنم کو ہے قرار  
کیا روئے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے

یہاں ”روئے“ اور ”ہنسے“ میں تقابل ہے۔

**لَفٌّ وَنَشْرٌ:** لغت میں لف کے معنی لپٹنے کے ہیں اور نشر کے معنی پھیلانے کے، اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ پہلے کئی چیزیں ذکر کریں یہ لف ہے، پھر ان کے متعلقات ذکر کریں، یہ نشر ہے، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) لف و نشر مرتب۔ (۲) لف و نشر غیر مرتب۔

**لَفٌّ وَنَشْرٌ مَرْتَبٌ:** جس ترتیب سے لف یعنی اجمال ہو اسی ترتیب سے نشر یعنی تفصیل ہو۔

**لَفٌّ وَنَشْرٌ غَيْرَ مَرْتَبٌ:** نشر کی ترتیب لف کی ترتیب کے موافق نہ ہو۔

**تَفْرِيعٌ:** کسی امر کے متعلق کیلئے کوئی حکم ثابت کریں پھر وہی حکم دوسرے امر کے متعلق کے لئے ثابت کریں۔

**تَجْنِيسٌ:** دو لفظ تلفظ میں مشابہ ہوں اور معنی میں مختلف ہوں اس کی کئی قسمیں ہیں جن کی یہاں ضرورت نہیں۔

**سَجْعٌ وَرِعَايَةُ فَوَاصِلٍ:** دو فقرے آخری حرف میں موافق ہوں، یعنی پہلے فقرہ کا جو آخری حرف ہے وہی

دوسرے فقرہ کا بھی ہو، اس کی تین قسمیں ہیں (۱) مُطْرَفٌ یعنی دونوں فقروں کے کلمے وزن میں مختلف ہوں جیسے مَا لَكُمْ لِاتْرَجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا. وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا. (۲) تَرَصُّعٌ یعنی دونوں فقروں کے کل یا اکثر الفاظ وزن اور قافیہ میں برابر ہوں جیسے إِنَّ الْأَنْبِرَازَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفَجَارَ لَفِي جَحِيمٍ. (۳) متوازی یعنی دونوں فقروں کے کل یا اکثر الفاظ ہم وزن اور ہم قافیہ نہ ہوں جیسے فِيهَا سُرُورٌ مَرْلُوعَةٌ، وَأَنْكَابٌ مَوْضُوعَةٌ.

**تَقْدِيمُ مَفْعُولٍ وَمَعْمُولٍ:** کبھی مفعول بہ یا فاعل کے دوسرے معمول مثلاً جار مجرور وغیرہ کو فاعل سے مقدم

کرتے ہیں تو کبھی بغرض حصر و تخصیص مقدم کرتے ہیں اور کبھی رعایت فواصل اور وزن کی موافقت مقصود ہوتی ہے۔

**التفات:** کلام کو تکلم، خطاب اور غیبت کی حالتوں میں سے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنا۔

**عطف الخبر على الانشاء:** کوال بیان منع کرتے ہیں مگر دیگر حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں (معنی

المليب) اور عطف الاسم على الفعلية وبالعكس کی بھی معنی الملیب کی عبارت سے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

**فا نصيحة:** افصاح کے معنی اظہار کے ہیں یعنی وہ فاجو عبارت مقدرہ کے جواب میں ہوتی ہے خواہ وہ عبارت



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْمَلِكِ مَكِّيَّةٌ

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

وہ بڑا عالی شان ہے جس کے قبضے میں تمام سلطنت ہے • اور وہ ہر چیز پر قادر ہے •

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے •

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُوْرُ ۝۲

اور وہ زبردست بخشنے والا ہے •

**رہنما** مائل سورت میں رسالت کا بیان تھا اس سورت میں توحید کا بیان ہے اور حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علم و قدرت کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور ضمناً کچھ مضامین کفار و مومنین کی جزا و سزا کے بھی آگئے ہیں۔

**تشریح** ان آیات میں اللہ تعالیٰ شانہ کی عظمت و قدرت اور اس کے عالیشان ہونے کو بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ تفسیر ملاحظہ فرمائیں، تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ لفظ تَبَارَكَ، بَرَكَةٌ سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی: بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہیں یہ لفظ جب اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں بولا جاتا ہے تو اس کے معنی سب سے بالا و برتر اور عالیشان ہونے کے آتے ہیں لہذا معنی اس طرح کریں گے کہ وہ خدا بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ میں سلطنت ہے یعنی جس کے قبضہ میں زمین و آسمان اور دنیا و آخرت کی حکمرانی ہے، وہ اپنے علم و حکمت سے جس طرح چاہے تصرف کرے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، یہ آیت بطور دعویٰ کے ہے اس لئے اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ کے وجود و توحید اور اسکے علم و قدرت پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل کے اعتبار سے اچھا ہے یعنی زندگی کو تو اس لئے بنایا کہ آدمی زندہ رہ کر عمل کرے، اگر زندگی نہ ملتی تو آدمی عمل کس وقت کرتا، اور موت کو اس لئے پیدا کیا کہ اگر موت نہ آیا کرتی تو لوگ آخرت سے بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر موت نہ ہوتی اور دوبارہ زندہ نہ کئے جاتے تو اچھے برے اعمال کا بدلہ کہاں ملتا، پس حسین عمل کے لئے موت بمنزلہ

شرط کے ہے اور حیات بمنزلہ ظرف کے۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَفُوْرُ اور وہ زبردست ہے کہ اس کی پکڑ سے کوئی بچ نہیں سکتا اور بخشنے والا بھی بہت بڑا ہے کہ اعمالِ حسنہ پر مغفرت اور ثواب مرتب فرماتا ہے (اے اللہ اس حقیر فقیر کی بھی اپنی رحمت عامہ و عطاۓ خاصہ سے مغفرت فرمادے، آمین)

**سوال ۱** سائل یہ کہہ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شانہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ اپنی ذات و صفات میں تصرف کرنے پر بھی قادر ہے مثلاً اپنی ذات یا کسی صفت کو ختم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ یا کیا معصعات پر بھی اس کو قدرت ہے مثلاً اپنے جیسا دوسرا پیدا کر سکتا ہے؟

**جواب** شئیء کا اطلاق ممکن پر ہوتا ہے لہذا اشکال میں پیش کردہ دونوں چیزیں یعنی واجب (اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات) اور ممنوع شئیء کے مفہوم میں داخل ہی نہیں کہ اشکال مذکورہ پیش آئے۔

**سوال ۲** خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ حیات کے لئے پیدا کرنے کا لفظ تو اپنی جگہ ظاہر ہے کہ حیات ایک وجودی چیز ہے لیکن موت جو بظاہر ایک عدم کا نام ہے اس کے لئے خَلَقَ یعنی پیدا کرنے کا لفظ استعمال کرنا کس طرح صحیح ہے؟

**جواب** ائمہ تفسیر سے اس کے جواب میں متعدد اقوال منقول ہیں سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ روح اور بدن کا تعلق منقطع کر کے روح کو ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل کرنے کا نام ہے اور یہ ایک وجودی چیز ہے لہذا اس کے لئے خَلَقَ کا لفظ بولنا صحیح ہے۔ بعض نے کہا کہ خَلَقَ بمعنی جَعَلَ ہے، لہذا ترجمہ ہوگا کہ جس نے موت اور زندگی بنائی۔ (تفسیر حقانی)

**تذکرہ** خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ۔ موت کو مقدم کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے موت ہی مقدم ہے کیوں کہ ہر چیز جو وجود میں آتی ہے پہلے وہ کچھ نہ تھی (اے موت ہی سمجھو) پھر اس کو حیات ملی، قرآن میں ہے وَكُنْتُمْ اَمْوَانًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لَيَبْلُوْكُمْ اَيْكُمُ اَحْسَنُ عَمَلًا سے پتہ چلا کہ موت و حیات کی تخلیق کی وجہ انسان کی

۱۔ قولہ لَيَبْلُوْكُمْ تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے سوال یہ ہے کہ آزمائش اور امتحان لینا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ امتحان لینے والے کو اس شخص کی استعداد اور صلاحیت کا علم نہیں جس کا امتحان لیا جا رہا ہے اب یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان میں کیسے درست ہوگی جبکہ اسکو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے۔

۲۔ جواب امتحان کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو مخاطب کی استعداد اور صلاحیت کو جاننا یہ امتحان تو مخلوق کے ساتھ خاص ہے دوسرا مقصد استحقاق جزا و سزا کا اظہار و اثبات، مذکورہ آیت اور اس طرح کی تمام آیات میں یہی مراد ہوتا ہے، گو یا یہاں حقیقت امتحان مراد نہیں بلکہ صورت امتحان مراد ہے۔ (روح)

۳۔ اعتراض مذکور کا ایک جواب یہ ہے کہ یہاں خلق بمعنی تقدیر ہے (مقرر کرنا) اور اس کا تعلق جس طرح وجودی شئی سے ہے اسی طرح عہدی سے بھی ہے یا یہ کہا جائے کہ خلق یہاں انشاء و اثبات کے معنی میں ہے یا پھر کلام تقدیر مضاف کے ساتھ مانا جائے، اسی خَلَقَ اسباب الموت (روح المعانی) حضرت عبداللہ ابن عباس اور بعض دوسرے ائمہ سے جو یہ منقول ہے کہ موت و حیات دو مجسم مخلوق ہیں، موت ایک مینڈھے کی شکل میں اور حیات ایک گھوڑے کی شکل میں ہے اس سے بظاہر اس صحیح حدیث کا بیان ہے جس میں یہ ارشاد ہے کہ بروز قیامت جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور ہل مراط کے پاس اسکو ذبح کر کے اعلان کیا جائے گا کہ اب جو جس حالت میں ہے وہ وہی حالت ہے اب کسی کو موت نہیں آئے گی مگر اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ دنیا میں موت کوئی جسم ہو بلکہ یہ ایک تشبیل ہے کہ جس طرح دنیا کے بہت سے احوال و اعمال قیامت میں مجسم و متشکل ہو جائیں گے اسی طرح موت بھی قیامت میں مجسم ہو کر مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دی جائے گی۔ (معارف بحوالہ قرطبی)

آزمائش ہے اور یہ آزمائش بہ نسبت حیات کے موت میں زیادہ ہے کیوں کہ جس کو اپنی موت کا استحضار ہوگا وہ اعمال حسہ کی پابندی زیادہ سے زیادہ کرے گا۔

**نکتہ:** أَحْسَنُ عَمَلًا فرمایا نہ کہ أَكْثَرُ عَمَلًا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک عمل کی کثرت اور مقدار کا زیادہ ہونا قابل توجہ نہیں بلکہ عمل کا اچھا ہونا معتبر ہے، اسی لئے قیامت میں اعمال کو گنا نہیں جائیگا بلکہ تو لا جائیگا جس میں بعض ایک ہی عمل کا وزن ہزاروں اعمال سے وزنی ہوگا۔

**فضائل سورۃ الملک** حدیث میں اس سورت کو وَاٰیٰتِہِ اور مُنَجِّیہ بھی فرمایا ہے، وَاٰیٰتِہِ بمعنی بچانے والی اور منجیہ بمعنی نجات دلانے والی، کیونکہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے بچانے والی اور نجات دلانے والی ہے۔ (حدیث) حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورہ ملک ہر مومن کے دل میں ہو۔ (ذکرہ العسلی)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الم سجده اور سورۃ تبارک الذی روزانہ رات کو ہمیشہ پڑھتے، سفر و حضر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

**لغات** نوٹ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی لغات اور ترکیب تدریس قرآن پارہ عم میں ملاحظہ فرمائیں!

**تَبَارَكَ:** (تفاعل) ماضی واحد مذکر غائب، بلند و برتر ہونا، عالی شان ہونا۔ اس فعل کی گردان نہیں ہوتی، اور صرف ماضی کا ایک ہی صیغہ ہے، اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے، اس لئے بعض لوگ اس کو اسم فعل کہتے ہیں، مادہ بَرَّكَ، مجرد میں دوسرے معنی آتے ہیں۔ (لغات القرآن) يَذُّ: لغوی معنی ہاتھ جمع آید، جمع الجمع آید، لیکن يَذُّ مجازاً دوسرے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے قبضہ و ملک، قوت۔ اس میں اختلاف ہے کہ قرآن میں جہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا وہاں حقیقی معنی مراد ہیں یا مجازی لیکن اگر حقیقی معنی بھی مراد لئے جائیں تو اس کی حقیقت و کیفیت خدا تعالیٰ ہی جانتے ہیں اس میں غور و خوض کرنا بندہ کے لئے مناسب نہیں، اور یہ مشابہات میں سے کہلائے گا دوسرا قول یہ ہے کہ ہاتھ سے مراد قدرت اور اختیار ہے۔ **الْمَلِكُ:** اسم، حکومت و بادشاہت جمع املاک، (۲) مصدر ہے، **مَلَكَ الشَّيْءَ (ض) مَلِكًا:** مالک ہونا۔ **قَدِيرٌ:** صفت مشبہ، قدیر اس کو کہتے ہیں جو حکمت کے مطابق جو کچھ چاہے کرے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو قدیر نہیں کہہ سکتے، البتہ قادر عام ہے۔ **الْمَوْتُ:** مصدر، مَاتَ (ن) **مَوْتًا:** مرنا۔ **الْحَيٰوةُ:** مصدر از باب مع۔ **حَيٌّ:** (س) حَيَاةٌ وَ حَيَوَانًا: زندہ رہنا (بمعنی زندگی حاصل مصدر ہے)۔ **يَبْلُو:** مضارع واحد مذکر غائب، **بَلَاءٌ يَبْلُو (ن) بَلَاءٌ وَ بَلَوًا:** آزمائش کرنا۔ (مادہ بَلَوُ)۔ **اٰیٰ** اسم استفہام بمعنی کون۔

۱۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ غیر خدا کی صفت بھی قدیر آ سکتی ہے مگر بت کم، (مگر اصطلاح شرع میں غیر خدا پر قدیر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ راغب) ۲۔ ائی شرط کے لئے بھی آتا ہے لہذا اس وقت دو فعلوں کا تقاضا کرے گا اور دونوں کو جزم دے گا، نیز ائی اسم موصول بھی ہوتا ہے، اور کبھی نکرہ کی صفت بن کر کمال پر دلالت کرتا ہے جیسے زید و جل ائی زنجلی، زید کمال مرد ہے، اسی طرح ائی حرف ندا اور منادی معرف ہلام کے درمیان بھی آتا ہے جیسے یا ایہا الرسول، اسی طرح ائی استفہام کے لئے بھی آتا ہے، جیسے ایہکم احسن عملاً۔

**أَحْسَنُ:** اسم تفضیل، زیادہ اچھا، **حَسَنٌ (ك)** **حُسْنًا:** بہتر اور اچھا ہونا۔ **عَمَلًا:** اسم بمعنی کام جمع أعمال (۲) مصدر **عَمِلَ (س)** **عَمَلًا:** کام کرنا۔ **الْعَزِيزُ:** (زبردست) اسم مبالغہ بوزن فعیل بمعنی قائل (العزیز اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے) دوسرا معنی ہے صاحب عزت، پیارا، جمع أعزّة، عَزَّ (ض) عِزًّا وَعِزَّةً: طاقت ور ہونا، صاحب عزت ہونا۔ **الْغَفُورُ:** (بڑا بخشنے والا) اسم مبالغہ، **غَفَرَ (ض)** **غَفْرًا وَغُفْرَانًا وَمَغْفِرَةً:** معاف کرنا (الغفور اسمائے حسنیٰ میں سے ہے)

**ترکیب** **تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ..... تَبَارَكَ** فعل اللذی اسم موصول بیدہ ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم الملک مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر قائل، فعل اپنے قائل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ..... جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، (علیٰ کل شیء متعلق مقدم ہے قَدِيرٌ کے) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ ابتدائیہ (لا محل لها)۔ **الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا، وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ** (الذی خلق الخ بدل ہے ما قبل اللذی سے) اللذی اسم موصول **خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ** فعل بفاعل ومفعول بہ، لام لام کسی برائے تعلیل اس کے بعد اُن مقدر، **يَبْلُو** فعل بفاعل کم ضمیر مفعول بہ اول، **أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا.....** جملہ اسمیہ مفعول بہ ثانی (محل منصوب) پھر **ليبلوكم الخ** متعلق ہے **خَلَقَ** کے، اور **خَلَقَ الْمَوْتَ** الخ معطوف علیہ **هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ.....** جملہ اسمیہ معطوف (العزیز خبر اول، الغفور خبر ثانی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، اسم موصول مع صلہ بدل ما قبل اللذی بیدہ الملک سے۔

**فائدہ** **يَبْلُوَكُمْ** کے لئے دو مفعول آئے کیونکہ وہ **يَعْلَمُ** کے معنی کو محضمن ہے اور **يَعْلَمُ** ظاہر ہے کہ دو مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے (مظہری) اسی طرح **رَأَى** **يَرَى** اگر بمعنی **عَلِمَ** یا بمعنی **أَخْبَرَنِي** ہو تو دو مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے اور اگر کسی جگہ **رَأَيْتَ** **يَفْرَى** مراد ہو تو صرف ایک مفعول کافی ہوتا ہے۔

**السَّالِفَةُ** اللہ کے قول **الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ** میں اسی طرح آنے والی آیت **أَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا** میں اسی طرح **صَافَاتٍ وَيَقْبُضْنَ** میں صنعت طباق ہے (صنعت طباق کی تعریف ص ۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

**ضروری بات** کتاب میں جا بجا ہ ضمیر کے بجائے **هَ** ضمیر لکھا ہوا ہے، تو یاد رہے کہ صحیح تلفظ **هَ** ہے، ہ ضمیر کہنا غلط ہے، جیسے **إِنَّهُ** میں **هَ** ضمیر کہیں گے، نہ کہ **هَ** ضمیر۔



۱۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ عمل ہر وہ فعل ہے جو کسی جاندار سے بالقصد صادر ہو، یہ فعل سے انحصار ہے کیونکہ فعل کی نسبت کبھی ان حیوانات کی طرف بھی ہوتی ہے کہ جن سے بلا ارادہ فعل سرزد ہوتا ہے، اور کبھی جمادات کی طرف بھی فعل کو منسوب کر دیا جاتا ہے، مگر فعل کی نسبت ان چیزوں کی طرف بہت ہی کم ہے۔ حسین احمد غامدی کی پیشکش

الذی خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن تَفَوتٍ ط

جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے، تو خدا کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ

سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے، کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے • پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ نگاہ ذلیل اور در ماندہ ہو کر لوٹ آئے گی

إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا

تیری طرف • اور ہم نے قریب کے آسمانوں کو چراغوں سے آراستہ کر رکھا ہے

بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝

اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ہم نے ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے •

### تشریح

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس پوری سورت میں اصل مضمون حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علم و قدرت کو

بیان کرنا ہے چنانچہ تفسیر ملاحظہ ہو! الذی خَلَقَ سَبْعَ السَّمَاوَاتِ ط ترکیب نحوی کے اعتبار سے یہ آیت بدل ہے الذی بیدہ

الملك سے، جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے، حدیث میں ہے کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان، دوسرے پر

تیسرا، اسی طرح سات آسمان اوپر نیچے ہیں اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی مسافت ہے، مَا

تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن تَفَاوُتٍ ط اس آیت میں آسمان کے استحکام کو بیان فرماتے ہیں کہ اے دیکھنے والے تو خدا

کے اس پیدا کرنے میں کوئی خلل اور فرق اور کسی طرح کا عدم تناسب نہ دیکھے گا۔ (یعنی ایسا نہیں کہ یونہی بے تکلف دیا

ہو)۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ط اگر تجھ کو شک و شبہ ہو تو اب کی بار پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے، کہیں تجھ کو کوئی

خلل اور شکاف یعنی کوئی خرابی اور عیب نظر آتا ہے یعنی بلا تامل اور سرسری طور پر تو بہت بار دیکھا ہوگا اب کی بار تامل اور غور

فکر سے بالقصد نگاہ کر۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ط پھر بار بار نگاہ ڈال کر

دیکھ، آخر کار تیری نگاہ ذلیل اور تھک کر تیری طرف لوٹ آئیگی، یعنی نگاہ دیکھتے دیکھتے تھک جائے گی لیکن آسمان میں

باوجود زمانہ دراز گذر جانے کے اس میں کسی طرح کا کوئی خلل اور شکاف نظر نہ آئیگا، یہ اللہ جل شانہ کی قدرت کی صاف

دلیل ہے۔ (خَاسِئًا بمعنی ذلیل، حَسِيرٌ بمعنی تھکی ہوئی)

۱۔ یعنی باوجود مہر و زہور اور غلاظت و اذمان کے آج تک آسمان میں کوئی فرق اور تفاوت نہیں آیا بلکہ اسے مخاطب جب بھی تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر

دیکھے گا تو وہ تجھ کو ایک صاف، ہموار، مربوط و متصل نظر آئیگا، فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ط سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان دنیا کو آنکھوں سے

دیکھا جاسکتا ہے اور ضروری نہیں کہ نیلگوں فضا جو دیکھائی دیتی ہے یہی آسمان ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ آسمان اس سے بہت اوپر ہو اور یہ نیلگوں رنگ ہو اور فضا کا ہو

جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں مگر اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ آسمان انسان کو نظر ہی نہ آئے، ہو سکتا ہے کہ یہ نیلگوں فضا شفاف ہو نیلگے سبب اصل آسمان کو دیکھنے

میں مانع نہ ہو اور اگر کسی دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آسمان کو آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا تو پھر اس آیت میں روایت سے مراد روایت عقلی

یعنی غور و فکر کرنا ہوگا (معارف)

**سوال** ثم ارجع البصر كرتین اعتراض یہ ہوتا ہے کہ یہ نگاہ دوسری نہیں، بلکہ تیسری ہے، تو اس کے لئے کرتین کا لفظ کیونکر صحیح ہے۔

**جواب** یہاں تثنیہ سے مراد کثرت ہے جس کے معنی ہوں گے بار بار اور عرب کی زبان میں تثنیہ کثرت کے لئے مستعمل ہے، جیسے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ: یہ بھی ہماری قدرت کی دلیل ہے کہ ہم نے آسمان دنیا یعنی سب سے نیچے کے آسمان کو چراغوں یعنی ستاروں سے مزین اور آراستہ کیا (ظاہر ہے کہ رات کے وقت ستاروں کی جگہ گاہٹ سے کیسی رونق اور شان معلوم ہوتی ہے، جی چاہتا ہے کہ آنکھیں اس پر لطف منظر کو دیکھتی ہی رہیں، اور ان قدر ترقی چراغوں سے دنیا کے بہت سے منافع بھی وابستہ ہیں۔ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ: اور ہم نے ان ستاروں کو شیطان کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے (قائد نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین چیزوں کے لئے بنایا (۱) زینت آسمان کے لئے (۲) شیاطین کو رجم کرنے کے لئے (۳) بطور علامات کے کہ جن سے بحر و بر میں راستہ کی رہبری حاصل کی جاتی ہے۔ (صفوۃ التفسیر)

**وضاحت** ابلیس لعین کا تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت آسمانوں میں ہونا اور آدم و حوا کو دھوکہ میں مبتلا کرنا وغیرہ، یہ سب حضرت آدم کے زمین پر نزول سے پہلے کے واقعات ہیں، اس وقت تک جنات و شیاطین کا داخلہ آسمانوں میں ممنوع نہیں تھا، نزول آدم اور اخراج شیطان کے بعد سے یہ داخلہ ممنوع ہوا، سورہ جن کی جو یہ آیات ہیں، وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ الخ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شیاطین آسمانوں میں داخل ہو کر فرشتوں کی باہمی گفتگو سنتے تھے بلکہ بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی جنات و شیاطین کا داخلہ آسمانوں میں ممنوع ہی تھا، تو ان کے سننے سے مراد ہے کہ فضاء آسمانی تک پہنچ کر جہاں بادل ہوتے ہیں چھپ کر بیٹھ جاتے ہوں اور کچھ باتیں سن لیا کرتے ہوں، بعثت نبوی ﷺ کے بعد حفاظت وحی کا یہ مزید سامان ہوا کہ شیاطین کو اس چوری سے بھی بذریعہ شہاب ثاقب روک دیا گیا۔

۱۔ نیچے کے آسمان کو ستاروں سے مزین کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ستارے آسمان کے اندر یا اس کے اوپر لگے ہوئے ہوں بلکہ یہ تزیین اس صورت میں بھی صادق ہے جبکہ ستارے آسمان سے بہت نیچے خلا میں ہوں جیسا کہ تحقیق جدید سے اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے، یعنی سماء سے مراد فضاء آسمانی بھی ہو سکتی ہے جسکو آج کل کی اصطلاح میں خلا کہا جاتا ہے اور لفظ سماء کا استعمال دونوں معنی میں عام و معروف ہے، قرآن میں جا بجا سماء سے فضاء آسمانی مراد لیا ہے جو آسمان سے بہت نیچے ہے خلاصہ یہ ہے کہ دونوں احتمال ہیں کہ ستارے آسمان پر لگے ہوئے ہوں یا آسمان سے بہت نیچے فضاء آسمانی پر ہوں اور احتمال کے ہوتے ہوئے کوئی قطعی فیصلہ قرآن کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا، یہاں ایک اصولی بات سمجھنی چاہئے کہ قرآن کریم کوئی فلسفہ یا ہیئت کی کتاب نہیں کہ اس کا موضوع بحث حقائق کائنات یا ستاروں کی ہیئت و حرکات کا بیان کرنا ہو اور نہ ہی اسکی تحقیق پر ہماری کوئی دینی یا دنیوی ضرورت موقوف ہے (معارف)

۲۔ اوپر آپ نے پڑھا کہ شیاطین فضاء آسمانی تک پہنچ کر چھپ کر باتیں سن لیتے ہوں تو اس میں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ شیاطین فرشتوں کی گفتگو آسمانوں سے باہر رہ کر کس طرح سن سکتے تھے تو جواب یہ ہے کہ یہ بات بہت ممکن ہے کہ اجرام سماویہ سماعت اصوات سے مانع نہ ہوں، اور یہ بھی بعید نہیں کہ فرشتے کسی وقت آسمانوں سے نیچے اتر کر گفتگو کرتے ہوں اور شیاطین اس کو سن بھاگتے ہوں۔

**دوسرا مسئلہ** ان آیات میں شہاب ثاقب کا ہے کہ بغرض حفاظت وحی ان کے ذریعہ شیاطین کو دفع کیا جاتا ہے، تو اشکال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی ستارے ٹوٹنے کا مشاہدہ کیا جاتا تھا، اور اب تک بھی یہ سلسلہ جاری ہے تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اور ان ستاروں کو شیاطین کے دفع کرنے کے لئے شہاب یعنی انکارے بنا دینے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ستاروں میں سے کوئی مادہ آتشی ان کی طرف چھوڑ دیا جاتا ہو اور ستارے اپنی جگہ رہتے ہوں اور عوام کی نظر میں چونکہ یہ شعلہ ستارہ کی طرح حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے اس لئے اسکو ستارہ ٹوٹنا کہہ دیتے ہیں وَاعْتَذْنَا لَهُمْ عَذَابَ الشَّعِيرِ اور ہم نے ان شیاطین کے لئے علاوہ شہاب کی مار کے جو دنیا میں ہوتی ہے، آخرت میں بوجہ ان کے کفر کے دوزخ کا عذاب بھی تیار کر رکھا ہے۔

**ناتھ** قوله ماترى الخطاب لكل احد ممن يصلح للخطاب، و جوز ان يكون لسيد المخاطبين

صلی اللہ علیہ وسلم (روح)

قوله فی خلق الرحمن، فیہن کے بجائے یعنی ضمیر کے بجائے خلق الرحمن کو رکھا بوجہ تعظیم، والمراد

بخلق الرحمن السموت السبع، فالاضافة للعهد.

**لغات** خلق: ماضی واحد مذکر غائب، خلق الشیء (ن) خلقا: پیدا کرنا۔ مَبْع: سات، اسم عدد۔ سَمَوَات: سماء کی جمع، آسمان۔ طَبَاقًا: (اوپر تلے) مصدر از باب مفاعلت، طَابِقَ الشیء عَلَى الشیء مُطَابَقَةً: ایک کو دوسرے کے ساتھ ملانا۔ تَفَاوُت: (فرق، بے ضابطگی، عدم تناسب) مصدر از باب تفاعل، تَفَاوُتَ تَفَاوُتًا: مختلف ہونا، باہم فرق ہونا۔ (مادہ فَوُت ہے) اِرْجَع: امر واحد مذکر حاضر، رَجَعَ الشیء عَنْهُ اَوْ اِلَيْهِ (ض) رُجُوْعًا: لوٹانا، پھیرنا، واپس کرنا۔ البَصْر: (آنکھ، بینائی، دنگاہ) جَمَعَ اَبْصَارَ (بَصْرَ ك) بَصْرًا (س) بَصْرًا وَبَصَارَةً: (دیکھنا، جاننا) فُطُورًا: خلل، شکاف یعنی پھن، دراڑیں فِطْرَہ کی جمع، الفُطُورُ الشَّقُوقُ جمع فِطْرٍ وَهُوَ الشَّقُّ، فِطْرَہ (ن، ض) فِطْرًا، پھاڑنا، فِطْرَہ بمعنی پھن حاصل مصدر ہے۔ کَرَّتَيْنِ: کَرَّةٌ کا تثنیہ، دوبارہ، مراد تکریر و تکثیر ہے، یعنی بار بار، (اور کَرَّةٌ باب ضرب کا مصدر ہے، اور تار برائے وحدت ہے معنی ہوں گے ایک بار لوٹانا، کَرَّ (ض) کَرًّا. يَنْقَلِبُ: مضارع واحد مذکر غائب، از باب انفعال، اِنْقَلَبَ اِنْقِلَابًا، لوٹنا۔ خَابِسًا: (ف) اسم فاعل ذلیل، در ماندہ، خَسًا سے مشتق ہے، جس کے معنی دھتکار پڑنے، اور تھک کر رہ جانے کے ہیں۔ (لغات القرآن) خَسِيرًا:

(بقیہ صفحہ سابقہ سے) شہاب ناقب شیاطین کو دفع کرنے کے لئے ہوتے ہیں جو کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اس سے تو بظاہر قول فلاسفہ کی تائید ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ آفتاب کی تمازت سے جو بخارات زمین سے اٹھتے ہیں ان میں کچھ آتش گیر مادے بھی ہوتے ہیں اور اوپر جا کر جب ان کو آفتاب یا کسی دوسری جگہ سے حرید گری پہنچتی ہے تو وہ سلگ اٹھتے ہیں اور دیکھنے والوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی ستارہ ٹوٹا ہے۔

**جذاب** یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں، زمین سے اٹھنے والے بخارات مشتعل ہو جائیں یہ بھی ممکن ہے اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ کسی ستارے یا ستارے سے کوئی شعلہ نکل کر گریں اور ایسا ہونا ہمیشہ سے جاری ہو مگر بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان شعلوں سے کوئی خاص کام نہیں لیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان شہابی شعلوں سے یہ کام لے لیا گیا کہ شیاطین جو فرشتوں کی باتیں سنتے ان کو اس شعلے سے مارا جائے (شیاطین فرشتوں کی باتوں کو چوری سے سن کر کانہوں کے پاس آتے اور اس میں اپنی طرف سے سوجھوٹ ملا کر ان کو اس کی اطلاع دیدیا کرتے)

طَبَاق کا استعمال بھی تو اس فنی میں ہوتا ہے جو دوسری کے اوپر ہو، اور بھی اس شی کے لئے کہ جو دوسری شی کے موافق ہو۔ (مجم مفردات الفاظ القرآن) طَبَاق کو طَبَق کی جمع بھی قرار دیا جاسکتا ہے، جیسے لٹریکین طَبَقًا عن طَبَق میں طَبَق استعمال ہوا ہے، مجرد میں دوسرے معنی ہیں۔

ج رَجَعَ الشیء رُجُوْعًا وَرُجُوْعًا وَرُجُوْعًا وَرُجُوْعًا: لوٹنا، واپس آنا۔

صفت مشبہ واحد مذکر، بمعنی محسور، تھکی ہوئی، حَسَرَ البَصْرُ (ن، ض) حُسُورًا: نگاہ کا تھک جانا (مصباح اللغات) زَيْنًا: ماضی جمع متکلم از باب تفعیل، زَيْنٌ تَزِينًا: مزین کرنا، سجانا۔ (مادہ زین، زان، (ض) زینا، مزین کرنا) الدُّنْيَا: (بہت نزدیک) اسم تفضیل واحد مؤنث از باب نصر و جمع، دَنَا (ن) دُنُوًّا: نزدیک ہونا۔ دُنِيَ (س) دَنَا وَ دُنَايَةَ: رومی ہونا (دینا بمقابلہ آخرت نزدیک تر بھی ہے اور رومی بھی جمع دُنِيَ (السماء الدنيا ای القرینی الی الارض) مَصَابِيح: مِصْبَاح کی جمع، چراغ، مراد آسمان کے ستارے۔ رَجُومًا: (مارنے کے اسباب و آلات) رَجْمٌ کی جمع (رَجَمَ دراصل مصدر ہے و جُمِعَ الرَّجْمُ بِإِعْتِبَارِ أَنْوَاعِهِ، رَجَمَ (ن) رَجْمًا، پھراؤ کرنا۔ اور جن چیزوں سے مارا جائے اور پھراؤ کیا جائے اس کے لئے بطور اسم مستعمل ہے) الشَّيَاطِينُ: شیطان کی جمع، سَرَّشٌ، شَرِيَّةٌ۔ اَعْتَدْنَا: (افعال) ماضی کا جمع متکلم، تیار کرنا۔ (مادہ عتد، عتدًا (ك) عَتَادًا وَعَتَادَةٌ تیار ہونا) عَذَابٌ: تعذیب (تفعیل) کا اسم مصدر، بمعنی سزا، دکھ، جمع اَعْدَبَةٌ. الشَّعِيرُ: بروزن فعیل بمعنی مفعول، دکتی ہوئی آگ، دوزخ، جمع سُعْرٌ، (سَعَرَ النَّارَ (ف) سَعْرًا: آگ جلانا)

**ترکیب** الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا..... اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر بدل ہے الذی بیدہ الملک سے، (طباقاً صفت ہے سَبْعَ سَمَوَاتٍ کی) ماتری فی خلق الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاوُتٍ..... ما نافیہ تری بمعنی تَنْظُرٌ باقی ترکیب ظاہر ہے، جملہ متانفہ، (مِنْ حرف جر زائد، تَفَاوُتٍ لفظاً مجرور، محل منصوب تری کا مفعول بہ) فَارْجِعِ البَصْرَ..... فا رابطہ اور شرط مقدر ہے اِیْ اِنْ كُنْتَ فِی رِیْبٍ مِنْ ذَلِكَ. ارجع البصر جملہ انشائیہ جواب شرط، هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ..... مکمل جملہ فعل مقدر کا مفعول بہ ہے ای ارجع البصر وانظر هل تری الخ (مِنْ زائدہ فطور محل منصوب، تری کا مفعول بہ) ثم ارجع البصر کَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبُ اِلَيْكَ البَصْرُ خَاسِنًا وَهُوَ حَسِيرٌ..... ثم حرف عطف ترتیب مع التراخی کے لئے۔ ارجع البصر: فعل مع فاعل ومفعول بہ کَرَّتَيْنِ مفعول مطلق ای رَجَعْتَيْنِ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر امر، ینقلب فعل الیک متعلق البصر ذوالحال خاسنًا شبہ جملہ ہو کر حال اول، وَهُوَ حَسِيرٌ..... جملہ اسمیہ حال ثانی، ذوالحال مع حال فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب امر، امر اپنے جواب امر سے مل کر ماقبل ارجع البصر پر معطوف۔

۱۔ جب دنیا کا استعمال آخرت کے مقابلہ میں ہو تو اس کے معنی عالم دنیا کے ہیں، اور جب اس کا استعمال قصویٰ کے مقابلہ میں ہو تو معنی ہوں کے زیادہ نزدیک، بالفاظ دیگر دنیا موجودہ زندگی، یا زمین سے آسمان تک یا پیدائش سے موت تک کے وقت کو کہتے ہیں، آسمان دنیا، یعنی وہ آسمان جو زیادہ نزدیک ہے، یعنی سب سے نیچے کا۔

۲۔ ویجوز ان یستعمل کمصدر بعد حذف مضاف ای ذات رجوم۔  
۳۔ بھریوں کے نزدیک شیطان بروزن نیعال ہے اور نون اصلی ہے، مشتق من الشطن (ن) بمعنی دور ہونا، چونکہ شیطان غیر اور نیکی سے دور ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں، اور کونوں کے نزدیک وہ شاط (ض) سے مشتق ہے، بمعنی جلنا، چونکہ وہ آگ میں جلے گا اور آگ سے ہی بنا ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں۔

۴۔ وهو حسیر، خاسنًا کی ضمیر سے بھی حال بن سکتا ہے، لہذا اب اس کو حال متداخلہ کہیں گے اور پہلی صورت میں حال مترادف، حال کی اقسام ملاحظہ

ہوں۔ در "مشکل ترکیبوں کا حل"۔ مؤلف، - پتہ احمدیہ پبلشرز وارڈ۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ ۚ وَأَوْسْتَيْنَاهَا بِلَامٍ قَسَمَ مَحذُوفٍ  
 کے جواب میں ای وباللہ لقد زینا الخ قد حرف تحقیق زینا فعل بفاعل السماء الدنيا مرکب توصیفی مفعول بہ  
 بمصابیح متعلق زینا کے، مکمل جملہ معطوف علیہ، جعلناها رجومًا للشیاطین معطوف علیہ معطوف  
 (للشیاطین متعلق کائنۃ کے ہو کر رجومًا کی صفت اور وہ مفعول بہ ثانی) وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ.....  
 مکمل جملہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب قسم، اور جملہ قسم جملہ مستانفہ۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۙ ① إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا  
 اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کیلئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے • جب یہ لوگ اُس میں ڈالے جاویں گے تو اس کی ایک  
 لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورٌ ۙ ② تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ  
 بڑی زور کی آواز نہیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی • جیسے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کے مارے پھٹ پڑیگی • جب اس میں کوئی گروہ ڈالا جاویگا تو اسکے محافظان لوگوں سے پوچھیں گے  
 خَزَنَتَهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۙ ③ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ  
 کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا • وہ کافر کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا • سو ہم نے جھٹلایا دیا اور کہہ دیا کہ خدا  
 مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنَّ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ۙ ④ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي  
 تعالیٰ نے کچھ نازل نہیں کیا تم بڑی غلطی میں پڑے ہو • اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم  
 أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۙ ⑤ فَاعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ ۚ فَنُحِقُّهَا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۙ ⑥ إِنَّ الَّذِينَ  
 اہل دوزخ میں نہ ہوتے • غرض اپنے جرم کا اقرار کریں گے • سو اہل دوزخ پر لعنت ہے • بیشک جو لوگ  
 يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۙ ⑦ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ  
 اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے • اور تم لوگ خواہ چھپا کر بات کہو یا پکار کر کہو •  
 إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۙ ⑧ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۙ ⑨

ع

وہ دلوں تک کی باتوں سے خوب آگاہ ہے • کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے • اور وہ باریک بین پورا باخبر ہے •  
**تشریح** ان آیات میں کفار کے لئے عذاب اور پھر مومنین اور اطاعت شعار لوگوں کے لئے ثواب کا ذکر ہے۔ تفسیر  
 ملاحظہ فرمائیں! وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ: اور جو لوگ اپنے رب کی توحید کا انکار  
 کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے، (یعنی کافروں کا ٹھکانا شیاطین کے ساتھ اسی دوزخ  
 میں ہے)

**فائدہ** وَالَّذِينَ كَفَرُوا الخ کی وجہ سے مسلمانوں کا فرقہ مرجیہ کہتا ہے کہ جہنم میں کفار ہی جائیں گے، مومنین

نہیں، خواہ وہ کتنے ہی گناہگار ہوں، ان کا یہ عقیدہ عیسائیوں کے عقیدے کے قریب قریب ہے، اور یہ خیال غلط ہے، اس لئے کہ کُفْرُ وَاكْفَارٌ بہت وسیع ہے کفار شرعی کو بھی شامل ہے اور ایماندار ہو کر ناشکری کرنے والوں کو بھی، نیز دیگر آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ ایماندار گناہگاروں کے لئے بقدر گناہ سزا و عذاب ہے۔ اِذَا الْقَوَا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيْقًا وَهِيَ تَفُوْرٌ تَكَادُ تَمِيْزُ مِنَ الْغَيْظِ: جب یہ کفار اس دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی، دوزخ کے غصہ کی دو صورتیں ہیں (۱) یا تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اک اور غصہ پیدا کر دے گا کہ کفار پر اس کو بھی غصہ آئے گا۔ (۲) یا مقصود تمثیل ہے کہ جس طرح کوئی غصہ سے جوش میں آتا ہے تو اسی طرح دوزخ کی آواز ایسی سخت خوفناک ہوگی اور بے انتہا جوش و اشتعال سے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا غصہ میں آ کر پھٹ پڑے گی۔

كُلَّمَا اَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ سَأَلْتَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيْرٌ: جب اس میں کافروں کا کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو جہنم کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرسانے والا پیغمبر نہیں آیا تھا۔ یہ سوال بطور توخ و تذلیل کے ہوگا کہ تم جو اس مصیبت میں پھنسے ہو کیا کسی نے تم کو متنبہ نہ کیا تھا کہ اس راستہ مت چلو ورنہ سیدھے جہنم رسید ہو جاؤ گے، قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيْرٍ: وہ کفار بطور اعتراف کے کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرسانے والا پیغمبر آیا تھا سو ہم نے اس کو جھٹلایا اور کہہ دیا کہ خدا تعالیٰ نے از قبیل احکام و کتب کچھ نازل نہیں کیا اور تم بڑی غلطی اور گمراہی میں جا پڑے ہو کہ خواہ خواہ ہم کو عذاب سے ڈرا رہے ہو۔

**سوال** نذیر تو واحد ہے اور انتم جمع، جب کہ اس کا مصداق نذیر ہے، تو ایسا کیوں؟

**جواب** یہ ہے کہ ایک پیغمبر کی تکذیب سب پیغمبروں کی تکذیب ہے، کیونکہ اصول دین میں سب متفق ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں یعنی ایک پیغمبر نے جو اپنی امت کو توحید و بعثت وغیرہ سے متعلق جو بات بتلائی، دوسرے نے اس کی تصدیق کی اس لئے انتم کو جمع لایا گیا، گویا جملہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو متنبہ کیا کہ

تمہیں ہے چلنی عدم کی منزل کہ جس میں کھٹکا قدم قدم ہے  
حسین جاگو، کمر کو باندھو، اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيْرِ: وہ کافر فرشتوں سے یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم ڈرسانے والوں کی بات کو بیت اعتراف و قبول سنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔

فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِاَصْحَابِ السَّعِيْرِ: غرض وہ لوگ اپنے جرم یعنی کفر کا اقرار کریں گے، سوالی دوزخ کے لئے لعنت ہے (اب ان کے لئے جو ار رحمت میں کوئی ٹھکانا نہیں، سُحْقًا بمعنی لعنت)

۱۔ بعض نے کہا کہ یہ اللہ کا غضب ہوگا یا عذاب دینے والے ملائکہ کا جس کی نسبت مجازاً جہنم کی طرف کر دی۔

۲۔ دوزخ کے اندر کفار کے فرشتے حسب تفاوت مراتب کیے بعد دیگرے جائیں گے۔

۳۔ وتقدم السمع على العقل لكون الأدلة السمعية أولى بالاتباع وأخرى بإصابة الحق من الأدلة العقلية والعقل غير كالمبالا.

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ: بے شک وہ لوگ کہ جو اپنے پروردگار سے بے اس کو دیکھے ڈرتے ہیں یعنی انہوں نے اللہ کو دیکھا نہیں مگر اس پر اور اس کی صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں اور ایمان و اطاعت اختیار کرتے ہیں تو ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ: تمام مکلفین یعنی کفار و مومنین دونوں کو خطاب ہے یا پھر اس کے مخاطب بالقصد کفار ہیں کہ تم لوگ خواہ چھپا کر اپنی بات کہو یا کھول کر، اس کو سب خبر ہے کیونکہ وہ دلوں والی بات تک کو جاننے والا ہے، لہذا وہ ہر ایک کو مناسب جزا دے گا۔ (تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ امر بمعنی خبر ہے یعنی کھلی اور چھپی دونوں قسم کی باتیں اللہ کے علم میں برابر ہیں)

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ: بھلا کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بینی یعنی باریک امور کا جاننے والا ہے اور مخلوقات کے حالات سے پورا باخبر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق اور مختار ہے کیونکہ کسی چیز کی تخلیق بغیر علم کے نہیں ہو سکتی، لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

**نکتہ** قوله لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ: اس میں لفظ مغفرت کو لفظ اجر پر مقدم کیا گیا تو ایسا کیوں؟ مغفرت کا مطلب ہے جرم معاف کر کے سزا و مضرت کا دفع کرنا، اور اجر نام ہے نفع حاصل کرنے کا، اور دفع مضرت اہم اور مقدم ہوتی ہے جب منفعت یعنی نفع حاصل کرنے سے۔ (روح)

**نکتہ** قوله وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ: سر کو جہر پر کیوں مقدم کیا؟ اس لئے کہ سر کا مرتبہ جہر سے مقدم ہے کیونکہ ہر جبری شی اظہار کرنے سے پہلے عموماً قلب میں مضمر ہوتی ہے لہذا سر پہلے ہوگا اور پھر اظہار۔ (روح)

**لغات** كَفَرُوا: ماضی جمع مذکر غائب، كَفَرَ (ن) كُفِرًا وَكُفْرَانًا، انکار کرنا، چھپانا۔ رَبٌّ: مالک، پروردگار، جمع آرباب، دراصل باب نصر کا مصدر ہے، بمعنی الترتیب، اور تربیت کے معنی ہیں کسی چیز کو دھیرے دھیرے درجہ کمال تک پہنچانا، پھر بطور مبالغہ مصدر (رَبٌّ) کو بطور صفت استعمال کیا جانے لگا، جیسے زَيْدٌ عَدْلٌ أَيْ عَادِلٌ، جَهَنَّمَ: (دوزخ) (۲) دوزخ کا ایک طبقہ، بوجہ علمیت و تانیت غیر منصرف ہے۔ بَنَسَ: فعل ذم ہے، بمعنی برا، خراب۔ المصير: اسم ظرف مکان، لوٹنے کی جگہ، ٹھکانا، صارَ (ض) صَبْرًا وَمَصِيرًا، وَصَيْرُورَةً، لوٹنا۔ (بعض آیات میں بطور مصدر بھی استعمال کیا گیا ہے بمعنی لوٹنا) الْقَوَا: (افعال) ماضی مجہول جمع مذکر غائب، بمعنی ڈالنا (ماده لَقِيَ، لَقِيَ (س) لِقَاءً: ملاقات کرنا) سَمِعُوا: ماضی جمع مذکر غائب، سَمِعَ (س) سَمْعًا وَسَمَاعًا: سنا۔ شَهِيقًا: مصدر، شَهَقَ (ض) س، ف) شَهِيقًا: چیخنا، چلانا۔ أَيْ صَوْتًا مُنْكَرًا كَصَوْتِ الْحِمَارِ تَفُورٌ: مضارع واحد مؤنث غائب۔ فَارٌ: (ن) فُورًا، جوش مارنا، تَكَادُ: مضارع واحد مؤنث غائب (كَوَدٌ سے مشتق ہے، اور افعال مقاربہ میں سے ہے)

۱۔ قوله وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ: اللہ تعالیٰ لطیف و باریک بینی میں ہے، اور لطافت دلیل ہے علم و انکشافات کی لہذا وہ دل کے خیالات سے بھی باخبر ہے۔  
۲۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں جہنم، ححیم، سقر، سعیر، خطمہ، ہاروہ، لظی۔

فعل کو کرنے کے قریب ہونا اور نہ کرنا۔ تَمَيَّزُ: مضارع واحد مؤنث غائب، (تفعل) ایک دوسرے سے جدا ہونا، پھٹ جانا، دراصل تَمَيَّزُ تھا ایک تاء حذف ہوگئی (مادہ مَيَّزُ، مَازَ (ض) مَيَّزاً جدا کرنا) الْفَيْضُ: مصدر از ضَرْبَ، غصہ دلانا (بمعنی سخت غصہ، غضب، حاصل مصدر یعنی اسم ہے) لَوَجَّ: گروہ، جماعت، جمع الفواج. مَسَّالٌ: ماضی واحد مذکر غائب، مَسَّالٌ (ف) سَوَّالٌ و مَسَّالَةٌ: پوچھنا (۲) مَاتَكُنَّا، خَزَنَةٌ: خازن کی جمع، محافظ، نگہبان۔ لَمْ يَأْتِ: نفی حمد بلم کا واحد مذکر غائب، أَتَى (ض) أَتَى و أَتَيْنَا: آنا۔ نَذِيرٌ: مصدر از باب افعال، بمعنی مُنذِرٌ اسم فاعل، ڈرانے والا (پیغمبر چونکہ عذاب الہی سے ڈراتا ہے اس لئے اس کو نذیر کہتے ہیں) بَلَى: بمعنی ہاں، حروف ایجاب میں سے ہے، (مزید تفصیل در درس نحو میر) كَذَّبْنَا: ماضی جمع متکلم، (تفعل) جھٹلانا۔ ضَلَّالٌ: مصدر (ض) گمراہ ہونا (بمعنی غلطی و گمراہی حاصل مصدر ہوگا) كَبِيرٌ: صفت مشبہ، كَبِيرٌ (ك) كَبِيرًا: مرتبہ یا مقدار میں بڑا ہونا، جمع كِبَارٌ. نَعَقَلٌ: مضارع جمع متکلم، عَقَلَ (ض) عَقَلًا سَجَمْنَا۔ أَصْحَابٌ: صَاحِبٌ کی جمع، والے، (دوسرا معنی ہے ساتھی) اعْتَرَفُوا: ماضی جمع مذکر غائب (افتعال) اقرار کرنا۔ (مادہ عَرَفَ، عَرَفَ (ض) عَرَفْنَا و مَعْرِفَةٌ: پہچاننا) ذَنْبٌ: جرم، گناہ، جمع ذُنُوبٌ (ذَنْبٌ کو جمع نہیں لایا گیا کیونکہ دراصل مصدر ہے۔ مظہری) سَحَقًا: دوری، لعنت، مصدر از سَمِعَ، سَحِقٌ (س) سَحَقًا: بہت زیادہ دور ہو جانا، يَخْشُونَ: مضارع جمع مذکر غائب۔ خَشِيَ: (س) خَشِيَةً: ڈرنا۔ الْغَيْبُ: دراصل باب ضَرْبٌ کا مصدر ہے، غَابَ (ض) غَيَّبًا و غَيْبَةً و غَيْبُونَ: پوشیدہ ہونا، غیر موجود ہونا، مختلف آیات میں اس کے مختلف معنی مراد لئے گئے ہیں، مجازاً اسم فاعل یعنی بمعنی غائب بھی استعمال ہوتا ہے، آیت مذکورہ میں اس کے معنی ہیں بغیر اس کو دیکھے یعنی تنہائی میں۔ مَغْفِرَةٌ: مصدر، عَفَرَ (ض) عَفَرًا و عَفْرَانًا و مَغْفِرَةٌ: معاف کرنا (بمعنی معافی، بخشش حاصل مصدر یعنی اسم ہے) أَجْرٌ: ثواب، بدلہ، جمع أَجُورٌ. أَسْرُوا: امر جمع مذکر حاضر أَسْرُوا إِسْرًا (افعال) چھپانا۔ اِجْهَرُوا: امر جمع مذکر حاضر، جَهَرَ بِالْكَلامِ (ف) جَهْرًا ظاہر کرنا، کھولنا، عَلِيمٌ: اسم مبالغہ از باب سَمِعَ، خوب جاننے والا۔ (اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ہے) جمع علماء (عَلِمَ (س) عَلِمًا: جاننا) عَلِيمٌ: باب سَمِعَ سے اسم فاعل بھی آتا ہے) ذَاتُ الصِّدْرِ: بھید، الصِّدْرُ: واحد الصِّدْرِ سِینہ (۲) دل۔ ذات بمعنی والی، صاحب، ذو کا مؤنث، جمع ذوات اللطیف: صفت مشبہ، باریک امور کو جاننے والا (۲) مہربان، جمع لَطِيفٌ و لَطْفَاءٌ (اسمائے حسنیٰ میں سے ہے) لَطْفٌ (ك) لَطْفًا و لَطَافَةٌ: مہربان ہونا، دقیق امور کی تک پہنچنا۔ النخیر: صفت مشبہ، خبر رکھنے والا، جمع خُبْرَاءُ (اللہ کا اسم صفت) خَبَرَ الشَّيْءَ (ن، ك) خُبْرًا: حقیقت حال سے پوری طرح باخبر ہونا۔

۱۔ كَادَ يَفْعَلُ (س) كَادَ، کرنے کے قریب ہونا، کبھی چاہنے اور ارادہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے، اگر اس پر حرف نفی واقع ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ فعل واقع تو ہو گیا مگر قریب تھا کہ واقع نہ ہو سکے (لغات القرآن)

۲۔ مادہ سَرَّ سَرَّةً (ن) سَرَّوْنَا و سَرَّوْنَا: خوش کرنا، سَرَّ الشَّيْءَ: چھپانا، أَسْرُ الشَّيْءِ: بھید چھپانا، بھید کھولنا (اضداد میں سے ہے) ۳۔ قرآن پاک میں عِلْمٌ کا بیشتر استعمال اللہ تعالیٰ کی صفت میں ہوا ہے کیونکہ اصل علم اسی کا ہے، آج کل تو ہم جیسے لوگ دو چار حروف سیکھ کر اپنے کو حضرت سمجھنے اور لکھنے لگتے ہیں۔ اللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْكِبَرِ وَالرَّيَاةِ حَسْبِنَا لِحَدِّ مَرْدَوَارِي

**ترکیب** وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ... واو استکافیہ للذین کفروا برہم ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم، عذاب جہنم مرکب اضافی مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ مستانفہ، و بنس المصیر..... واو استکافیہ بنس فعل جامد برائے انشاء ذم المصیر فاعل اور مخصوص بالذم محذوف ہے یعنی ہی، مکمل جملہ جملہ مستانفہ، إِذَا الْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهيقًا وَهِيَ تَفور..... إِذَا ظرفیہ مضمّن معنی شرط مضاف، الْقُوا فِيهَا مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا سمعوا کا، سمعوا فعل بفاعل، لہا کائنات کا متعلق ہو کر شہیقًا سے حال کیونکہ لہا دراصل مفت تھی جو مقدم ہونے کی بنا پر حال بنے گی، شہیقًا مفعول بہ، وہی تفور جملہ اسمیہ حال ہے لہا کی ضمیر مجرور سے، سمعوا الخ مکمل جملہ شرط غیر جازم کا جواب، پھر جملہ مستانفہ۔ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ..... تَكَادُ فعل مقارب ضمیر اس کا اسم، تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ جملہ ہو کر خبر، فعل مقارب مع اسم و خبر حال ہے ما قبل تفور کے فاعل سے، كَلَّمَا أَلْقَى فِيهَا فَوْجَ سَالْتَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ..... کَلَّمَا ظرف زمان بمعنی حین مضمّن معنی شرط مضاف، أَلْقَى فِيهَا فَوْجَ مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا، سَالْتَهُمْ خَزَنَتُهَا فعل مع مفعول بہ و فاعل الم یاتکم نذیر..... ہمزہ استفہامیہ توثیقی، پھر یہ جملہ استفہامیہ مفعول بہ ثانی ہے، فعل مذکور سال کا۔ سَأَلَ فَعَلَ اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ مستانفہ۔ قالوا بلی قد جاءنا نذیر..... قالوا فعل بفاعل، بلی حرف ایجاب، قد جاءنا نذیر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ حَسْبَ سَابِقِ مَعطوف و معطوف علیہ (مانزل الله الخ مقولہ قلنا کا، مِنْ زَائِدَةٍ شَيْءٍ مِنْ مَنْ مَنصُوبِ مفعول بہ نزل کا) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ..... اِنْ نَائِيَةٌ مَبْتَدَا اِلَّا اِدَاةُ حَصْرِ فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ظرف مستقر ہو کر خبر، مبتدا مع خبر قلنا کے تحت مقولہ، الغرض تمام معطوفات مل ملا کر قالوا کا مقولہ پھر قالو جملہ مستانفہ بیانیہ۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيرِ (ما قبل قالوا پر معطوف ہے) واو حرف عطف، قالوا فعل بفاعل، لو حرف شرط، كُنَّا فَعَلَ ناقص، نَا ضمیر اسم، نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ خبر، فَعَلَ ناقص مع اسم و خبر شرط، مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيرِ، مکمل جملہ جواب شرط، شرط مع جواب شرط مقولہ قالوا کا، فاعترفوا بذنبهم..... فا استکافیہ اعترفوا بذنبهم جملہ مستانفہ (لامحل لہا) فَسُحِقًا لِاصْحَابِ السَّعِيرِ..... فا استکافیہ سُحِقًا مصدر لِاصْحَابِ السَّعِيرِ مصدر کے متعلق، اور وہ مفعول مطلق آی اَسْحَقَهُمُ اللَّهُ سُحِقًا اِی اِسْحَاقًا. اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ

۱۔ وجملہ سال الخ لامحل لہا جواب شرط غیر جازم، وجملہ الم یاتکم مفعول بہ لفعل سال المعلق عن العمل بالاستفہام اِی سَالُوْهُمُ عَنْ مَجِيئِ النَّذْرِ لَهُمْ.

۲۔ جواب سوال مقدر کانه قبل فماذا قالوا بعد السؤال؟ فقال قالوا بلی قد جاءنا نذیر الخ

مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ..... إِنَّ حَرْفَ مِشْبَهٍ بِالْفِعْلِ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ اسْمٌ مُوصُولٌ مَعَ صَلَاسِمٍ، (بالغیب متعلق کائنات کے ہو کر یخشون کے فاعل سے حال) لہم کائن کے متعلق ہو کر خبر مقدم مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ معطوف معطوف علیہ ہو کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر، خبر ان کی، ان حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔  
وَأَسْرُوا قَوْلَكُمْ أَوْ أَجْهَرُوا بِهِ..... وَاوِ اسْتِثْنَاءِ بَاقِي تَرْكِيْبٍ ظَاهِرٍ هِيَ جَمْلَةٌ مِثْلَانْفَهْ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ جَمْلَةٌ تَعْلِيْلِيَّةٌ  
الَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللّٰطِيْفُ الْخَبِيْرُ..... همزه حرف استفہام انکاری لَا يَعْلَمُ فَعْلٌ مَنْ خَلَقَ اسْمٌ مُوصُولٌ مَعَ صَلَ  
فَاعِلٌ، وَهُوَ اللّٰطِيْفُ الْخَبِيْرُ جَمْلَةٌ اسْمِيَّةٌ حَالٌ اِزْ فَاعِلٍ خَلَقَ (الخبير خبر ثانی) الغرض الا يعلم كَمَلْ جَمْلَةٌ، جَمْلَةٌ مِثْلَانْفَهْ۔  
**السلامۃ** اللہ کے قول وللذین کفروا برہم عذاب جہنم اور ان الذین یخشون ربہم بالغیب لہم مَغْفِرَةٌ میں مقابلہ ہے اور یہ محسنات بدیعہ میں سے ہے۔ (مقابلہ کی تعریف صفحہ ۸) پر

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهَا  
وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کر دیا سو تم اس کے رستوں میں چلو، اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ •  
وَالِيهِ النُّشُورُ ⑤ ءَأَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ  
اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے • کیا تم لوگ اس سے بیخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے  
فَإِذَا هِيَ تَمُورٌ ⑥ أَمْ أَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا  
پھر وہ زمین تھر تھرانے لگے • یا تم لوگ اس سے بیخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم پر ایک ہوائے تند بھیج دے •  
فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٌ ⑦ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرٌ ⑧  
سو عنقریب تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ میرا ڈرانا کیا تھا • اور ان سے پہلے جو لوگ ہو گذرے ہیں انہوں نے جھٹلایا تھا سو میرا عذاب کیا ہوا •

**تشریح** ان آیات میں پھر اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا بیان ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

هو الذي الخ: وہ ایسا ہے کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو ذلول یعنی مسخر کر دیا، یعنی زمین کو تمہارے سامنے  
کیسا فرماں بردار، پست اور ذلیل بنا دیا کہ تم اس میں جو چاہو تصرف کر سکتے ہو مثلاً مکان بنانا، زراعت کرنا، نہریں اور  
کنویں کھودنا وغیرہ۔ فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا الخ: سو تم اس کے کندھوں یعنی اس کے راستوں اور پہاڑوں پر چلو پھرو،  
اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ پیو، مگر آخرت سے بے فکر نہ رہو بلکہ یاد رکھو کہ جس نے روزی دی ہے اسی کی طرف لوٹ کر  
جاتا ہے۔

① قولہ کُلُوا بعض نے کُلُوا کا ترجمہ کیا ہے "روزی تلاش کرو" یعنی طرہم ذکر کر کے لازم فرمادیا، اور کہا کہ اللہ کے قول "امشوا" کے یہی معنی مناسب ہے۔  
(روح) قولہ مَنَاكِبِ مَنَكِبٍ کی جمع کندھا، اور کسی جانور کا کندھا سواری کی جگہ نہیں ہوتی بلکہ گریا گردن ہوتی ہے، اور جو جانور سوار ہونے والوں کے لئے اپنے  
کندھے کو بھی نہیں کرے تو وہ بہت مطیع مانا جاتا ہے اس لئے آیت مذکورہ میں زمین کی تسخیر و اطاعت کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ نے زمین کو ایسا مسخر و مطیع کر دیا کہ تم  
اس کے کندھوں پر چلو۔



امشوا: امر جمع مذکر حاضر، مشی (ض) مشیا: چلنا (اس صیغہ میں تغلیل ہوئی ہے) منایب: منکب کی جمع، کندھا، موٹھا، کھلوا امر جمع مذکر حاضر۔ اکل (ن) اکلأ: کھانا۔ وِزِق: روزی، جمع آرزاق: النشور: مصدر نشر (ن) نشورًا: زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہونا، پھیلنا۔ امنتُم: ماضی جمع مذکر حاضر، اَمن (س) اَمنًا: بے خوف ہونا، مطمئن ہونا۔ یخسف: مضارع واحد مذکر غائب، خسف (ض) خسفًا: دھنسا۔ تمور: مضارع واحد مؤنث غائب، فاز (ن) فوزًا: پھر پھرانا، حرکت کرنا، حاصبا: اسم فاعل، کنکر کو اڑانے والی تیز ہوا، یعنی پھر برس آنے والی آندھی، جمع حواصب، خصب (ض) خصبًا: کنکر یا پھر مارنا۔ کیف اسم، قائم مقام ظرف، برائے استفہام، (مزید تفصیل احقر کی دوسری کتاب دردرس نحو میر) لذیر: مصدر سماعی از باب افعال، اَنْذَرَ اِنْذَارًا وَنَذِيرًا وَنَذْرًا: ڈرانا۔ نکیر: باب افعال کا مصدر غیر قیاسی، بمعنی انکار (۲) عبرتاک سزا یعنی عذاب (القاموس الوحید)

**ترکیب** هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامشوا فِي مَنَابِجِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ..... هُوَ مَبْتَدَأُ الَّذِي اسْمُ مَوْصُولٍ جَعَلَ فِعْلٌ بِفَاعِلٍ لَكُمْ مَتَعَلِقٌ ذُلُولًا كَمَا، الْأَرْضُ مَفْعُولٌ بِهِ أَوَّلُ ذُلُولًا مَفْعُولٌ بِهِ ثَانِي، فِعْلٌ أَيْ فَاعِلٌ أَوَّلُ وَثَانِي مَفْعُولُونَ مِنْ جَعَلَ مَعْلُومٌ عَلَيْهِ فَاعِلٌ مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ فَاعِظَةٌ تَعْقِيبِيَّةٌ (لِتَرْتِيبِ الْأَمْرِ عَلَى الْجَعْلِ الْمَذْكُورِ) (روح المعاني) امشوا فِي مَنَابِجِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ..... جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف و معطوف علیہ ہو کر جعل پر معطوف، جعل جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدأ مع خبر جملہ متانفہ۔ والیہ النشور..... الیہ ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، النشور مبتدأ مؤخر، پھر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف ہے جعل لکم الارض پر۔ (روح) اَنتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ..... همزہ برائے استفہام انکاری۔ اَنتُمْ فِعْلٌ بِفَاعِلٍ مَنْ اسْمُ مَوْصُولٍ فِي السَّمَاءِ ظَرْفٌ مُسْتَقَرٌّ هُوَ كَرْمٌ، اسم موصول مع صلہ مبدل منہ، أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ بِتَادِيلِ مَصْدَرٍ بِدَلِّ اشْتِمَالٍ، مَبْدَلٌ مِنْهُ أَيْ بِدَلِّ مِنْ جَعَلَ مَعْلُومٌ عَلَيْهِ، فِعْلٌ بِفَاعِلٍ أَوَّلُ وَثَانِي مَفْعُولٌ بِهِ مِنْ جَعَلَ مَعْلُومٌ عَلَيْهِ، فَاعِظَةٌ إِذَا فَجَاءَتْ هِيَ تَمُورُ جَمْلَةٌ اسْمِيَّةٌ مَعْطُوفٌ، مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ أَيْ مَعْطُوفٌ مِنْ جَمْلَةٍ مُتَّانِفَةٍ أَمْ اَنتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا..... أَمْ مُنْقَطِعَةٌ بِمَعْنَى بَلِّ وَالْهَمْزَةُ أَيْ بَلِّ اَنتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الْخِ بَاقِي تَرْكِيبِ بَيْنَهُمْ حَسْبُ سَابِقٍ، (اضرابٌ عَنِ الْوَعِيدِ بِمَا تَقْدِمُ إِلَى الْوَعِيدِ بِوَجْهِ آخَرَ) فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٌ..... فَاعِظَةٌ (مَعْطُوفٌ عَلَى مَضْمُونِ مَا سَبَقَ أَيْ اَنْذَرَكُمْ فَسَتَعْلَمُونَ الْخِ) (تفسیر مظہری) سین حرف استقبال تعلمون فاعل کیف اسم استفہام خبر مقدم نذیر ای نذیری (رعایت فواصل کی بنا پر یا حذف ہوگی) مرکب

۱۔ نشر الشی پھیلانا، منتشر کرنا، اوپر کا اشتمال اس طرح ہے، نشر اللہ العزیز نشرًا و نشورًا: مردوں کو زندہ کر کے اٹھانا۔

۲۔ قاموس القرآن میں ہے کہ نکیر خداوندی چونکہ عذاب شدید ہی کی صورت میں رونما ہوتی ہے اسلئے اس کے معنی عذاب شدید کے بھی کئے گئے ہیں، نکر الائمز (ک) نکارة: سخت اور دشوار ہونا۔ (۲) برا اور اجنبی ہونا۔

۳۔ (بعض نے لامشوا کی فاکو نصیر لکھا ہے ای ان عرفتم ذلك فامشوا الخ اسی طرح بعض نے فاکو عاظہ کہا مگر معطوف علیہ محذوف مانا ہے ای انشوروا لهذا لامشوا اسی طرح الیہ النشور کو بعض نے امشوا یا کھلوا کی ضمیر مخاطب سے حال مانا ہے، نیز واضح رہے کہ هو الذی جعل لکم میں اگر جعل بمعنی صدر ہو تو مفعولوں کا تقاضا کرے گا اور اگر جعل بمعنی خلق ہو تو ذلولاً ترکیب میں حال بنے گا۔

اضافی مبتدا مؤخر، پھر جملہ اسمیہ تَعْلَمُونَ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے۔ ولقد کذب الذین من قبلہم..... واو  
استثنائیہ لام لام القسم کذب الذین من قبلہم جملہ جواب قسم، اور جملہ قسمیہ جملہ مستانہ لکیف کان نکیر..... فا  
عاطفہ ای لَعَدَبَهُمْ لکیف الخ کیف اسم استفہام خبر مقدم برائے کان، نکیر اسم مؤخر، ای نکیری فعل ناقص مع  
اسم خبر معطوف، معطوف علیا ہے معطوف سے مل کر جملہ مستانہ۔

أَوْلَمْ يَرَوْنَ إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفَتْ وَيَقْبِضْنَ ط

کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے ہیں اور پر سمیٹ لیتے ہیں •

مَا يُمَسِّكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ ۗ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۝۱۹

بجز رحمن کے ان کو کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے • بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے •

**تشریح** ما قبل میں اُن دلائل توحید و قدرت کا بیان تھا جن کا تعلق آسمان اور زمین سے تھا مثلاً خَلَقَ سَبْعَ  
سَمَوَاتٍ طِبَاقًا الخ اور هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا اب یہاں سے ان دلائل توحید و قدرت کا بیان ہے  
جن کا تعلق زمین و آسمان کی درمیانی چیز یعنی نضاء آسمانی سے ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! أَوْلَمْ يَرَوْنَ إِلَى الطَّيْرِ الخ: کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی  
کہ پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں (یعنی پر پھیلاتے ہیں اور ان کو حرکت نہیں دیتے) اور کبھی اپنے پر سمیٹ لیتے  
ہیں (یعنی پر جھپکتے ہیں اور ان کو اپنے پہلو پر مارتے ہیں) یعنی خدا کی قدرت دیکھو کہ پرندے آسمان و زمین کے درمیان  
کبھی پر پھیلا کر اور کبھی باز و سمیٹ کر کس طرح اڑتے ہیں اور دونوں حالتوں میں باوجود ثقل اور وزنی ہونے کے زمین پر  
نہیں گرتے۔

**تذکرہ** قوله صَفَاتٍ وَيَقْبِضْنَ: صافات اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے اس سے  
معلوم ہوا کہ اڑنے کے دوران پرندوں کا پر پھیلانا اکثر ہوتا ہے، جب کہ يَقْبِضْنَ فعل مضارع ہے اور فعل حدوث و تجدد  
پر دلالت کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ پرندوں کو سمیٹنا گا ہے گا ہے ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

مَا يُمَسِّكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ: ان کو رحمن کے سوائے کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے (بے شک اللہ رحمن و رحیم نے  
اپنی رحمت و حکمت سے انکی ساخت ایسی بنائی اور ان میں وہ قوت رکھ دی جس سے وہ بے تکلف گھنٹوں ہو میں ٹھہر سکیں)  
إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور جس طرح چاہے ان میں تصرف کر رہا ہے۔

دیکھئے یہاں تک اللہ کی توحید اور اس کے علم و قدرت کے ایسے ایسے دلائل بیان فرمادیئے گئے جن میں ذرا بھی غور

بعض نے مستعملوں میں لاکھوں لکھا ہے ای ان جاء کم العذاب فستعلمون الخ

۱۔ ترجمہ اللہ میں لکھا ہے کہ شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے عذاب بھیجے پر قادر ہے اور کفار  
بہر کفر و شرارت کے اس کے مستحق بھی ہیں لیکن جس طرح اللہ نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے اسی طرح کفار پر عذاب بھی اسی طرح رکھا ہوا ہے۔

کرنے والے کو حق تعالیٰ پر ایمان لانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا، (اللهم ثبت أقدامنا على الإيمان)

**لغات** یروا: مضارع جمع مذکر غائب، رای (ف) رؤیة: دیکھنا۔ الطیر: پرندے، طائر کی جمع۔ فوق: بمعنی اوپر، اسمائے ظروف میں سے ہے۔ صافات: اسم فاعل جمع مؤنث، صافۃ کی جمع، صف الطیر (ن) صفا: پرندوں کا دونوں بازو پھیلا کر اڑنا۔ یقبضن: مضارع جمع مؤنث غائب، قبض الطائر: (ض) قبضا: سینٹا۔ یمسک: مضارع واحد مذکر غائب، (افعال) تھامنا، روکنا (ماده مسک، (ض) تھامنا، پکڑنا)۔ بصیر: اسم فاعل از باب کرم، دیکھنے والا، (اسمائے حسنی میں سے ہے) بصر (ک) بصرًا وبصارة: دیکھنا۔

**ترکیب** أَوْلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفْتٍ وَيَقْبِضْنَ ..... ہمزہ حرف استفہام انکاری و او حرف عطف اور معطوف علیہ محذوف ہے آی اغفلوا و لم یروا الخ یروا فعل بفاعل الی الطیر متعلق یروا فعل کے فوقہم ظرف مستقر ہو کر الطیر سے حال، صافات و یقبضن معطوف و معطوف علیہ ہو کر حال الطیر سے، الغرض معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ والمراد بالروية روية البصر بقرينة تعدية بالی (مظہری) (ومفعول صافات محذوف ای اجبحتہن، وعطف یقبضن علی صافات لان المعنی یصففن ویقبضن آر صافات وقابضات، وعطف الفعل علی الاسم فی مثله فصیح شائع، روح المعانی) ما یمسکھن الا الرحمن ..... ما نافیہ یمسکھن فعل مع مفعول بہ الا اداة حصر، الرحمن فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ متانفہ۔ انہ بکل شیء بصیر جملہ تعلیلیہ (بکل شیء متعلق بصیر کے)

أَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِنَّ الْكُفْرَونَ

ہاں رخن کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بن کر تمہاری حفاظت کر سکے • کافر

إِلَّا فِي غُرُورٍ ۝۳۱ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ

زے دھوکے میں ہیں • ہاں وہ کون ہے جو تم کو روزی پہنچا دے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کر لے •

بَلْ لَجُوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ۝۳۲ أَفَمَنْ يُمَسِّسِي مَكِبًا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّنْ

بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر جم رہے ہیں • سو کیا جو شخص منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہوگا

يُمَسِّسِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۳۳

یادہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو •

- ۱۔ بعض نے کہا کہ لفظ طیر اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے، اور طیر کی جمع طیور و اطنبار، طار (ض) طیرا: اڑنا۔  
 ۲۔ فاعل اور مفعول اور صلات وغیرہ کے بدلنے سے فعل کے عوامتیں بدل جاتے ہیں، لہذا ذہن میں رہے کہ اس فعل کے اور بھی معانی ہیں۔  
 ۳۔ یا بحر و یقبضن کے فاعل سے حال۔

**تشریح** ماقبل میں اللہ تعالیٰ شانہ کی توحید اور اس کے علم و قدرت پر دلائل کا بیان تھا اب ان آیات میں کفار و کفار اور بدعمل لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرایا گیا ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں! اَمِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدُ النَّخ: ہاں رحمن کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بن کر آفات سے تمہاری حفاظت کر سکے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرنا چاہیں تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی، اِنَّ الْكَافِرُونَ النَّخ: اور کفار جو اپنے باطل معبودوں، فرضی دیوتاؤں کے بارے میں ایسا خیال رکھیں تو وہ خالص دھوکہ میں ہیں، کیوں کہ رحمن سے الگ ہو کر کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا۔

اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ النَّخ: ہاں (یہ بھی تلاء) وہ کون ہے جو تم کو روزی پہنچائے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کر لے (یعنی بارش اور اس کے علاوہ جو اسباب رزق ہیں ان کو روک لے) مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت عن الحق پر جم رہے ہیں (یعنی معبودان باطل بُت وغیرہ نہ نقصان کے دفع کرنے پر قادر ہیں وهو المراد بقوله يَنْصُرُكُمْ: اور نہ نفع پہنچانے پر قادر ہیں وهو المراد بقوله يَرْزُقُكُمْ، پھر ان کی عبادت کرنا محض بے وقوفی ہے)

اَلْمَنْ يَمْنِي مَكْبًا النَّخ: یہاں سے مومن اور کافر کی حالت کو ایک ظاہری مثال سے سمجھاتے ہیں، چنانچہ فرمایا گیا جو شخص اپنے منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہوگا، یادہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو، ظاہر ہے کہ وہی شخص منزل مقصود پر پہنچے گا جو سیدھے راستے پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہو کر چلے، اور جو شخص ناہموار راستے پر اونڈھا ہو کر منہ کے بل چلتا ہو اس کے منزل مقصود پر پہنچنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے، پس یہی حال مومن اور کافر کا ہے کہ مومن کے چلنے کا راستہ دین مستقیم ہے اور وہ افراط و تفریط سے بچ کر سیدھا چلتا ہے، اور کافر کے چلنے کا راستہ ضلالت و گمراہی ہے پس وہ منزل مقصود پر کیسے پہنچے گا۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو می روی بترکتان است  
**لغات** جُنْدٌ: لشکر، جمع جُنُودٌ وَاَجْنَادٌ. دُونَ: اسم بمعنی سواء (۲) غیر، کم۔ اَلْكَافِرُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، اَلْكَافِرُ کی جمع، كَفَرَ (ن) كُفْرًا وَاكْفَرْنَا: کافر ہونا، کفر کرنا، غُرُورٌ: مصدر، غَرَّ (ن) غَرًّا وَاغْرُورًا: دھوکہ دینا (بمعنی دھوکہ اسم ہے)۔ يَرْزُقُ: مضارع واحد مذکر غائب، رَزَقَ (ن) رَزَقًا: روزی دینا، لَجُؤًا: ماضی جمع مذکر غائب، لَجَّ فِي الْأُمُورِ (ض) لَجَّ: کسی کام میں لگے رہنا، جَمَّ رَهْنًا عَتُوًّا: مصدر، عَتَا (ن) عَتُوًّا: سرکشی کرنا، تکبر

۱۔ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ یہ آیت آخرت میں مومن اور کافر کے حال کی خبر دینے کے لئے نازل کی گئی، پس کفار آخرت میں منہ کے بل چلیں گے اور مومنین سیدھے سیدھے۔ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس کی روایت ہے کہ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ کفار چہرے کے بل کیسے چلیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس ذات نے ان کو پیروں پر چلایا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ وہ ان کو پیروں اور سروں کے بل چلا دے۔

۲۔ قولہ اهدى یہاں تفضیل معنی مراد نہیں بلکہ نفی ہدایت مراد ہے، جیسے الغسل اخلی من الخلل میں بھی تفضیل معنی مراد نہیں ہے۔

۳۔ والآية على ما روى عن ابن عباس نزلت في ابي جهل عليه اللعنة وحمزة رضى الله عنه والمراد العموم. (روح المعاني)

۴۔ باب سج سے بھی آتا ہے لَجَّ (س) لَجَّاجًا وَاَلْعَاجَجَةُ: جمے رہنا، اُتْرَا۔

کرتا، نَفُورٌ: مصدر، نَفَر (ض) نَفُورًا: نفرت کرتا، يَمْشِي: مضارع واحد مذکر غائب، مَشَى (ض) مَشْيًا: چلنا۔ مُكْبًا: اسم فاعل، اوندھا، سرگوں (الفعال) اَكْبُ اِكْبَانًا: اوندھا ہونا، اٹا ہونا (مادہ كَبُّ (ن) اوندھا کرتا) وَجْهٌ: چہرہ، جمع وَجُوَةٌ۔ اَهْدَى: اسم تفضیل، زیادہ راہ پانے والا، هَدَى (ض) هَدَايَةً: ہدایت پانا، ہدایت دینا (لازم و متعدی) سَوِيًّا: صفت مشبہ، سیدھا، جمع اَسْوِيَاء، سَوَى الرَّجُلِ (س) سَوَى: درست کار ہونا۔ صراط: راستہ، جمع صُرُط (سیدھے اور آسان راستہ کو صراط کہتے ہیں، اصلہ صراط، س کا ص سے قلب ہے) مُسْتَقِيمٌ: اسم فاعل، سیدھا، (استعمال) اِسْتَقَامَ الشَّيْءُ اِسْتِقَامَةً: سیدھا ہونا، درست ہونا۔ (مادہ قَوَمٌ)

**ترکیب** اَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ ..... اَمَّ منقطعہ بمعنی بل من اسم استفہام مبتدا، هذا اسم اشارہ مبدل منہ الذی اسم موصول ہو مبتدا جنڈ موصوف، لَكُمْ کائن محذوف کا متعلق ہو کر جنڈ کی صفت اول ينصرکم من دون الرحمن جملہ فعلیہ صفت ثانی (مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ حال از فاعل يَنْصُرُ) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر بدل یا صفت، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ (لا محل لها استنافیہ) اِنِ الْكَافِرُونَ اِلَّا فِي غُرُورٍ ..... اِنِ نافیہ الکافرون مبتداء الا اداة حصر، فِي غُرُورٍ متعلق ثابتون محذوف کے ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اَمَّنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ ..... ترکیب اَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ اِلَّا فِي غُرُورٍ کی طرح ہے۔ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ شرط اور جزا محذوف ہے اِنِ فَمَنْ يَرْزُقُكُمْ بَلْ لَجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ۔ بَلْ برائے اِضْرَابٍ فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ متعلق لَجُّوا کے، اور وہ جملہ متانفہ (لا محل لها) اَفَمَنْ يَمْشِي مُكْبًا عَلٰی وَجْهِهِ اَهْدٰی ..... ہمزه برائے استفہام توئی، فا عاطفہ برائے ترتیب (یعنی مَنْ يَمْشِي والی مثال کفار کی سرکشی اور نصرت عن الحق پر مرتب ہے بنا بریں وہ ہدایت سے محروم ہیں، روح المعانی) مَنْ اِسْمٌ مَوْصُولٌ يَمْشِي فَعْلٌ بِفَاعِلٍ مُكْبًا عَلٰی وَجْهِهِ شِبْهٌ جَمَلَةٌ حَالٌ اِزْضَمِيرٌ يَمْشِي (عَلٰی وَجْهِهِ متعلق مکبا کے) يَمْشِي جَمَلَةٌ فَعْلِيَّةٌ خَبْرِيَّةٌ صِلَةٌ اِسْمٌ مَوْصُولٌ اِسْمٌ مَوْصُولٌ اِسْمٌ تَفْضِيلٌ شِبْهٌ جَمَلَةٌ خَبْرٌ اَمَّ مِنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ..... اَمَّ حَرْفٌ عَطْفٌ مُعَادِلٌ لِلْهَمْزَةِ (تفصیل تدریس قرآن پارہ ۲۷ میں) مَنْ اِسْمٌ مَوْصُولٌ يَمْشِي فَعْلٌ بِفَاعِلٍ سَوِيًّا صِيغَةٌ صِفْتٌ ضَمِيرٌ فَاعِلٌ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ متعلق سَوِيًّا کے اور وہ حال از ضمیر يَمْشِي۔ يَمْشِي اِلَّا فِي غُرُورٍ جَمَلَةٌ خَبْرِيَّةٌ صِلَةٌ اِسْمٌ مَوْصُولٌ مَعَ صِلَةٍ مَعْطُوفٌ بِهَا قَبْلَ مَنْ يَمْشِي پَر۔ (عطف المفرد علی المفرد۔)

**تاکید** قَوْلُهُ اِنِ الْكَافِرُونَ اِلَّا فِي غُرُورٍ: اِنِ نافیہ جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے آیت مذکورہ

۱۔ قام (ن) قَوْمًا و قِيَامًا و قَوْمَةً: کھڑا ہونا، سیدھا ہونا، استقام دراصل استقام تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واؤ کی حرکت ماقبل کوئی واؤ دراصل متحرک تھا اب اس کے ماقبل مفتوح، واؤ کوالف سے بدل دیا۔

۲۔ یا ہر مَنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ کے بعد اهدی محذوف مانا جائے۔

میں اور جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے اِنْ يَدْعُونَ اِلَّا اِنَّا. دوسری بات یہ ذہن نشین رہے کہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اِنْ نَافِيَهٗ كَے بعد اِلَّا ضرور آتا ہے مگر یہ قول اس دلیل سے رد ہو جائے گا کہ قرآن میں ہے اِنْ عِنْدَكَ مِنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا، ہٰکِذَا "اِنْ اَدْرِىْ اَقْرِبَ مَا تُوْعَدُوْنَ" اکثر حضرات نحو میں اِنْ نَافِيَهٗ کو مہمل قرار دیتے ہیں کہ یہ کوئی عمل نہیں کرتا، بعض کہتے ہیں کہ ایس جیسا عمل کرتا ہے۔

**الْبَلٰغَةُ** قول باری تعالیٰ اَمِنَ يَمْسِيْ مُكِبًا عَلٰى وَجْهِهِ اَهْدٰى اَمِّنَ يَمْسِيْ سُوْيًا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ میں استعارہ میلی ہے۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْ اَنْشَاكُمْ وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا

آپ کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دئے • تم لوگ بہت کم

مَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

شکر کرتے ہو • آپ کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلا یا اور تم اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے • اور یہ

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا

لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو • آپ کہہ دیجئے کہ یہ علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو محض

اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۴﴾ فَلَمَّا رَاوْهُ زُلْفَةً سَيِّتَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ

صاف صاف ڈرانے والا ہوں • پھر جب اس کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے تو کافروں کے منہ بگڑ جاویں گے۔ اور کہا جائیگا

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدْعُوْنَ ﴿۳۵﴾

یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے •

**تشریح** ان آیات میں پھر دلائل توحید و قدرت کا بیان ہے (ایسے دلائل جو انسانی تخلیق میں ہیں)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! قُلْ هُوَ الَّذِيْ اَنْشَاكُمْ الخ: آپ ان سے کہئے کہ وہی ہے یعنی وہی ایسا قادر و منعم ہے جس نے تم کو پیدا کیا تاکہ تم اپنے رب کو پہنچاؤ اور اس کی عبادت کرو، اور تم کو کان اور آنکھیں، اور دل دیئے، یعنی اللہ نے سننے کے لئے کان اور دیکھنے کے لئے آنکھیں، اور سمجھنے کے لئے دل دیا، تاکہ آدمی ان تمام قوتوں کو صحیح مصرف میں لگا کر اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کرے، مگر تم لوگ ان نعمتوں کا بہت کم شکر کرتے ہو (کافروں کو دیکھ لیا جائے کہ ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ اس لئے یہاں قلتِ شکر سے مراد نفی محض ہے، مظہری)

**نائبہ** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حواس خمسہ (سنا، دیکھا، سونگھا، چکھنا، اور چھونا) میں سے صرف دو کا ذکر کیا یعنی کان اور آنکھ کا، وجہ یہ ہے کہ سونگھنے، چکھنے اور چھونے سے بہت کم چیزوں کا علم انسان کو حاصل ہوتا ہے، بیشتر معلومات

کان اور آنکھ کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی ہیں، اور ان دو میں بھی کان کو مقدم کیا، کیونکہ سنی ہوئی چیزیں بہ نسبت دیکھی ہوئی چیزوں کے زائد ہوتی ہیں، اور تیسری چیز قلب کو بتلایا ہے کہ وہ اصل بنیاد اور علم کا مرکز ہے۔

**نکتہ:** آیت مذکورہ میں لفظ السَّمْعُ مصدر ہے اور مصدر کو جمع نہیں لایا جاتا اس لئے اس کو مفرد ذکر کیا گیا، برخلاف بصر اور فؤاد کے، دوسری بات یہ ہے کہ کان سے آواز سنائی دیتی ہے اور آواز و صوت نوع واحد ہے اور جو چیزیں آنکھ اور دل سے حاصل ہوتی ہیں وہ انواع مختلفہ ہیں۔ (مظہری)

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلا یا، اور تم قیامت کے دن اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے، یعنی مطلب یہ ہے کہ ابتدا بھی اسی سے ہوئی، انتہاء بھی اسی پر ہوگی، جہاں سے آئے تھے وہیں جانا ہے، لہذا اس دن کے لئے تیاری کرنی چاہئے۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ: اور یہ لوگ جب قیامت کا ذکر سنتے ہیں جیسا ابھی آیت مذکورہ میں گذرا یعنی ”والیہ تحشرون“ میں، تو غایت درجہ سرکشی سے کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا یعنی ہم کب اکٹھے کئے جائیں گے، اور کب آئے گی وہ قیامت، ذرا جلدی بلاو، اگر تم (یعنی پیغمبر اور آپ کے قبیعین مؤمنین) سچے ہو۔

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ الخ: آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ یہ علم تو خدا ہی کو ہے، یعنی قیامت کے وقت کی تعیین میں نہیں کر سکتا، یہ علم تو بس خدا ہی کو ہے، اور میں تو محض بطریق اجمال صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ: یہ لوگ اب تو جلدی مچا رہے ہیں لیکن پھر جب اس عذاب قیامت کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے یعنی ان سے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا، تو مارے غم کے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے کقولہ تعالیٰ وُجُوهُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ: اور ان سے کہا جائے گا یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے کہ عذاب لاؤ، عذاب لاؤ۔

**شانہ:** قیامت کی تین قسمیں ہیں: (۱) قیامت صغریٰ یعنی ہر شخص کی اپنی موت۔ (۲) قیامت وسطیٰ یعنی ایک زمانہ اور تقریباً ایک عمر کے جتنے لوگ ہیں وہ سب مرجائیں تو گویا یہ ایک قرن والوں یعنی ایک طبقہ کے لوگوں کی قیامت ہے۔ (۳) قیامت کبریٰ یعنی اس دنیا ہی کا فنا ہو جانا۔

**ضمانت کے مراجع:** قَوْلُهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ: ہا ضمیر کا مرجع الوعد ہے جو ما قبل میں مذکور ہوا جس سے موعود مراد ہے اور وہ عذاب ہے، قَوْلُهُ وَقِيلَ هَذَا الَّذِي: ہذا کا اشاریہ عذاب ہے بشریح مذکور۔

**لغات:** أَنْشَأَ: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) پیدا کرنا (مادہ نَشَأَ) السَّمْعُ: اسم بمعنی کان جمع أَسْمَاعٌ. الْأَبْصَارُ: آنکھیں بَصْرٌ کی جمع۔ الْأَفْبِدَةُ: دل، فُؤَادٌ کی جمع۔ قَلِيلًا: صفت مشبہ، کم، تھوڑا جمع قَلِيلُونَ (قلیل)

۱. نَشَأَ: (ف) نَشَأَ وَنَشَأَتْ وَنَشَأَتْ: پیدا ہونا۔

۲. سَمْعٌ بطور مصدر بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ مشہور ہے اور قرآن شریف میں دونوں استعمال ہیں۔

بمعنی عدم بھی آتا ہے) قُلْ (ض) قِلَّةٌ کم ہونا، تھوڑا ہونا۔ تَشْكُرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، شَكَرَ (ن) شُكْرًا وَشُكْرَانًا: شکر ادا کرنا، احسان ماننا۔ ذَرَأًا: ماضی واحد مذکر غائب، ذَرَأَ (ف) ذَرَأًا: پھیلانا، پیدا کرنا۔ تَحْشُرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، حَشَرَ (ن، ض) حَشْرًا: جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔ مَتَى: اسمائے شرطیہ میں سے ہے اور استفہام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ یہاں ہوا (بمعنی "کب") الْوَعْدُ: مصدر، وَعَدَ (ض) وَعَدًا وَعِدَّةً وَمَوْعِدًا: وعدہ کرنا (الوعدہ بمعنی وعدہ حاصل مصدر یعنی اسم ہے، اور وعدہ سے مراد اکثر جگہ روز قیامت ہے) صَادِقِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، صَدَقَ (ن) صِدْقًا: سچ بولنا۔ مُبِينٌ: اسم فاعل از باب افعال، ظاہر کرنے والا یعنی کھول کر صاف صاف بیان کرنے والا، اَبَانَ اِبَانَةً: ظاہر ہونا، ظاہر کرنا (لازم و متعدی) (مادہ بَيْنٌ) زُلْفَةٌ: اسم بمعنی نزدیک، پاس، جمع زُلْفٌ زُلْفٌ (ن) زُلْفًا: نزدیک ہونا۔ (امام بغویؒ کہتے ہیں کہ زلفۃ اسم ہے بوصف مصدر، اس میں مذکر مؤنث، واحد ثنیہ و جمع سب برابر ہیں) سَيِّئٌ: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، سَاءَ (ن) سَاءً: برا ہونا، بد شکل ہونا۔

(اسی کو حضرت تھانویؒ اور دیگر مفسرین نے بگڑنے سے تعبیر فرمایا ہے)۔ تَدْعُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر (الفعال) اِدْعَاءٌ بمعنی مانگنا، چاہنا، تائے افعال دال سے بدلی ہوئی ہے (مادہ دَعَوٌ، دَعَا (ن) دَعْوًا وَدَعْوَةً: منگانا، بلانا، پکارنا)

**ترکیب** قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ:..... قُلْ فعل امر بفاعل، هُوَ مبتدأ الذي اسم موصول أنشأكم وجعل الخ معطوف ومعطوف عليه ہو کر صلہ، (لكم متعلق جعل کے یا السَّمْعَ وغيرہ سے حال، یا بمنزلہ مفعول ثانی اگر جعل بمعنی صَيَّرَ ہو، باقی ترکیب آسان ہے) اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدأ مع خبر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ، قليلاً ما تشكرون..... قليلاً صفت ہے مصدر محذوف شُكْرًا کی، ما زائدہ برائے تاکید، تَقْلِيلٌ، موصوف مع صفت مفعول مطلق مقدم، تشكرون فعل بفاعل، پھر مکمل جملہ، جملہ متانفہ یا لکم کی ضمیر سے حال مقدرہ۔ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ:..... قُلْ فعل امر، ضمير انت فاعل، هُوَ ضمير مرفوع منفصل مبتدأ، الذي اسم موصول ذرأكم في الأرض جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو حرف عطف الیہ متعلق مقدم تُحْشَرُونَ کے، اور وہ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، اسم موصول مع صلہ خبر، مبتدأ مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ (لا محل لها) ويقولون متى هذا الوعد إن كنتم صادقين:..... واو استینافیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) يقولون فعل بفاعل، متى اسم استفہام کائن محذوف

۱۔ وعدہ کا استعمال خیر اور شر دونوں میں ہوتا ہے جیسے الم یعدکم ربکم وعدا حسنا اور النار وعدھا اللہ الذین کفروا جب کہ وعید کا استعمال صرف شر کے لئے ہے۔

۲۔ مبین لازم بھی آتا ہے بمعنی ظاہر یعنی کھلا ہوا، اور مجرد میں اس طرح ہے کہ بان (ض) بیننا: واضح ہونا، واضح کرنا، بان بینونہ جدا ہونا، جدا کرنا۔

۳۔ اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ میں لکھا ہے کہ زلفۃ اسم مصدر ہے ازلف ازلافا سے، بمعنی اسم فاعل یعنی مزلف قریب

۴۔ قليلاً کو تشکرون کا ظرف بتانا بھی صحیح ہے۔

کا ظرف زمان اور وہ خبر مقدم، هذا الوعد اسم اشارہ اپنے مشاذاً الیہ یا بالفاظ دیگر مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ، اور جملہ يقولون الخ جملہ متانفہ۔ ان کنتم صادقين..... جملہ شرطیہ اور جزا محذوف ای فبیئوا وقتہ، شرط جزا يقولون کے تحت واقع ہیں۔ قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین: ترکیب ظاہر ہے (انما کافہ وکوفہ العلم عند اللہ مبتدا و خبر، انما انا نذیر مبین ماقبل انما العلم الخ پر معطوف) فلما راوه زلفۃ سینت وجوه الذین کفروا وقیل هذا الذی کنتم به تدعون: فا فصحہ کیونکہ اس نے دو مقدر جملوں کو ظاہر کیا، کانہ قیل "وقد اتاهم الموعود فرأوه فلما الخ، لما ظرفیہ بمعنی حین، مضممن معنی شرط مضاف، راوه فعل بفاعل ومفعول بہ، جملہ فعلیہ مضاف الیہ زلفۃ حال راوه کی ضمیر مفعول سے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزاء سینت کا۔ سینت فعل ماضی مجہول وجوه مضاف الذین کفروا اسم موصول مع صلہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل سینت کا اور وہ جملہ ہو کر معطوف علیہ ہوا اور حرف عطف قیل فعل مجہول هذا الذی کنتم به تدعون..... مبتدا و خبر ہو کر مقولہ۔ قیل کا عطف سینت پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ مقدرہ پر معطوف، (هذا مبتدا ما بعد خبر، بہ متعلق مقدم ہے تدعون کا)

**فائدہ** قولہ وجوه الذین کفروا۔ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر اسم موصول کو لائے تاکہ کفر کی مذمت پر صراحت ہو جائے اور ان کے اس عذاب دردناک کی علت کی طرف بھی اشارہ ہو جائے۔

**اجراء** حال مقدرہ وغیرہ کی تعریف یاد کریں اور اس کی تمام تر تحقیق مشکل ترکیبوں کا حل میں ملاحظہ فرمائیں۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ

آپ کہتے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحمت فرمادے تو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا

عذاب دردناک سے کون بچالے گا • آپ کہتے کہ وہ بڑا مہربان ہے، ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اس پر توکل کرتے ہیں

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ

سو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ صبح گرا ہی میں کون ہے • آپ کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی

غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ ﴿۳۰﴾

نیچے کو غائب ہی ہو جاوے سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آئے •

۱ بقول بعض ماقبل پر معطوف۔

۲ بعض نے زلفۃ کو اسم مصدر کہا ہے لہذا یہ اسم فاعل من زلفا کے معنی میں ہو کر حال۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ظرف واقع ہے۔ ای مکانا ذا زلفۃ، بعض نے اس کو مستقل اسم مانا ہے بمعنی نزدیک، لہذا اس صورت میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں (روح المعانی)

**تشریح** کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت کی تمنا کرتے تھے کقولہ تعالیٰ اَمْ یَقُولُونَ شَاعِرًا نَتَرَبُّصُ بِهِ رَبِّبِ الْمُنُونِ اور آپ کو نعوذ باللہ منسوب الی الصلال قرار دیتے تھے تو مذکورہ آیت میں اس کے جواب کی تعلیم دی گئی ہے، تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ **قُلْ اَرَاَيْتُمْ النِّخ:** آپ ان سے کہئے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدائے تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو تمہاری تمنا کے موافق دنیا میں ہلاک کر دے یا ہمارے عقیدہ کے موافق ہم پر رحمت فرمادے اور ہم کو کامیاب و بامراد کر دے تو تم لوگ دونوں صورتوں میں اپنی خبر لو، اور یہ بتلاؤ کہ کافروں کو عذاب دردناک سے کون بچائے گا، یعنی ہمارا انجام دنیا میں جو کچھ ہو بہر حال آخرت میں بہتری ہے لیکن تم اپنی فکر کرو کہ اس کفر و سرکشی پر جو دردناک عذاب آتا یقینی ہے اس سے تمہاری جان کیسے بچے گی؟

**قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ النِّخ** آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ وہ بڑا مہربان ہے، ہم اس پر ایمان لائے، اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں، لہذا ایمان کی برکت سے ہماری نجات یقینی ہے، اور توکل کی برکت سے مقاصد میں کامیابی یقینی ہے، کقولہ تعالیٰ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ النِّخ اور تمہارے اندر اے کافرو! دونوں چیزیں نہیں نہ ایمان اور نہ توکل، لہذا فرمایا فستعلمون النِّخ سو عنقریب تم جان لو گے (یعنی جب اپنے کو عذاب میں مبتلا اور ہم کو اس سے محفوظ دیکھو گے) کہ صریح گمراہی میں کون ہے، یعنی تم ہو جیسا کہ ہم کہتے ہیں، یا ہم ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو۔

**قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُكُمْ النِّخ** اوپر ایک آیت گذری ہے **فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ اَلِيمٍ:** یعنی تم کو عذاب الیم سے کوئی نہیں بچا سکتا، اور اگر تم کو اپنے فرض معبودوں پر گھمنڈ ہو کہ وہ بچالیں گے تو اس گمان کے ابطال و ازالہ کے لئے فرمایا کہ **قُلْ اَرَاَيْتُمْ النِّخ** آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی (جو کنوؤں میں ہے) نیچے کو اتر کر غائب ہی ہو جائے یعنی زمین کی گہرائی میں اتر جائے، جیسا کہ شدید گرمیوں میں یہ صورت پیش آ جاتی ہے تو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آئے، یعنی کنویں کے سوت کو جاری کر دے، لہذا جب خدا کے مقابلہ میں کسی کو اتنی بھی قدرت نہیں کہ معمولی طبعی واقعات میں تصرف کر سکے تو عذاب آخرت سے بچانے کی کیا قدرت ہوگی۔

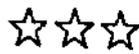
**حدیث** حدیث میں ہے کہ جب آدمی یہ آیت تلاوت کرے تو اس کو کہنا چاہئے اللہ رَبُّ الْعَالَمِينَ یعنی اللہ رب العالمین ہی پھر اس پانی کو لاسکتا ہے ہماری کسی کی طاقت نہیں۔

**لغات** رَجَمَ: ماضی واحد مذکر غائب، رَجَمَ (س) رَحْمَةً وَمَرَحْمَةً: رحم کرنا، معاف کرنا۔ **يُجِيرُ:** مضارع واحد مذکر غائب (افعال) اَجَارَ، اَجَارَةً. پناہ دینا، پناہ (مادہ جوز) (ن) پناہ کا طالب ہونا) اَلِيمٍ: صفت مشبہ واحد مذکر بروزن فاعیل بمعنی فاعل، دردناک، دکھ دینے والا (الِيمُ بمعنی مُولِم، اَلِمٌ اِيْلَامًا: (افعال) تکلیف دینا، اَلِمَ (س) اَلَمًا: تکلیف میں ہونا) اَصْبَحَ: فعل ناقص از اَصْبَحَ، بمعنی صبح کرنا، کسی کام کا ہو جانا یعنی بمعنی صَارَ. مَاءٌ:

۱۔ حضرات مفسرین نے بیان کیا کہ اس آیت کو بعض متکلمین نے سناتو بڑی ہی گستاخی سے کہا "ہم زمین سے کھود کر نکال لیں گے" اسی وقت خدا نے ان کی آنکھوں کی رطوبت اور اس کا پانی جذب کر لیا اور غیب سے ندا سنائی، یہی کہ اسے گستاخ تو زمین کی تہوں سے پانی کیا نکال کر لائے گا تو اپنی آنکھ ہی کا پانی لے کر شان خداوندی میں گستاخی سے اللہ رب العزت محفوظ رہے۔

پانی، اصلہ فوۃ جمع میناء۔ غورًا: مصدر بمعنی اسم فاعل (غائرا) زمین میں اتر جانے والا، غار الماء (ن) غورًا: پانی کا زمین میں اترنا۔ معین: صیغہ صفت بروزن فعلیل بمعنی فاعل، جاری (الماء المعین، آب جاری) مَعَن الماء (ف) مَعَنًا: پانی کا جاری ہونا۔

**ترکیب** قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمْنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ الِيمِ ..... قُلْ فعل امر بفاعل۔ همزہ حرف استفہام برائے انکار، اَرَأَيْتُمْ فعل بفاعل بمعنی اخبرونی (ای الرویۃ علمیۃ) اِنْ شرطیہ اَهْلَكْنِي اللَّهُ فعل مع مفعول بہ و فاعل، و او حرف عطف مَن اسم موصول معی مضاف و مضاف الیہ استقر محذوف کا ظرف، اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف اهلکنی کے مفعول ی ضمیر پر، پھر جملہ اهلکنی الخ معطوف علیہ اَوْ حرف عطف رَحِمْنَا جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شرط، فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ الِيمِ جزاء (مَنْ اسم استفہام مبتدا، يُجِيرُ الخ خبر) بعض نے جزاء محذوف مانی ہے ای فلا فائدة لکم، اور پھر فَمَنْ يُجِيرُ الخ کے فاکوتعلیلہ کہا اِنی لانہ لا مجیر لکم، الغرض شرط و جزا مل کر اَرَأَيْتُمْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام۔ اَرَأَيْتُمْ الخ مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔ قُلْ ہو الرحمن اَمَنَّا بہ و علیہ تو کَلْنَا ..... قُلْ فعل بفاعل ہو متبدا الرحمن خبر اول، اَمَنَّا بہ و علیہ تو کَلْنَا معطوف و معطوف علیہ ہو کر خبر ثانی (علیہ متعلق مقدم تو کَلْنَا کے) مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ..... فَاصْبِرْ اِنِّي اِنْ جَاءَ كُمُ الْعَذَابُ، سِين حرف استقبال تعلمون فعل بفاعل مَن اسم استفہام مبتدا، ہو ضمیر فصل فی ضلال مبین متعلق ہو کر خبر، مبتدا مع خبر تعلمون کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر تعلمون الخ جزاء، شرط مع جزاء جملہ شرطیہ جزائیہ۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاءُ كُمْ غُورًا فَمَنْ يَاتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ ..... قُلْ فعل بفاعل، اَرَأَيْتُمْ حسب سابق اِنْ اَصْبَحَ مَاءُ كُمْ غُورًا شرط (ماء کم مرکب اضافی اَصْبَحَ فعل ناقص کا اسم، غورًا ای غائرا خبر) فَاصْبِرْ مَن اسم استفہام مبتدا یاتیکم بماء معین خبر (بماء معین متعلق یاتی کے اور معین صفت ماء کی) شرط اپنی جزا سے مل کر اَرَأَيْتُمْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر حسب سابق۔



۱۔ بعض نے کہا کہ معین بروزن صبیح دراصل مَعِينُ ہے بروزن مَبِيعُ (اسم مفعول) عان (ض) غینا: دیکھنا، نظر لگانا، لہذا معین کے معنی ہوں گے وہ جس کو آنکھیں دیکھیں، اس صورت میں میم زائد ہوگا ماء معین آب جاری، لیکن اشکال یہ ہوگا کہ اس صورت میں اس کے اندر جاری ہونے کے معنی کس طرح ثابت ہوں گے لہذا وہ تفسیر جو لغات کے تحت لکھی ہے زیادہ صحیح ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سورۃ القلم مکیہ

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿۱﴾ مَا أَنْتَ بِمَجْنُونٍ ﴿۲﴾

ن قسم ہے قلم کی اور ان کے لکھنے کی • کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں •

وَأِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ﴿۳﴾ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿۴﴾

اور بیشک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم ہونیوالا نہیں • اور بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں •

**ربط** سورت سابقہ میں دلائل توحید و قدرت کا بیان تھا، اور کفار و منکرین پر عذاب شدید کا ذکر تھا، اس سورت میں کفار کے ان اعتراضات اور طعنوں کا جواب ہے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے مثلاً کامل العقل و کامل العلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ مجنون، کہتے تھے وغیرہ وغیرہ، اور چونکہ انکار نبوت کفر ہے اس لئے بعض آیات میں کفار کی سزا کا بھی ذکر ہے۔

**تشریح** اوپر ربط کی تقریر سے معلوم ہو گیا کہ مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون و دیوانہ کہتے تھے، تو ان آیات میں اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کے خیال باطل کی تردید اور آپ کی تسلی فرمادی، تفسیر ملاحظہ فرمائیں!

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ: حرف نون حروف مقطعات میں سے ہے اور اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں، یا اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، امت کو اس کی تحقیق میں پڑنے سے روک دیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

قسم ہے قلم کی، یعنی قلم تقدیر کی جس سے مخلوق کی تقدیریں لوح محفوظ پر لکھی گئیں، حضرت عبادہ بن الصامت کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھ، قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ تو حکم دیا کہ تقدیر الہی کو، چنانچہ قلم نے حکم کے مطابق ابد یعنی ہمیشہ ہمیش تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھ دیا۔ (رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب)

وَمَا يَسْطُرُونَ: اور قسم ہے ان فرشتوں کے لکھنے کی، یعنی وہ فرشتے جو کہ کاتب اعمال ہیں (حضرت ابن عباسؓ نے الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے، بیان القرآن) اس تفسیر کے مطابق ما مصدریہ اور يَسْطُرُونَ

۱۔ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ قلم سے مراد عام قلم بھی ہو سکتا ہے جس میں قلم تقدیر بھی داخل ہے جس کا اوپر ذکر ہوا اور فرشتوں اور انسانوں کے وہ سب قلم بھی جن سے کچھ لکھا جاتا ہے کما ہو قول ابی حاتم۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ قلم تقدیر نور کا تھا جس کی لمبائی زمین و آسمان کے مابین فاصلہ کے برابر تھی، حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔

کی ضمیر سے مراد ملائکہ ہیں جو لفظ القلم سے مفہوم ہے یا بالفاظ دیگر بسطرون کی ضمیر سے مراد ملائکہ ہی ہیں اس اعتبار سے کہ قلم سے مراد اصحاب قلم ہوں مجازاً (روح المعانی)

آگے جواب قسم ہے مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں جیسا کہ منکرین نبوت کہتے ہیں (کما فی قوله تعالیٰ یا ایہا الذی نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ أَنْتَ لَمَجْنُونٌ) مطلب یہ ہے کہ آپ نبی برحق ہیں اور بنعمۃ ربک بوحا کہ دعویٰ کی دلیل بھی دے دی کہ جس شخص پر اللہ کا فضل اور نعمت ہو وہ کیسے مجنون ہو سکتا ہے، اس کو مجنون کہنے والا خود مجنون ہے۔

**قسم و جواب قسم میں مناسبت** یہ قسمیں دعویٰ مذکور مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ کے نہایت مناسب ہیں مثلاً قلم کی قسم کھائی گئی جس سے مقادیر خلق لکھی گئیں اور منجملہ تقادیر کے نزول قرآن بھی ہے پس اس آیت میں اشارہ ہے کہ آپکی نبوت علم الہی میں پہلے سے محقق ہے، پس ثبوت اس کا متیقن ہے، اور مَا یَسْطُرُونَ کی قسم کھائی گئی پس اس میں اشارہ ہے کہ اعمال لکھنے والے فرشتے صدقین و منکرین نبوت ہر دو کے اعمال کو لکھ رہے ہیں پس انکار نبوت پر سزا ہوگی، لہذا اس سے ڈر کر ایمان لانا واجب ہے۔

وَأَنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ: اس میں مضمون مذکور کی تائید ہے کہ بے شک آپ کے لئے اس تبلیغ احکام پر ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، مطلب یہ ہے کہ آپ کے جس کام کو یہ دیوانے لوگ جنون کہہ رہے ہیں وہ عند اللہ مقبول عمل ہے جس پر اجر عظیم ملنے والا ہے اس میں بھی اثبات نبوت ہے کیونکہ مجنون کے عمل پر مجنون کو اجر نہیں ملا کرتا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے کہ آپ چند روز برداشت کر لیجئے کہ انجام اس کا اجر عظیم ہے۔

وَأَنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ: مزید تاکید و تائید کے لئے فرماتے ہیں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں، اور مجنون میں اخلاق کا کمال کہاں ہوتا ہے، یہ بھی طعن مذکور کا جواب ہے۔

**رسول اللہ ﷺ کا خلق عظیم واقعہ** حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اس پوری مدت میں جو کام میں نے کیا آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ ایسا کیوں کیا، اور جو کام نہیں کیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا (حالانکہ ظاہر ہے کہ دس سالہ مدت میں بہت سے کام خلاف طبع ہوئے ہوں گے) (بخاری و مسلم)

**واقعہ** حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، بجز جہاد فی سبیل اللہ کے کہ اس میں کفار کو مارنا اور قتل کرنا ثابت ہے۔

**واقعہ** حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ خوش گو تھے، نہ فحش چیزوں کے پاس جاتے تھے، نہ سے ہوگا فَإِنَّ الْقَلَمَ أَخُو اللِّسَانِ وَنِعْمَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ عَلٰی عِبَادِهِ۔ یا مرجع قلم ہی ہو اور مراد اس سے قلم تقدیر لیا جائے، اب ضمیر کو جمع لانا اس قلم کی تعظیم کی فرض ہے چونکہ قلم کا تب نہیں ہوتا بلکہ کتاب کا آل ہوتا ہے لہذا اس کی طرف اسناد مجازاً ہوگی۔ (روح)

بازاروں میں شور و شغب کرتے تھے، برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معافی اور درگزر کا معاملہ فرماتے تھے۔ (مزید کیا لکھوں، لکھنے کو تو بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ، اوصاف حسنہ، خصال محمودہ اور آپ کے علمی و عملی کارہائے عظیمہ، نیز علم و حلم، شدت حیا، کثرت عبادت و سخاوت، صبر و شکر، زہد و تواضع، رحمت و شفقت، حسن معاشرت و ادب وغیرہ کو قلم بند کرنے کے لئے ایک عمر طویل چاہئے۔

راہ میں کانٹے جس نے بچائے  
گالی دی پتھر برسائے  
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم  
صلی اللہ علیہ وسلم  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تند خوئی، بد مزاجی، اور ڈکثیر شپ نام کو بھی نہ تھی، یہی وجہ تھی کہ زمانہ آپ کا دلدادہ اور گرویدہ بنتا چلا گیا، اور اسلام دنیا میں تیز ہوا اور بڑھتے ہوئے سیلاب کی طرح پھیلتا چلا گیا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر  
راہ رُو آتے گئے اور کارواں بنتا گیا  
لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تو بزرگ شمشیر پھیلا ہے تو ان کی کم فہمی، غیر انصاف پسندی پر تعجب و افسوس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

**لغات:** القلم: قلم یعنی لکھنے کا آلہ، جمع أقلام، یسطرون: مضارع جمع مذکر غائب، سطر (ن) سطرًا: لکھنا۔  
نعمة: فضل و انعام، جمع نِعَم و نَعْم. مَجْنُون: اسم مفعول، دیوانہ، پاگل، بے وقوف، جمع مَجَانِین، جُنَّ (ن) جُنًا و جُنُونًا: دیوانہ ہونا، عقل زائل ہونا۔ اَجْرًا: بدلہ، ثواب، جمع اَجُورًا، مَمْنُون: اسم مفعول واحد مذکر، مَنَّ (ن) مَنًا: کاٹنا، کم کرنا، غیر ممنون کا مطلب ہوگا ایسا اجر جو نہ کم کیا ہوا ہوگا، اور نہ منقطع اور ختم ہوگا، خُلِقَ: عادت، خصلت، جمع اخلاق. عظیم: صیغہ صفت بمعنی بڑا، جمع عُظْمَاء و عِظَام، عَظَمَ (ك) عِظْمًا و عِظَامَةً: بڑا ہونا۔

**ترکیب:** ن حروف مقطعات میں سے ہے، والقلم و ما یسطرون..... واو حرف قسم و جر، القلم: معطوف علیہ ما مصدریہ یسطرون: بتادیل مصدر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق فعل محذوف اُقْسِمُ کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم۔

۱۔ جُنَّ (ض) جُنًا: چھپنا، جُنَّ الشیء (ن) جُنًا و جُنُونًا: چھپانا، جُنَّ کے معنی لغت میں چوں کہ چھپانے کے ہیں، اس لئے اس کے تمام مشتقات میں یہ معنی موجود ہیں جیسے جُنَّ پردہ، آرز، قبر، جُنَّ انسان کے بالمقابل پوشیدہ مخلوق، جنین رحم مادر میں رہنے والا بچہ، مجنون، وہ شخص جس کی عقل اور حواس پر کسی قسم کا پردہ پڑ گیا ہو، مجننہ ذوالحال، جنون: دماغی خلل جو عقل کو غائب لے، وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ امام راغب مفردات القرآن میں فرماتے ہیں کہ عظم الشیء کے معنی دراصل کثیر عظمہ ہیں، یعنی اس کی بڑی بڑی ہوئی، اس لئے عظیم کے اصل معنی ہوئے بڑی بڑی والا، پھر بطور استعارہ بزرگی کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا، اور بجائے کبیر کے عظیم بولنے لگے، خواہ وہ شی محسوس ہو یا معقول، میں ہو یا ذات، یا معنی ہو یعنی مفہوم، علامہ زحمری تفسیر کشاف میں رقمطراز ہیں کہ عظیم اور کبیر میں فرق یہ ہے کہ عظیم، حقیر کی نقیض ہے، اور کبیر، صغیر کی، لہذا عظیم کبیر سے بڑھ کر ہے جس طرح حقیر، کتر ہے، صغیر سے، اور تاج العروس میں ہے کہ عظیم حق تعالیٰ شانہ کی صفات میں سے ہے جو بمعنی کبیر ہے۔ اور یہ دونوں مترادف لفظ ہیں، اور فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ کبیر وہ ہے جو ذاتی طور پر بڑا ہو، اور عظیم وہ ہے جس کو دوسرے بڑا سمجھیں، اسی لئے اللہ کے وصف میں بجائے عظیم کے کبیر کا استعمال زیادہ ہے۔

۳۔ ما یسطرون: میں ما کو اسم موصول اور یسطرون کو مصلحتاً بھی درست ہے۔ حسین۔ احمد احمد دار

ما انت بنعمة ربك بمجنون . ما مشابہ بلیس انت ضمیر اس کا اسم، بنعمة رَبِّكَ متعلق معنی نفی کے جس پر لفظ ما دال ہے ای انتفی عنك الجنون بسبب نعمة ربك (اس شکل میں باسویہ ہوگا) بمجنون با زائدہ اور مجنون لفظا مجرور محلا منصوب خبر ماکی، ما مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، و او حرف عطف اِنَّ لَكَ لَآجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ . لك ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم اِنَّ کی لام مزحلقة اجرا غیر ممنون مرکب تو صیغی ہو کر اسم، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف علیہ معطوف وَاِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ معطوف (لعلی کا لام مزحلقة) تمام معطوفات مل ملا کر جواب قسم۔

**اجزاء** ما انت بنعمة ربك الخ ما مشابہ بلیس ہے، اب طلبہ عزیز کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا عمل کتنی شکلوں میں باطل ہو جاتا ہے، بعض لوگوں کو ما والا مشبہتین بلیس کی ترکیب میں دھوکہ لگتا ہے، جس کو میں نے اپنی دوسری کتاب درس نحو میر میں بعنوان مغالطہ ذکر کیا ہے۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ⑤ بَايَكُمْ الْمُفْتُونَ ⑥ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے • کہ تم میں کس کو جنون تھا • آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ⑦ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ⑧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِبِينَ ⑨

جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے • تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانئے •

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ⑩ وَلَا تُطِعِ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ⑪

یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے ہو جاویں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جاویں • اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو بے وقعت ہو •

هَمَّازٍ مَّشَاءً بِنَمِيمٍ ⑫ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اِثِمٍ ⑬

طعنہ دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو • نیک کام سے روکنے والا ہو، حد سے گزرنے والا ہو، گناہوں کا کرنے والا ہو •

عَتَلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ ⑭ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ⑮ اِذَا تُلِيٰ عَلَيْهِ اِيتَانَا

خت مزاج ہو اس کے علاوہ حرامزادہ ہو • اس سبب سے کہ وہ مال و اولاد والا ہو • جب ہماری آیتیں اسکے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

قَالَ اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ ⑯ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرطوم ⑰

تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں • ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے •

**تشریح** منکرین رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مہمل باتیں بکتے تھے تو آپ ﷺ کو سلی دی

۱۷ دوسری ترکیب یہ ہے کہ بابرائے ملاہست ہو اور نعمة ربك، متلبسا کے متعلق ہو کر حال ہو مجنون کی ضمیر سے، اور بمجنون کی با چونکہ زائدہ ہے لہذا یہ مقدم میں عمل کرنے سے مانع نہ ہوگی۔ (دونوں ترکیب روح المعانی میں ہیں)

جاری ہے کہ آپ غم نہ کیجئے، سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کس کو جنون تھا (یعنی کل قیامت میں یہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ مجنون یہ خود ہی تھے)

إِنَّ ذَٰلِكَ هُوَ أَعْلَمُ النَّاسِ: آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے، اور وہ راہ راست پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے مناسب جزا و سزا دے گا۔

فَلَا تُطِيعِ الْمُكْذِبِينَ: جب آپ برحق ہیں اور یہ لوگ باطل پر ہیں تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانئے، جیسا کہ اب تک نہیں مانا، اور وہ کہنا یہ ہے جو ابھی مذکور ہوتا ہے، یعنی وَذُوًّا لَّوْ قُتِبْنِ فَيُذْهِبُونَ: یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے منہسی کام یعنی تبلیغ میں ذرا کچھ نرم اور ڈھیلے ہو جائیں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈھیلا ہونا یہ کہ بت پرستی کی مذمت نہ کریں، اور ان کا ڈھیلا ہونا یہ کہ آپ کی مخالفت نہ کریں، (لہذا اس طرز عمل سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ فَلَا تُطِيعِ الْمُكْذِبِينَ، کیونکہ اس سلسلہ میں اگر آپ نرم روش اختیار کریں گے اور عقیدہ حق سے ہٹ کر نرمی برتیں گے، تو آپ کی بعثت کی اصل غرض حاصل نہیں ہو سکے گی، لہذا آپ تو کسی کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام میں لگے رہیں اور ہر کسی کا فرک و ہدایت دینا یہ آپ کا کام نہیں بلکہ اللہ کا ہے)

**نکتہ** کفار نے جس طریقہ کار کی پیشکش کی اس پر راضی ہو جانا مذمت فی الدین ہے جو کہ حرام ہے، مذمت اور مدارات (ظاہری خوش خلقی) میں بہت باریک فرق ہے، اول الذکر مذموم ہے، اور آخر الذکر محمود۔

وَلَا تُطِيعِ كُلَّ خَلَافٍ: اور آپ (بالخصوص) کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو، مراد جھوٹی قسم کھانے والا ہے کہ اکثر جھوٹے لوگ قسمیں بہت کھاتے ہیں۔ مہین: جو اپنی بری حرکتوں کی بدولت عند اللہ وعند الناس بے وقعت اور ذلیل ہو۔ هَمَّازٍ: دل دکھانے کے لئے طعنہ دینے والا ہو، فَمَشَاءُ بِنَجِيمٍ: چغلیاں لگانا پھرنا ہو، مَنَاعٌ لِلْخَيْرِ: نیک کام سے روکنے والا ہو، مُعْتَبِدٌ: حد اعتدال سے گذرنے والا ہو (یعنی ظلم و جور میں حد سے بڑھنے والا ہو) اَيْبِمَ: بکثرت گناہ کرنے والا ہو، عُتْلٌ: سخت مزاج ہو۔ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَيْنِمٌ: اس (مذکور یعنی سب صفات) کے علاوہ بدنام بھی ہو، (مراد ولد الزنا ہے مطلب یہ ہے کہ دیگر افعال و اخلاق بھی اس کے خبیث ہوں، چونکہ ولد الزنا کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اس لئے مجازاً اس سے یہ مراد لیا گیا)

**نکتہ** حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ سب کافر کے وصف ہیں، اگر کوئی اپنے اندر یہ خصلتیں دیکھے تو چھوڑ دے، واضح رہے کہ زینم کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرام زادہ کے ہیں، اور جس کافر کی نسبت یہ آیتیں نازل ہوئیں وہ ایسا ہی تھا، یعنی ولید بن مغیرہ، جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو ولید نے اپنی ماں سے کہا کہ محمد نے میرے نو اوصاف بیان کئے ہیں، میں ان میں سے علاوہ نویں یعنی زینم کے سبکو جانتا ہوں، اگر تو مجھ کو اس کے متعلق صحیح صحیح نہیں بتلائے گی تو میں تیری گردن مار دوں گا تو اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا اور مجھے مال کے بارے میں تیرے چچا زاد بھائیوں سے خوف تھا کہ وہ میراث کے مستحق ہو جائیں گے تو میں نے فلاں غلام کو اپنے اوپر قدرت دے دی تھی جس

کے نتیجہ میں تو پیدا ہوا۔ (حاشیہ جلالین)

**مَسْأَلَةٌ** وَلَا تُطِيعُ كُلَّ خَلَافٍ سے مسئلہ ثابت ہوا کہ بہت قسمیں کھانا مکروہ ہے۔ (مظہری)

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ اِلْح: غرض جس میں مذکورہ اوصاف خبیثہ ہوں آپ اس کا کہنا نہ مانئے، اور وہ بھی محض اس سبب سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہو، یعنی اگر کوئی شخص دنیا میں خوشحال نظر آتا ہے، صاحب مال و اولاد ہے تو محض اتنی سی بات پر وہ اس لائق نہیں ہو جاتا کہ اس کی بات مانی جائے، بلکہ اصل چیز انسان کے اخلاق اور اس کی شرافت ہے۔

اِذَا تَلَّتْ عَلَيَّ اَيُّكُنَا قَالَ اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِيْنَ: اور ایسے شخص کی اطاعت سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی عادت ہے کہ جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو انگوٹوں سے منقول چلی آتی ہیں، یعنی وہ شخص قرآن کی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

**مَخْلَصَةٌ** ان کی اطاعت سے منع کرنے کی اصل علت ان کی تکذیب ہی ہے اسی بناء پر اولاً و لا تطيع المكلبين فرمایا گیا، پھر بطور تخصیص بعد التعمیم کے ان مکذبین میں سے ایسے لوگوں کی اطاعت سے منع کیا گیا جو علاوہ تکذیب کے اور بری عادتیں بھی رکھتے ہوں۔

سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ: مذکورہ اوصاف جس شخص کے اندر ہوں اس کی سزا یہ ہے کہ ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے، یعنی قیامت کے دن اس کے کفر کی وجہ سے اس کی ناک پر داغ اور ذلت و رسوائی کی ایسی کوئی علامت و پہچان لگا دیں گے جس سے وہ خوب شرمندہ ہو۔ (بغرض حقارت اس کی ناک کو خرطوم سے تعبیر کیا گیا جو ہاتھی یا خنزیر کی ناک کے لئے مخصوص ہے)

**لغات** تَبَصَّرَ: مضارع واحد مذکر حاضر، (افعال) أَبْصَرَ ابْصَارًا: دیکھنا (مادہ بَصَرَ، بَصْرًا، بَصْرًا) بَصْرًا وَبَصَارَةً: بینا ہونا، جاننا، دیکھنا۔ المفتون: مصدر بمعنی جنون، فَتَنَ (ض) فَتْنَةً وَفَتُونًا: دیوانہ بنانا، گمراہ کرنا (مفتون بمعنی جنون و دیوانگی و گمراہی، حاصل مصدر) نیز مفتون بروزن مفعول، اسم مفعول بھی ہے بمعنی مجنون، فَتَنَ (ض) فَتُونًا: مسور کرنا، دیوانہ بنانا، اس صورت میں بایکم المفتون میں باء زائدہ ہوگا۔ ضَلَّ: ماضی واحد مذکر غائب، ضَلَّ (ض) ضَلًّا وَضَلَالًا وَضَلَالَةً: گمراہ ہونا، راہ حق سے بھٹلنا۔ سبیل: راستہ، مراد راہ حق، یہ لفظ مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، جمع مُسْبِلٌ مُهْتَدِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، (المتعال، اہتداء) ہدایت پانا (مادہ هَدَى (ض) ہدایت پانا، ہدایت دینا)۔ لَا تُطِيعُ: نہی واحد مذکر حاضر از باب الفعال، أَطَاعَ إِطَاعَةً: فرماں برداری کرنا (مادہ طَوَّعَ (ن) فرماں بردار ہونا) وَفُؤًا: ماضی جمع مذکر غائب، وَذًا (م) وَذًا وَمَوْذَةً: چاہنا، تمنا کرنا۔ لَوْ

۱ اگر کوئی شخص بہت سونا و خزانہ رکھتا ہو، مال و اولاد اور جاہ و عظم کا مالک ہو، دیکھنے میں چمکتا چیز اور فریب ہو، جب زبان اور بات بتانا جانتا ہو، جھوٹ، سچ بول کر اپنا الوسیدھا کر لیتا ہو اور اس کے اپنے محبوب پر گرد جمی ہو اور اس میں شرافت و خوش اخلاقی نام کو بھی نہ ہو تو اللہ والوں کا کام نہیں کہ اس کی آجہ فریب باتوں کی طرف التفات کریں۔

۲ ناک پر داغ لگانے کی سزا بطور خاص اس لئے تجویز ہوئی کہ عرف میں عزت و آبرو کو ناک سے تعبیر کرتے ہیں، اور بے عزتی کو ناک کٹنا کہتے ہیں۔

حرف مصدری بمعنی اَنْ یہ عموماً وَّذْ یُوذُّ کے بعد آتا ہے، مزید تفصیل در حاشیہ قدھن: مضارع واحد مذکر حاضر، (افعال، اذہان، ذھیلا پڑنا، یعنی نرمی برتنا) حَلَّافٍ: اسم مبالغہ بہت قسمیں کھانے والا، حَلَفَ (ض) حَلْفًا: قسم کھانا۔ مَہِینٌ صفت مشہ، بے وقعت یعنی ذلیل و خوار، مَہِنٌ (ک) مَہَانَةٌ: ذلیل و خوار ہونا۔ (بعض نے کہا کہ مَہِینٌ دراصل مَہِیوُن تھا، اور یہ اسم مفعول ہے از ہان (ن) ہونا: ذلیل و حقیر ہونا، اس صورت میں میم زائد ہوگا۔

ہَمَّاز: اسم مبالغہ، طعنہ دینے والا، هَمَزٌ (ض) هَمَزًا: طعنہ دینا، عیب جوئی و نکتہ چینی کرنا۔ مَشَّاءٌ: اسم مبالغہ، بہت زیادہ چلنے والا یعنی جو بہت چغلیاں لگاتا پھرتا ہو، مَشَى (ض) مَشْيًا: چلنا۔ نَمِیمٌ: چغلی یعنی پیٹھ پیچھے کسی کی نسبت و برائی کرنا، جمع نعمائم۔ مَنَاعٌ: اسم مبالغہ، بہت زیادہ منع کرنے والا، مَنَعَ (ف) مَنَعًا: منع کرنا، روکنا، خیر: اسم بمعنی نیک کام، جمع خیور۔ مُعْتَدٍ: اسم فاعل واحد مذکر، حد سے گذرنے والا، دراصل مُعْتَدِي تھا (الاعتدال اعتداء

تجاوز کرنا، ظلم کرنا) (مادہ عَذُو (ن) ظلم کرنا) اَئِیمٌ: صفت مشہ از اَئِمٌ (قاموس) بروزن فعلیل بمعنی فاعل گناہ کرنے والا، اَئِمٌ (س) اَئِمًا: گناہگار ہونا۔ عَتَلٌ: صیغہ صفت یعنی صفت مشہ، بمعنی سخت مزاج، عَتَلَ: (ض) عَتَلًا: بہت زور سے کھینچنا، سختی کے ساتھ گھسینا۔ زَنِیمٌ: اسم بمعنی بدنام، حرام زادہ (قاموس القرآن) یا صفت بروزن فعلیل بمعنی فاعل بمعنی لَئِیمٌ۔ بَیِّنٌ: بیٹے، ابن کی جمع۔ تَتَلَى: مضارع واحد مؤنث غائب، تَلَا (ن) تَلَاوَةً: پڑھنا، پڑھ کر سنانا، آیاتنا واحد آیة۔ اَسَاطِیِرٌ: واحد اَسْطُورَةٌ بے سند باتیں، من گھڑت باتیں، مَسَبِیمٌ: مضارع جمع متکلم، وَسَمَ یَسِیمٌ (ض) وَسَمًا وَیَسِمَةٌ: داغ لگانا، نشان بنانا (دراصل نُوِیِمٌ تھا، ہر وہ واو گر جاتی ہے جو علامت

مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان یا ایسے کلمہ کے فتح کے درمیان ہو جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو جیسے یَعْذُ، یَهْبُ) خِرَطُومٌ: سونڈ جمع خِرَاطِیم (آیت مذکورہ میں تحقیراً بطور استعارہ کافر کی ناک کے لئے استعمال ہوا ہے ورنہ عموماً یہ

لو چند طریقے سے مستعمل ہوتا ہے زمانہ ماضی میں شرط کے لئے جیسے لو جہا فی لاکومہ، ترکیب میں اس کو شرطیہ اقامیہ کہیں گے (دیکھئے درس نحو میر) کبھی نوزمان مستقبل میں شرط کے لئے آتا ہے مگر وہ اس صورت میں جائز نہیں ہوتا گویا اس وقت لو بمعنی اِنْ ہوگا، کبھی حرف مصدری ہوتا ہے جیسے ردوا لو تلھن، ابود احدکم لو یغفر اور کبھی عرض کے لئے آتا ہے جیسے لو تنزل بنا فصب خیر اور کبھی تخیل کے لئے آتا ہے جیسے فصلاً و لو یظلف کبھی تمنا کے لئے آتا ہے اور اس وقت اس کا جواب منسوب اور فاعل کے ساتھ ہوتا ہے (جیسے لو تاتھنی فصدنی، تمنا ہے کہ تم میرے پاس آتے اور مجھ سے باتیں کرتے، (مشکل ترکیبوں کا حل ص ۳۳۹)

۱۔ ادھان ذھن (تخل) سے مشتق ہے اور ادہان کے اصل معنی ہے چکنا کرنا، تیل لگانا، مجازاً اس کا اطلاق فریب کاری اور کسی معاملہ میں اصول اور عقیدہ حق سے ہٹ کر نرمی برتنے اور گرمی ہوئی باتیں کرنے پر ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی حق پرست انسان کے لئے غیر مسلم کے ساتھ مذاہمت برتنا ناجائز ہے البتہ خوش اخلاقی اور مدارات و تواضع اختیار کرنا اچھی چیز ہے مجرد میں ہے ذھن (ن) ذھنًا: نفاق برتنا۔

۲۔ خویز: آیت بالا میں ام ہے، اور کبھی بطور اسم تفسیل بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی اخیر کا مخفف، جیسے فان خیر الزاد الطوی پس بلاشبہ بہترین زاد اہل تہی ہے، کبھی بطور مجاز خبر کے معنی مال کے بھی آتے ہیں جیسے والہ لعب الغیر لشہد نیز خبر کے معنی بھلائی، نیکی، جو سب کو پسند ہووے، سب آتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ زنبہ صفت مشہ ہے، جو کسی بری علامت سے مشہور ہووے، مگر جو کسی قوم میں اپنے کو ملانے لیکن شان میں سے ہو اور نہ ان کے ساتھ

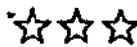
ہو، از زنبہ النساء (ن) زنبعا: کبری یا اونٹ کے کان کا ایک حصہ کاٹ کر اسے لٹکا ہوا چھوڑنا، تو جیسے یہ کبری اپنی اس علامت سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح وہ بہتر زمانہ شخص بھی برائی میں اتنا شہرت یافتہ ہو کہ اس کے ذریعہ لوگوں میں اسے پہچانا جائے، اور اکثر ایسا شخص نسب میں معمم اور حرام زادہ ہوتا ہے جیسے ولید قریش میں نسب کے اندر جسم تھا اور انکی اصل میں سے نہ تھا اسکے باپ نے انکی پیدائش کے ۱۸ سال بعد اس کے متعلق دعویٰ کیا تھا کہ میں اس کا باپ ہوں۔

ہاتھی اور خنزیر کی تاک کے لئے بولا جاتا ہے)

**ترکیب** **فَسْتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ**..... فا احنیافہ باقی ترکیب آسان ہے، معطوف و معطوف علیہ ہو کر جملہ فعلیہ خبریہ، **بایکم المفتون**:..... **بایکم ثابت** کے متعلق ہو کر خبر مقدم **المفتون** بمعنی جنون مبتدا مؤخر، پھر یہ جملہ اسمیہ ماقبل فعل کا مفعول ہے، **إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ**:..... ترکیب ظاہر ہے، (لا محل لها استثنائیة فیہا معنی التعلیل لِمَا قَبْلَهُ) **فَلَا تُطِيعُ الْمَكْذِبِينَ**..... فا جزائیہ اور شرط مقدر ہے **أَيُّ إِنْ ضَلَّ الْمَكْذِبُونَ فَلَا تُطِيعُهُمْ**، لا **تُطِيعُ** فعل نہی، ضمیر انت فاعل، **الْمَكْذِبِينَ** مفعول ہے، پھر یہ مکمل جملہ جزا **وَذُؤَا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ**..... **وَذُؤَا** فعل، ضمیر واو فاعل لو حرف مصدری **تُدْهِنُ** فعل، ضمیر انت فاعل، **بِقَاعِلٍ مَعْطُوفٍ عَلَيْهِ**، فا عاطفہ **يُدْهِنُونَ** جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر مفعول ہے **وَذُؤَا** کا، اور وہ جملہ مستانفہ بیانیہ یا ماقبل نہی کی **تَغْيِيلٌ**۔ **وَلَا تُطِيعُ كَلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ هَمَّازٍ مَشَاءٍ بِنَمِيمٍ مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَيْمٍ عَتَلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ**..... واو عاطفہ ماقبل لا **تُطِيعُ** پر عطف ہے لا **تُطِيعُ** فعل نہی **بِقَاعِلٍ كَلَّ مَضَافٍ حَلَّافٍ مَوْصُوفٍ مَهِينٍ** اور **هَمَّازٍ** اور **مَشَاءٍ بِنَمِيمٍ** (متعلق **مَشَاءٍ** کے) اور **مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ** اور **مُعْتَدٍ** اور **أَيْمٍ** اور **عَتَلٍ** اور **بَعْدَ ذَلِكَ** **زَنِيمٍ** سب صفات **حَلَّافٍ** کی (بعد ذلک طرف ہے **زَنِيمٍ** کا) **كَلَّ حَلَّافٍ** الخ **مَضَافٍ مَضَافٍ** الیہ مفعول ہے فعل نہی کا، **أَنَّ كَانِذَا مَالٍ وَبَيْنَ**..... **أَنَّ** مصدریہ **كَانَ** فعل ناقص ضمیر اس کا اسم، **ذَا مَالٍ** و **بَيْنَ** مرکب اضافی خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر بتاویل مصدر مجرور، کیونکہ وہ منصوب بزور الخافض ہے اس کی اصل **لَانَ كَانِ** ہے، جار مجرور متعلق فعل مذکور لا **تُطِيعُ** کے۔ **إِذَا تَتَلَى عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ**..... **إِذَا** ظرفیہ مضمّن معنی شرط مضاف، **تَتَلَى** علیہ آیاتنا جملہ فعلیہ مضاف الیہ، **مَضَافٍ** اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزاء **قَالَ** کا، اور وہ جواب شرط، ہی مبتدا محذوف اساطیر الاولین مرکب اضافی خبر، مبتدا مع خبر مقولہ، **قَالَ** فعل اپنے فاعل اور مقولہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ مستانفہ۔ (استثناف جار مجروری التعلیل، روح) **مَنْسِيْمُهُ عَلَى الْخُرُطُومِ**..... ترکیب ظاہر ہے جملہ مستانفہ بیانیہ۔ سین برائے استقبال)

**احراء** **أَنَّ كَانِذَا مَالٍ**، **أَنَّ** مصدریہ ماضی و مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے اور **أَنَّ** چار قسم کا ہوتا ہے دیکھئے

تدریس قرآن پارہ عم ص: ۶۰)



- ۱۔ بعض نے کہا کہ فسبصر کا فاصیو ہے ای ان جاء امر اللہ ای یوم القیامۃ۔
- ۲۔ اُن یہاں لو کو برائے تمنا مراد لیں تو چونکہ اس کا جواب منصوب ہوتا ہے جب کہ یہاں نہیں ہے تو اب مبتدا محذوف مانیں گے ای فہم یدھنون۔
- ۳۔ یا بل متعلق ہے فعل محذوف کے جس پر آنے والی شرط دلالت کر رہی ہے ای کذب ما یات اللہ لان کان ذا مال الخ۔

إِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۗ

ہم نے انکی آزمائش کر رکھی ہے جیسا ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب کہ ان لوگوں نے قسم کھائی کہ اس کا پھل ضرور صبح چل کر توڑ لیں گے۔

وَلَا يَسْتَنْوُونَ ۙ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۙ فَاصْبَحَتْ

انہوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا۔ سو اس باغ پر آپ کے سب کی طرف سے ایک بھرنے والا بھرا گیا اور وہ سو رہے تھے۔ پھر صبح کو وہاں غمبارہ گیا

كَالضَّرِيمِ ۙ فَتَنَّاوُا مُصْبِحِينَ ۙ أَنْ اِغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۙ

جیسے کتا ہوا کھیت۔ صبح کے وقت ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے۔

فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۙ أَنْ لَّا يَدْخُلْنَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينِينَ ۙ

پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے۔ کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پاوے۔

**تشریح** سابقہ آیات میں کفار مکہ کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع کا جواب تھا۔ اب ان آیات

میں اللہ مکہ کو پچھلے زمانے کا ایک قصہ، (یعنی باغ والوں کا قصہ) سنا کر عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

باغ والوں کا قصہ:

یہ باغ بقول حضرت ابن عباسؓ ملک حبشہ میں تھا، اور بقول حضرت سعید بن جبیرؓ میں تھا، اور یہ لوگ مومن تھے، بدعتی اور گناہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ (بیان القرآن) ان کے باپ کا اپنے وقت میں معمول تھا کہ ایک بڑا حصہ اس باغ کے پھل کا مساکین میں صرف کیا کرتا تھا، جب وہ مر گیا تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا باپ احمق تھا کہ اس قدر آمدنی مسکینوں کو دے دیتا تھا، اگر یہ سب آمدنی ہم کو ہی ملے تو کتنی خوشحالی بڑھے، الغرض ان لوگوں نے نعمت کی ناشکری کی تو ان کا وہ باغ قہر خداوندی سے جل کر خاک ہو گیا۔

تفصیلی قصہ بضمّن تفسیر ملاحظہ فرمائیں: **إِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ**، ہم نے آزمائش میں ڈالا ان (اللہ مکہ) کو جس طرح آزمائش میں ڈالا تھا باغ والوں کو، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو عیش و عشرت کا خوب سامان دیا اور ان کو اپنی نعمتوں سے نوازا، مثلاً حق تعالیٰ نے اللہ مکہ پر سب سے بڑا انعام تو یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اندر پیدا فرمایا، اس کے علاوہ ان کی تجارتوں میں برکت عطا فرمائی، تو ان نعمتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی ہے کہ دیکھوں نعمتوں کے شکر میں ایمان لاتے ہیں یا ناشکری کر کے اپنے کفر و عناد پر جسے رہتے ہیں۔

إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ وَلَا يَسْتَنْوُونَ باغ والوں کی آزمائش کا واقعہ اس وقت ہوا جب کہ ان

لوگوں نے آپس میں قسم کھائی کہ وہ اس باغ کا پھل ضرور صبح سویرے ہی توڑ لیں گے تاکہ فقراء کو خیر نہ ہو اور وہ ہمارے

ساتھ نہ لگ لیں، اور ان کو اپنے اس منصوبے پر اتنا یقین تھا کہ انشاء اللہ بھی نہیں کہا و لا یستنون کا یہی مطلب ہے کہ

انہوں نے انشاء اللہ نہیں کہا (حالانکہ آئندہ وقت میں جب کسی کام کے کرنے کا ذکر کیا جائے تو انشاء اللہ کہنا چاہئے۔

۱۔ بعض حضرات مشرین نے ولا یستنون کا مطلب یہ لیا ہے کہ ہم پورا پورا اقلہ اور پھل لے آویں گے، فقراء کا حصہ سستی نہ کریں گے (سلمی)

فطاف علیہا طائف الخ سواں باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا پھر گیا، یعنی عذاب پھر گیا اور وہ ایک آگ تھی جیسا کہ بعض روایات میں ہے (خواہ خالص آگ ہو یا ہوا میں ملی ہوئی ہو) اور اس نے اس باغ کو جلا کر خاک کر دیا۔ وَهُمْ نَائِمُونَ: اور وہ لوگ سو رہے تھے، یعنی نزول عذاب کا یہ واقعہ رات کو اس وقت ہوا جب کہ یہ لوگ بخواب تھے۔ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ: پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت، کہ کھیتی کاٹ لینے کے بعد زمین خالی اور صاف رہ جاتی ہے۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ الخ صبح کے وقت یعنی جب سو کر اٹھے تو ایک دوسرے کو پکار کر کہنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے۔

**سوال** کھیت کیوں کہا جب کہ وہ باغ تھا؟

**جواب** یہ ہے کہ یا تو مجازاً کہہ دیا، یا ممکن ہے اس میں انگور وغیرہ بھی لگتے ہوں جن کا تہ نہیں ہوتا کہ اس پر کھیت کا اطلاق درست ہے) فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ الخ پھر وہ لوگ چلے حال یہ کہ آپس میں چپکے چپکے یہ کہتے تھے کہ آج اس باغ میں تم تک کوئی مسکین فقیر نہ آنے پائے۔

**ضمائر کے مراجع** قَوْلُهُ اِنَّا بَلَوْنَهُمْ۔ هُمْ ضمیر کا مرجع اہل مکہ ہے کیوں کہ ماقبل سے انہیں کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ قَوْلُهُ فطاف علیہا ای علی جنتہم۔ قَوْلُهُ فَانْطَلَقُوا ای اصحاب الجنة۔

**لغات** بَلَوْنَا: ماضی جمع متکلم، بلا (ن) بلاءً و بَلَوْنَا: آزمانا۔ لَيَصْرِمُنَّ: مضارع لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ صیغہ جمع مذکر غائب، پے در پے چند نونوں کی وجہ سے نون جمع محذوف ہے، صَرِمَ (ض) صَرِمًا: کاٹنا، پھل توڑنا۔ مُصْبِحِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، از باب افعال، صبح کرنے والے، صبح کے وقت میں داخل ہوتے ہوئے، أَصْبَحَ إِصْبَاحًا: صبح کے وقت میں داخل ہونا۔ لَا يَسْتَنُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، استفعال، اسْتَنْتَنِي اسْتِنَاءً: عام قاعدہ یا حکم سے نکالنا، مستثنیٰ کرنا۔ طَافَ: ماضی واحد غائب، طَافَ (ن) طَوَّفًا وَ طَوَّفَا: گھومنا، پھرنا، چکر لگانا، (در اصل طَوَّفَ تھا) طَافَتْ اسم فاعل، چکر لگانے والا، یہاں عذاب مراد ہے۔ نَائِمُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، نام (س) نَوْمًا وَ نِيَامًا: سونا (نائمون میں ہمزہ حرف علت کے بدلہ میں ہے)۔ أَصْبَحَتْ: دیکھئے أَصْبَحَ رکوع ۲ میں۔ صَرِيمٌ: صیغہ صفت بروزن فعلیل بمعنی مفعول، کٹا ہوا، باب لَيَصْرِمُنَّ کے تحت ابھی ابھی لکھا گیا ہے۔ فَتَنَادَوْا: ماضی جمع مذکر غائب، (تفاعل) تَنَادَى، تَنَادَى: ایک دوسرے کو پکارنا۔

۱۔ مادہ صنغ (ف) کسی کے پاس صبح کے وقت میں آنا یہاں مصبحین اسم فاعل اصبح تامہ سے مشتق ہے نہ کہ فعل ناقص سے۔  
 ۲۔ مادہ قنی (ض) موزنا، اور يَسْتَنُونَ دراصل يَسْتَنُونَ تھا، ضمیر باہ پر نقل تھا مائل کو دیا، پھر بوجہ اجتماع ساکنین یا محذوف ہو گئی۔  
 ۳۔ صَرِيمٌ: صَرِمَ سے مشتق ہے جس کے معنی کاٹنے کے ہیں تو چونکہ رات سے کٹی ہوئی ہوتی ہے اور رات صبح سے، اس لئے صَرِيمٌ کا استعمال بھی صبح کے معنی میں ہوتا ہے اور بھی رات کے معنی میں، چنانچہ صَرِيمٌ کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ باغ سوکھ کر ایسا سفید ہو گیا جیسا کہ دن ہوتا ہے یا چل کر اتنا سیاہ ہو گیا جیسے کہ رات ہوتی ہے۔ (لغات القرآن)  
 ۴۔ تَنَادَى دراصل تَنَادَوْا تھا قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے لام کلمہ میں جو واو بعد ضمیر ہو وہ بعد کسرہ ہو کر یاہ سے بدل جاتا ہے اور ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے لہذا تَنَادَى ہو جائے گا، جیسے فعلی و تعالیٰ۔



فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ اَنْ لَا يَدْخُلْنَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ . فَا مَا ظَهَرَ اَنْطَلَقُوا فعل، ضمیر فاعل ذو الحال وہم يتخافتون جملہ اسمیہ حال، اَنْ مصدریہ یا تفسیریہ حسب سابق لَا يَدْخُلْنَ فعل نئی ہا ضمیر مفعول بہ (مفعول بہ توسعاً کہہ دیا گیا) الْيَوْمَ فعل مذکور کا ظرف، عَلَيْكُمْ متعلق مسکین فاعل، جملہ فعلیہ منفیہ بتاویل مصدر مجرور ای بان لَا يَدْخُلْنَهَا الخ جار مجرور متعلق يَتَخَفَتُونَ کے، الغرض اَنْطَلَقُوا جملہ فعلیہ معطوف ہے ما قبل تنادوا پر۔

وَعَدُوا عَلَى حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا اِنَّا لَصَالُونَ ﴿۲۶﴾

اور اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے • پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم راستہ بھول گئے۔

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ لَوْ لَا تَسْبَحُونَ ﴿۲۸﴾

بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی • ان میں جو اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں میں نے تم کو کہا نہ تھا اب تسبیح کیوں نہیں کرتے •

قَالُوا سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ يَتَلَوْمُونَ ﴿۳۰﴾

سب کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بیشک ہم قصور دار ہیں • پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے •

قَالُوا يٰوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبِّنَا اَنْ يُبَدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰى

کہنے لگے کہ بیشک ہم حد سے نکلنے والے تھے • شاید ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلہ میں دیدے۔ ہم اپنے

رَبِّنَا رَاغِبُونَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۗ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۗ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾

رب کی طرف رجوع کرتے ہیں • اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے، اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھ کر ہے کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے •

### تشریح

ما قبل آیات سے باغ والوں کا قصہ چلا آ رہا ہے چنانچہ بقیہ قصہ ملاحظہ فرمائیں، وعدوا علی حرد قادرین: اور وہ لوگ صبح سویرے باغ کی طرف چلے گئے حال یہ کہ بزعم خود اپنے آپ کو کسی فقیر کو نہ دینے پر قادر سمجھ رہے تھے، یعنی اپنے کو اس بات پر قادر سمجھ رہے تھے کہ ہم سب پھل گھر لے آئیں گے، اور کسی فقیر وغیرہ کو کچھ نہ دیں گے، فلما راوها قالوا انا لصالون: پھر جب وہ لوگ وہاں پہنچے اور اس باغ کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم راستہ بھول گئے۔ اور کسی دوسری جگہ بھٹک کر آ گئے کیونکہ یہاں تو باغ واغ کچھ نہیں ہے اور زمین درختوں سے بالکل خالی ہے، مگر جب قریبی مقامات اور نشانات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ جگہ تو یہی ہے، اور باغ جل کر خاک ہو گیا ہے، تو کہنے لگے بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ: ہم راستہ نہیں بھولے بلکہ ہم اس نعمت سے محروم کر دئے گئے، اور یہی قسمت پھوٹ گئی۔ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ: ان میں سے درمیانہ بھائی یعنی ان میں سے جو کسی قدر اچھا اور معتدل مزاج تھا بولا کہ کیا میں نے تم کو کہا نہیں تھا (یعنی اس نے مشورہ کے وقت متنبہ کیا ہوگا کہ معصیت سے دور رہو یعنی اپنی نیت مت کرو بلکہ یہ یقین رکھو کہ مساکین کو دینے سے برکت ہوتی ہے، مگر جب اس کی بات پر کسی نے کان نہ دھرا تو بیچارہ

چہ رہا! اور انہیں کا شریک حال ہو گیا، اب یہ جا ہی دیکھ کر اس نے وہ پہلی بات یاد دلائی۔ (قَوْلًا تَسْتَبْخِرُونَ: اس درمیانی بھائی نے کہا کہ اپنی بد اعمالی کی سزا تو بھگت لی، اب تسبیح کیوں نہیں کرتے، تاکہ گناہ معاف ہو اور مزید وبال نہ آئے۔ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ: وہ سب لوگ توبہ کے طور پر کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے، بے شک ہم قصور وار ہیں۔ فَاَقْبَل بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ يَتَلَواُ وَمُؤْمِنًا: پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے جیسا کہ کام بگڑنے کے وقت اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے، کہ ہر شخص دوسرے کو یہ کہتا ہے کہ تو نے ہی اولاً ایسی غلطی کی جس کے نتیجہ میں یہ عذاب آیا۔ حالانکہ یہ جرم ان میں سے کسی کا تھا نہ تھا، بلکہ سب یا اکثر اس میں شریک تھے۔

قَالُوا يٰوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ: پھر سب متفق ہو کر کہنے لگے کہ بے شک ہم سب ہی حد سے نکلنے والے تھے (عدامت کے ساتھ یہ اعتراف ان کی توبہ کے قائم مقام تھا) عَسٰی رَبِّنَا..... الخ شاید توبہ کی برکت سے ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلے میں دیدے، اب ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں یعنی توبہ کرتے ہیں (بیان القرآن میں لکھا ہے کہ بدلہ میں ملنا عام ہے خواہ دنیا میں نعم البدل مل جائے یا آخرت میں، اور ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مؤمن تھے اور گناہ کے مرتکب ہو گئے تھے، اور یہ بات کہیں سند کے ساتھ نظر سے نہیں گذری کہ اس سے اچھا باغ ان کو عطا کیا گیا، واللہ اعلم) كَذٰلِكَ الْعَذَابُ الْخِ عَامٌ ضَابِطٌ اَرشاد فرمایا کہ حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے، اور آخرت کا عذاب اس عذاب دنیوی سے بڑھ کر ہے، کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ اس بات کو جان لیتے، تاکہ ایمان لے آتے اور ہمارے حکم کی مخالفت نہ کرتے (اے اہل مکہ تم بھی ایسے ہی عذاب کے مستحق ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کے، کیونکہ عذاب مذکور تو محض معصیت پر تھا اور تم تو کفر کرتے ہو) چنانچہ اہل مکہ پر قحط سالی کا عذاب نازل ہوا (روح المعانی) معارف القرآن اور تفسیر مظہری میں مکتوب ہے کہ ان پر ایسا قحط پڑا کہ جس میں وہ بھوک سے مرنے لگے، اور مردار جانور، اور درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْمَعَاصِيْ وَمِنْ كُلِّ بَلَاءٍ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

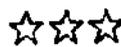
**ضمائم کے مراجع** قَوْلُهُ فَلَمَّا رَاوَهَا اٰی الْجَنَّةِ مُخْتَرَقَةً، قَوْلُهُ خَيْرٌ اَمْنَهَا اٰی مِنْ تَلِكِ الْجَنَّةِ التّٰی اُخْرِقَتْ، قَوْلُهُ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ اٰی كَمَا فَعَلْنَا بِاَهْلِ مَكَّةَ وَاَصْحَابِ الْجَنَّةِ.

۱۔ قَوْلُهُ اَوْسَطُهُمْ: ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے کہ اس کو اوسط اس کی اعتدال اور میانہ روی کے باعث کہا گیا ہے۔ اور یہ درمیانہ درجہ کا پایاں وجہ قرار پایا کہ یہ نہ تو ان بھائیوں کی طرح بخیل تھا کہ مسکینوں پر صدقہ نہ کرنا چاہتا ہو۔ اور نہ ہی اس میں اس قدر ہمت تھی کہ اپنے بھائیوں کی غلط روش کا مقابلہ کرتا۔ اس لئے یہ درمیانہ درجہ ہوا۔ (معارف القرآن اور کسی) اور چونکہ یہ بھائی اپنے دوسرے بھائیوں کی غلط رائے پر عمل کے لئے تیار ہو گیا اس لئے حشر اس کا بھی انہیں جیسا ہوا۔ حضرت تھانوی نے اس کا ترجمہ کیا ہے کسی قدر اچھا آدمی، اور یہ فرمایا کہ چونکہ یہ بھائی اگرچہ بخیل نہ تھا مگر عملاً بھائیوں کے ساتھ ہی شریک رہا اس لئے میں نے لفظ "کسی قدر" بڑھا دیا، اور شیخ الہند نے اس کا ترجمہ کیا ہے، بچلا یعنی نچلا، یعنی باعتبار عمر کے درمیان۔ لغات القرآن میں لکھا ہے کہ اوسط سے مراد ہے وہ شخص جو افراط و تفریط کے درمیان ہوا ایسی صورت میں اوسط کا لفظ صریح کے لئے آتا ہے۔

**لغات** **عَدُوا**: ماضی جمع مذکر غائب، غدا (ن) **عَدُوا**: صبح سویرے چلنا، **خَرَد**: تیزی اور غصہ کے ساتھ روکنا، مصدر از باب **ضَرَبَ**، **خَرَدَ** (ض) **خَرَدًا**: روکنا، منع کرنا۔ (بعض مفسرین نے خرد کے معنی سعی و کوشش کئے ہیں) **قَادِرِينَ**: اسم فاعل جمع مذکر، طاقت رکھنے والے، قابو پانے والے، **قَدَرَ** (ض) **قَدَارَةً** و **قُدْرَةً**: طاقت رکھنا، قابو یافتہ ہونا، قادر ہونا۔ **مَحْرُومُونَ**: اسم مفعول جمع مذکر، محروم رکھے گئے، روکے گئے (اسی کو مفسرین نے قسمت پھوٹنے سے تعبیر کیا ہے، لغات القرآن میں لکھا ہے بد نصیبی کی وجہ سے حصول رزق سے روکے گئے)۔ **حَرَمَ** (ض) **حَرَمًا**: محروم رکھنا، روکنا۔ **أَوْسَطَ**: صفت مشبہ، درمیانی، معتدل، (لغات القرآن) **وَسَطَ الشَّيْءُ يَسِطُ** (ض) **وَسَطًا** و **بِسْطَةً**: کسی چیز کے بیچ میں ہونا۔ (اوسط کی جمع **أَوْاسِطُ**)۔ **لَوْلَا**: حرف تفضیض، اور اس کے بعد ایک جملہ کافی ہوتا ہے۔ (مزید تفصیل در حاشیہ) **تَسْبِخُونَ**: مضارع جمع مذکر حاضر (تفعیل) **تَسْبِخَ تَسْبِيحًا**: تسبیح یعنی پاکی بیان کرنا۔ (مادہ **سَبَخَ**، **سَبَخَ** (ض) **سَبَخًا** تیرنا) **تَسْبِخَانِ**: تسبیح کا اسم مصدر، بمعنی پاک ہے، مقدس ہے (سبحان کی مفرد کی طرف اضافت لازم ہے خواہ وہ مفرد اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر۔ **ظَالِمِينَ**: اسم فاعل جمع مذکر، قصور وار، **ظَلَمَ**: (ض) **ظَلَمًا**: ظلم کرنا، نا انصافی کرنا، **أَقْبَلَ**: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) متوجہ ہونا۔ (مادہ **قَبَلَ**، **قَبِلَ**: (س) **قَبُولًا** خوش دلی سے لینا) **بَعْضُ**: کل کا بالتقابل، کچھ (کبھی ایک کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جمع **أَبْغَاضُ**، مصباح)۔ **يَتَلَاوَمُونَ**: مضارع جمع مذکر غائب، (تفاعل، تلاوَمٌ ایک دوسرے کو ملامت کرنا، باہم الزام لگانا۔ مادہ **لَوَمَ** (ن) ملامت کرنا) **وَيَلَّ**: کلمہ افسوس یعنی ہائے ہماری موت، ہائے ہماری خرابی۔ **طَاغِينَ**: اسم فاعل جمع مذکر، حد سے نکلنے والے، **طَغَى**: (ف) **طَغْيًا** و **طُغْيَانًا**: حد سے بڑھ جانا۔ **عَسَى**: فعل مقارب، امید کے لئے آتا ہے (فاعل کے لئے خبر کے ثابت ہونے کی امید کے لئے آتا ہے) **يُبَدِّلُ**: مضارع واحد مذکر غائب (افعال) **أَبَدَلَ** **إِبْدَالًا**: بدل دینا۔ (مادہ **بَدَّلَ** (ن) بدلنا، بدلہ میں لینا) **خَيْرًا**: اسم تفضیل، **أَخِيْرًا** کا مخفف، زیادہ بہتر، زیادہ اچھا، **خَارًا**: (ض) **خَيْرًا** و **خِيَارَةً**: اچھا اور بھلا ہونا۔ **رَاغِبُونَ**: اسم فاعل جمع مذکر، مائل ہونے والے، **رَغِبَ** الیہ (س) **رَغْبًا** و **رَغْبَةً**، مائل ہونا۔

**ترکیب** **وَعَدُوا عَلَى حَرَدٍ قَادِرِينَ**..... واو حرف عطف **عَدُوا** فعل تام بفاعل، علی حرد متعلق مقدم قادرین کے اور وہ حال از ضمیر **عَدُوا**۔ جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل آیت میں **انطلقوا** پر (علی حرد بوجہ رعایت فواصل اور بغرض حصر مقدم ہے) **فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُونَ**..... فا عاطفہ **لَمَّا** شرطیہ **رَأَوْهَا** جملہ شرطیہ **قَالُوا** **إِنَّا لَضَالُونَ** جملہ جزائیہ شرط و جزا ماقبل پر معطوف، **بَلْ** نحن **مَحْرُومُونَ**..... بل حرف اضراب (بل کی مکمل ۱۔ لولا کے تین استعمال ہیں (۱) جو اوپر مذکور ہوا۔ (۲) دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، پہلا اسمیہ دوسرا فعلیہ اور اول کے وجود سے ثانی کا انکار ہوتا ہے جیسے لولا علی لہلک عمر (۳) توخ و تدمیم کے لئے۔ ۲۔ یا ہر **عَدُوا** فعل ناقص اور قادرین خبر۔ ۳۔ **لَمَّا** بمعنی جنین مضاف بھی ہو سکتا ہے، مابعد مضاف الیہ بحر طرف **قَالُوا** کا۔

بحث پارہ عم میں) نحن محرومون جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ فی چیز القول قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ لَوْلَا نَسَبُخُونَ..... قَالَ فعل اوسطہم مرکب اضافی فاعل، ہمزہ حرف استفہام برائے تویح، لم اقل فعل بفاعل لکم متعلق، مفعول بہ محذوف ہے ای اَبْتَعِدُوا عَنِ الْمَعْصِيَةِ يَهْ پورا جملہ مقولہ قال کا، لولا حرف تخبیض نَسَبُخُونَ یہ جملہ قال اوسطہم کے تحت واقع ہے (استئناف فی چیز القول الاول، (اعراب القرآن و صرف و بیان) یہ ترکیب، تشریح کے مطابق ہے۔ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ..... قَالُوا فعل بفاعل، سبحان ربنا مرکب اضافی مفعول مطلق نُسَبِّحُ فعل محذوف کا اور وہ مقولہ اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ محل نصب میں مقولہ قَالُوا كَا، الغرض قَالُوا الخ جملہ متانفہ۔ فَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ..... فَاعطفه اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ فعل بفاعل عَلٰى بَعْضٍ متعلق اَقْبَلَ کے محل منصوب بمنزلہ مفعول بہ، يتلاومون جملہ فعلیہ حال فاعل و مفعول دونوں سے، الغرض جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، یا جملہ متانفہ۔ قَالُوا يَا وَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ..... قَالُوا فعل بفاعل، یا حرف نداء و تحشر و یلنا مرکب اضافی منادی تحشر بحرف نداء مع منادی جملہ معترضہ دعائیہ (اعراب القرآن و صرف و بیان) اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ جملہ اسمیہ مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ بیانیہ۔ عَسَى رَبُّنَا اَنْ يُبَدِّلَنَا خَيْرًا مِنْهَا اِنَّا اِلَى رَبِّنَا رٰغِبُونَ..... عَسَى فعل رجاء ربنا اس کا اسم ان ناصبہ يُبَدِّلُ فعل بفاعل نَا ضمیر مفعول بہ اول، خیرا منها مفعول بہ ثانی (منها متعلق خیراً کے) ان یبدل الخ بتاویل مصدر عسی کی خبر، عسی فعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ متانفہ فی چیز القول، یعنی قول مذکور کے تحت واقع ہے۔ اِنَّا اِلَى رَبِّنَا رٰغِبُونَ..... جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ (الی ربنا متعلق مقدم رٰغِبُونَ اسم فاعل کے) كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وِلْعَذَابِ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ..... كَذٰلِكَ ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم، العذاب مبتدأ مؤخر، جملہ اسمیہ معطوف علیہ واو عاطفہ لام ابتدائیہ عَذَابِ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ مبتدأ و خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، معطوف علیہ مع معطوف جملہ متانفہ۔ لو كانوا يعلمون: لو حرف شرط كانوا يعلمون شرط، اور جزا محذوف ہے، اَيُّ مَا خَالَفُوا اَمْرًا نَا.



إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿۳۷﴾ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿۳۸﴾

بیٹھ پر ہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں • کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی برابر کر دیں گے •

مَا لَكُمْ أَن تَقُولُوا كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۳۹﴾ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿۴۰﴾ إِنَّ لَكُمْ

تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو • کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو • کہ اس میں تمہارے لئے

فِيهِ لَمَّا تَخَيَّرُونَا ﴿۴۱﴾ أَمْ لَكُمْ آيْمَانٌ عَلَيْنَا بِاللَّغَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ

وہ چیز ہو جس کو تم پسند کرتے ہو • کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں کہ

لَكُمْ لَمَّا تَحْكُمُونَ ﴿۴۲﴾ سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ ﴿۴۳﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ

تم کو وہ چیزیں ملیں گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو • ان سے پوچھئے ان میں اس کا کون ذمہ دار ہے • کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک ہیں

فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿۴۴﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ

سوا کو چاہئے کہ یہ اپنے ان شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں • جس دن کہ ساق کی جھلی فرمائی جاوے گی، اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جاوے گا

إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۴۵﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ

سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے • ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھائی ہوگی •

وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿۴۶﴾

اور یہ لوگ سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے، اور وہ صحیح سالم تھے •

**تشریح** ان آیات میں اول متقیوں کی جزا کا ذکر ہے، اور اس کے بعد مشرکین مکہ کے ایک باطل دعوے کا رد ہے،

وہ یہ کہ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی اور ہمیں دوبارہ زند ہونا پڑ بھی گیا تو ہمیں وہاں بھی عیش

و آرام اور نعمتیں ملیں گی، جیسا کہ دنیا میں ملی ہوئی ہیں (مندرجہ ذیل آیات میں ان کے دعوے کو رد کیا گیا ہے، اور ان کی

توہیح کے لئے چند آیتیں استفہام کے ساتھ لائی گئی ہیں) تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ

بے شک پر ہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں (اور کفار چونکہ تقوی سے خالی ہیں تو ان کو

جنت کیسے مل جائے گی؟)

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ: کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے؟ یعنی اگر

کافروں کو بھی بقول ان کے آخرت میں نجات اور عیش و آرام مل جائے تو فرماں برداروں اور نافرمانوں میں کیا فرق رہ

جائے گا۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ: تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو (یعنی یہ سمجھتے ہو کہ لِأَن رُجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ

لِي عِنْدَهُ لِلْحُسْنَى) أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَّا تَخَيَّرُونَا: کیا تمہارے پاس کوئی (آسانی)

کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو کہ اس میں تمہارے لئے وہ چیز لکھی ہو جو تم پسند کرتے ہو، یعنی اس میں یہ لکھا ہو کہ تم کو آخرت میں حسنی یعنی نعمت ملے گی۔ اَمْ لَكُمْ اِيْمَانٌ عَلَيْنَا بِاللِّغَةِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ: کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہارے لئے کھائی گئی ہوں، اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں، جن کا مضمون یہ ہو کہ تم کو وہ چیز ملے گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو یعنی ثواب اور جنت۔

مَنْ لَّهُمْ اِيْمَانٌ بِذَلِكَ زَعِيْمٌ: ان سے پوچھئے کہ ان میں سے اس کا کون ذمہ دار ہے، یعنی کون ہے جو اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی ذمہ داری لے کہ ان کو قیامت کے دن عیش و آرام ملے گا۔

اَمْ لَّهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَاْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ اِنْ كَانُوْا صَادِقِيْنَ: کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک (خدائی شریک) ہیں، کہ انہوں نے ان کو ثواب اور عیش و آرام دینے کا ذمہ لیا ہے، سو ان کو چاہئے کہ یہ اپنے شریکوں کو پیش کریں، اگر یہ سچے ہیں، (ظاہر ہے کہ یہ معبود اور جھوٹے دیوتا عابدوں سے زیادہ عاجز اور بے بس ہیں، وہ تمہاری کیا مدد کریں گے، خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے)

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ: ان آیات میں قیامت کے دن کفار کی رسوائی کا ذکر ہے، فرمایا کہ وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جائے گی، اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جائے گا، ساق کا قصہ حدیث شریفین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ میدان قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا، ساق پندلی کو کہتے ہیں اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حق تعالیٰ کی کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مناسبت سے ساق فرمایا جیسا کہ قرآن میں اللہ کے لئے یہ (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کے الفاظ آئے ہیں، اور ایسے مفہومات تشابہات کہلاتے ہیں (جن کی حقیقی مراد اللہ ہی جانتے ہیں کما فی قوله تعالیٰ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ) اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مؤمنین و مؤمنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص دنیا میں ریا اور دکھاوے کا سجدہ کرتا تھا اس کی کمر تختہ کی طرح سخت ہو جائے گی اور وہ سجدہ نہ کر سکے گا۔

**سوال** سجدہ کی طرف بلائے جانے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب وہ دار الحکلیف اور دار الاعمال نہیں ہے تو پھر سجدہ کا حکم کیوں ہوگا؟

**جواب** یہ ہے کہ بلائے جانے سے مراد امر بالسجود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس تجلی میں یہ اثر ہوگا کہ سب لوگ اضطراب سجدہ کرنا چاہیں گے، جن میں مؤمنین سجدہ کرنے پر قادر ہو جائیں گے، اور اہل ریا و نفاق قادر نہ ہوں گے، کفار بھی سجدہ کرنا چاہیں گے سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرَهَّقُھُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ: ان کی آنکھیں مارے شرمندگی کے جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوگی، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا میں سجدہ کی طرف بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کف ساق شدت امر سے کنایہ ہے۔

بلائے جایا کرتے تھے (اس طرح کہ ایمان لاکر عبادت کیا کریں) اور وہ صحیح سالم تھے، یعنی اچھے خاصے تندرست تھے، اور عبادت و سجدہ کرنے پر قادر تھے۔ لہذا دنیا میں حکم نہ بجالانے کی بناء پر آج ان کو اس ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

**ضمائر کے مراجع** قولہ اِنَّ لَكُمْ فِيهِ اٰیٰی فِیْ ذٰلِكَ الْكِتٰبِ، قولہ اِیْہِم بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ اٰی بِذٰلِكَ الْحٰكِمِ، قولہ وِیَدْعُوْنَ اِلٰی السُّجُوْدِ اٰی الْمُؤْمِنُوْنَ، الْاِبْرَارُ وَ الْفَجَارُ۔ قولہ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اٰی الْعِصَاةُ مِنْہُمْ۔ یعنی الضمیر راجع الی بعض المدعوین اِلٰی السُّجُوْدِ دُونَ الْكُلِّ۔

**لغات** مُتَّقِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، پرہیزگار لوگ، یعنی جو اللہ سے ڈرے اور اس کی اطاعت کرے، (استعمال) اتقى الشئ اتقاءً: بچنا، ڈرنا (مادہ وَفِی (ض) بچانا) النعیم: اسم، عیش و آرام، نِعْمَ الرَّجُلُ (س) نَعْمًا وَ نِعْمَةً وَ نَعِیْمًا: خوش حال ہونا۔ تَحْكُمُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، حَكَمَ (ن) حُكْمًا: فیصلہ کرنا، تَدْرُسُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، دَرَسَ الْكِتَابَ (ن) دَرَسًا: پڑھنا، تَخَيَّرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، تَفَعَّلَ دَرَّاصِلٌ تَتَخَيَّرُونَ تَخَيَّرًا، ایک تاء کو حذف کر دیا گیا، پسند کرنا، اختیار کرنا (مادہ نَحِيْرٌ (ض) اِحْجَاهُ) اِيْمَانٌ: قسمیں، بیمن کی جمع۔ بِالْفَغَةِ: اسم فاعل واحد مؤنث، پہنچنے والی، بَلَغَ (ن) بُلُوْغًا: پہنچنا۔ الْقِيَامَةُ: مصدر (تارائے مرۃ) ایک بار کھڑا ہونا، (قیامت کے دن سب لوگ یکبارگی اٹھ کھڑے ہوں گے) قَامَ (ن) قَوْمًا وَ قِيَامًا وَ قَوْمَةً: کھڑا ہونا۔ سَلَّ: امر واحد مذکر حاضر، سَأَلَ (ف) سَوَالًا وَ مَسْأَلَةً: پوچھنا (۲) مَأْتَلًا۔ (در اصل اسئل ہے، عین کلمہ یعنی ہمزہ کو تخفیفاً جوازاً حذف کر دیا گیا، پھر حذف ہمزہ نے حذف ہمزۃ الوصل کا بھی تقاضا کیا لہذا اب اس کو بھی حذف کر دیا گیا، نیز ہمزہ کا باقی رکھنا اور ہمزۃ الوصل کا واپس لانا بھی جائز ہے، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) زَعِیْمٌ: ذمہ دار، صیغہ صفت، جمع زُعَمَاءُ، زَعَمَ (ن، ف) زَعَمًا وَ زَعَامَةً: ضامن ہونا، ذمہ داری لینا، شَرَكَاءُ: شریک، ساجھی، شَرِيكٌ كِي جَمْع۔ فَلْيَاتُوا: امر غائب جمع مذکر، اتى (ض) اَتِيًا وَ اِتْيَانًا: آنا، جب اس کا صلہ با آئے تو معنی ہوں گے لانا۔ (لام امر مکسور ہوتا ہے مگر جب اس سے پہلے واو، فاء، ثم آئے تو وہ ساکن ہو جاتا ہے)۔ يَكْشِفُ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، كَشَفَ الشَّيْءَ عَنْهُ (ض) كَشَفًا كَهْلًا، ظاہر کرنا۔ سَأَقُ: پنڈلی، یعنی جو ٹخنہ اور گھٹنہ کے درمیان ہے، جمع سُوقٌ، سِبْقَانٌ. اَسْوَقُ السُّجُوْدِ: مصدر، سَجَدَ (ن) سُجُوْدًا: سجدہ کرنا، زمین پر پیشانی رکھنا۔ يَسْتَطِیْعُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (استعمال) اِسْتَطَاعَ اِسْتِطَاعَةً: طاقت رکھنا (مادہ طَوَّعَ (ن) فَرَمًا) بَرَدَارٌ هُوْنَا) خَاشِعَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، خَشَعَ (ف) خُشُوْعًا: پست اور ذلیل ہونا، جھکتا۔ اَبْصَارٌ: آنکھیں، بَصَرَ كِي جَمْع۔ تَرَهَّقُ: مضارع

۱۔ قولہ خَاشِعَةٌ اَبْصَارُهُمْ: دوسری آیت میں جو نگاہ کا اور پرالٹا آیا ہے وہ اس کے معارض نہیں کیونکہ بھی غلبہ حیرت سے ایسا ہوگا، اور بھی غلبہ ندامت سے ایسا ہوگا۔

۲۔ ماضی واحد ہے، دراصل مؤنثی تھا، واؤ کو تاء سے بدل کرنا کا تائیس اوقام کر دیا، قاعدہ یہ ہے کہ اگر باب استعمال کے فاعل میں واؤ یا ماصل ہو تو اس کو تاء سے بدل کرنا کا تائیس اوقام کر دیتے ہیں، تقویٰ کے درجات تدریس قرآن پارہ ۴م میں۔

۳۔ معین کے اصل معنی قوت و طاقت کے ہے، دایم باتھ کو معین اس لئے کہتے ہیں کہ وہ قوت و طاقت کا مظہر ہوتا ہے، برخلاف ہائیم ہاتھ کے کہ وہ نہتہ کر رہتا ہے۔ تم کو بھی معین اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے تم کھانے والا اپنے دماغی قوت پیدا کرتا ہے۔

واحد مؤنث غائب، وَهَقَّ (س) زَهَقًا: لاحق ہونا، چھا جانا۔ ذِلَّةٌ: مصدر، ذُلٌّ (ض) ذِلَّةٌ: ذلیل ہونا (بمعنی ذلت و رسوائی حاصل مصدر) مَسَالِمُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، صحیح سالم، سَلِمَ مِنَ الْآفَاتِ وَنَحْوِهَا (س) سَلَامًا وَسَلَامَةً: آفات سے محفوظ رہنا۔

**ترکیب** إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ: ..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل للمتقين متعلق كائنة کے ہو کر خبر مقدم عند ربہم مرکب اضافی اسی خبر کا ظرف، جنات النعیم اسم مؤخر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ (لا محل لها)۔ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ: ..... ہمزہ حرف استفہام انکاری فاعل عاطفہ، اور معطوف علیہ محذوف ہے یعنی أَنْجِيفُ فِي الْحَكْمِ لِنَجْعَلُ الْخ (کیا ہم حکم میں ظلم کریں گے) نجعل فعل بفاعل، المسلمین مفعول بہ اول، كالمجرمین جار مجرور متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ مقدر اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ: ..... ما اسم استفہام مبتدا لَكُمْ متعلق ثابت کے ہو کر خبر، مبتدا مع خبر تبدیل منہ، کیف اسم استفہام محل نصب میں حال از ضمیر تحکمون، اور تحکمون فعل بفاعل جملہ فعلیہ بدل، تبدیل منہ اپنے بدل سے مل کر جملہ متانفہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانیہ) أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ: ..... أَمْ مقطوعہ بمعنی بل والہمزۃ۔ لَكُمْ متعلق ثابت کے ہو کر خبر مقدم، کتاب موصوف فِيهِ متعلق مقدم تَدْرُسُونَ کے اور وہ صفت، موصوف مع صفت مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ، إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ: ..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل لَكُمْ ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم فِيهِ خبر کے متعلق، لام مزلقہ ما تخيرون اسم موصول مع صلہ اسم مؤخر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر ماقبل تدرسوں کا مفعول بہ (مفعول بہ میں أَنْ ہونا چاہئے مگر جب اس کے تحت لام مزلقہ آتا ہے تو پھر إِنَّ بکسر الہمزۃ آتا ہے) (دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل) أَمْ لَكُمْ آيْمَانٌ عَلَيْنَا بِاللَّعْنَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: ..... أَمْ مقطوعہ بمعنی بل والہمزۃ، لَكُمْ کائنة محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم، آيْمَانٌ موصوف علینا ثابتہ محذوف کا متعلق ہو کر صفت آيْمَانٌ کی، بِاللَّعْنَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ شبہ جملہ ہو کر صفت ثانیہ، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر بمنزلہ قسم، كَأَنَّهُ لَيْلٌ أَلْقَسْنَا لَكُمْ آيْمَانًا، إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ جواب قسم (لما کلام مزلقہ اور ما اسم موصول، اسم موصول مع صلہ اسم مؤخر) سَلُّهُمْ أَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ: ..... سَلُّ فعل امر بفاعل ہم مفعول بہ اول، أَيْهِمْ اسم استفہام مضاف الیہ ہو کر مبتدا، بِذَلِكَ متعلق مقدم زَعِيمٌ کے اور وہ خبر، مبتدا مع خبر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ (لا محل لها) أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ: اس کی ترکیب ام لکم کتاب کی طرح ہے۔ فَلْيَاتُوا بِشُرَكَائِهِمْ فافصیہ، اور شرط محذوف ہے أَنَّى إِنْ كَانَ لَهُمْ

۱۔ کیف تحکمون کو لکم کی ضمیر سے جملہ عالیہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔ (اعراب القرآن) نیز کیف تحکمون جملہ متانفہ بھی ہو سکتا ہے جب کہ مالکم پر وقف تام ہو (اعراب القرآن و صرفہ و بیانیہ)

۲۔ ای ہمزۃ الاستفہام المفیدۃ للتوہیح و التقریر۔

شُرَكَاءَ فَلْيَأْتُوا الخ. فَلْيَأْتُوا بشر کانہم جزاء (بشر کانہم متعلق فَلْيَأْتُوا کے) اِنْ كَانُوا صَادِقِينَ شرط، جزاء محذوف جس پر ما قبل جملہ دال ہے، ای لیلیاتوا بشر کانہم۔ یوم یُكشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُذْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ..... یوم مضاف، یُكشَفُ عن ساق جملہ فعلیہ معطوف علیہ (عن ساق نائب فاعل) واو حرف عطف یُذْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا حرف عطف لا یَسْتَطِيعُونَ جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ معقول بہ اذْکُرْ فَعْلَ مَحْذُوفٍ کا، اور وہ جملہ مستانفہ، خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ، یُذْعَوْنَ کی ضمیر سے حال اول، ترہفہم ذلّة حال ثانی وقد كانوا یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ وہم سالمون حال ثالث (وہم سالمون جملہ اسمیہ حال ہے اپنے سے متصل یُدْعَوْنَ کی ضمیر سے)

**العلیۃ:** قوله ان يجعل المسلمین كالمجرمین اس میں تشبیہ مقلوب ہے کیونکہ مشبہ بہ کو مشبہ اور مشبہ کو مشبہ بہ بتایا ہے اصل ان يجعل المجرمین كالمسلمین ہے، ای فی الاجر والمثوبة یتر المسلمین والمجرمین اور ضلّ والمُتَهْتِدِینَ میں صنعت طباق بھی ہے۔

فَلْذَرْنِي وَمَنْ يُكْذِبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ

تو مجھ کو اور جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان کو رہنے دیجئے ہم ان کو بتدریج لئے جارہے ہیں اس طور پر

لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ﴿۳۲﴾ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۳۳﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا

کہ ان کو خبر بھی نہیں • اور ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے • کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں

فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُونَ ﴿۳۵﴾

کہ وہ اس تاوان سے دبے جاتے ہیں • یا ان کے پاس غیب ہے کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں •

**تشریح:** ما قبل آیات سے کفار کا ذکر چلا آ رہا ہے چنانچہ مذکورہ آیات میں بھی انہیں کا ذکر ہے اور ان کے ایک خیال

کا رد کیا گیا ہے، اور وہ یہ کہ کفار کی طرف سے بار بار یہ مطالبہ پیش ہوا کرتا تھا کہ اگر ہم واقعی اللہ کے نزدیک مجرم ہیں تو

ہمیں فی الفور عذاب کیوں نہیں دے ڈالتا، کبھی کبھی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں بھی ان دل آزار

مطالبوں کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ ان لوگوں پر اسی وقت عذاب آ جائے مگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کو خود ہی جانتے

ہیں اور فوراً عذاب نہیں بھیجتے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی غفاری اور شان رحیمی سے مجرموں کو بھی سنبھلنے کا موقع دیتے ہیں، اس لئے

بندہ کو چاہئے کہ اگر غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

گر کافر و گمراہ و بت پرستی باز آ

کیس در گمہ مادر گمہ نومیدی نیست

صد بار اگر توبہ کھستی باز آ

لہذا فرمایا: فَلْذَرْنِي وَمَنْ يُكْذِبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ: جب کفار کے احوال ایسے ہیں تو آپ مجھ کو اور جو اس کلام

یعنی قرآن کو جھٹلاتے ہیں ان کو رہنے دیجئے (یعنی اس حال موجودہ پر چھوڑ دیجئے اور عذاب میں دیر ہونے سے رنج نہ کیجئے پھر دیکھیں کہ ہم کیا کرتے ہیں، یہاں ”چھوڑ دینا اور رہنے دینا“ بطور محاورہ کے ہے، مراد اس سے اللہ پر بھروسہ اور توکل کرنا ہے اور اس کے اندر ضمناً آپ کے لئے تسلی بھی ہے۔)

مَنْسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ: ہم ان کو بتدریج یعنی آہستہ آہستہ جہنم کی طرف لئے جا رہے ہیں، اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔

وَأَمَلِي لَهُمْ إِنْ كَيْدِي مَتِينٌ: اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں یعنی فوراً عذاب نہیں بھیجتا۔ بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ، أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُونَ. ان کے انکار نبوت پر تعجب ہے، کہ کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تنخواہ یا کمیشن وغیرہ) مانگتے ہیں کہ وہ اس تاوان سے دبے جا رہے ہیں اس لئے آپ کی اطاعت سے نفرت ہے، یا ان کے پاس غیب کا علم اور اللہ کی وحی آتی ہے؟ جسے وہ حفاظت کے لئے قرآن کی طرح لکھ لیتے ہیں، آخر کچھ تو سبب ہونا چاہئے جس کی وجہ سے وہ صاحبِ وحی کے اتباع سے مستغنی ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کے پاس دونوں باتیں نہیں پھر اس کے باوجود انکار نبوت عجیب بات ہے۔

**نائدہ** قولہ وَأَمَلِي لَهُمْ. اس سے یہ پتہ چلا کہ جو معصیت کا ارتکاب کرے اور اس پر وہ دنیا میں کسی معصیت میں مبتلا کر دیا جائے تو اس کے گناہوں کی بخشش کی امید ہے، اور جو معصیت کا ارتکاب کرے اور اس کے باوجود اپنے لئے مزید نعمتیں اور فتوحات دیکھے تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دے رہے ہیں اور پھر اس کی زبردست پکڑ کریں گے۔  
كَقَوْلِهِ تَعَالَى فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بِنَعْتِهِ فَاذَا هُمْ مُبْلِسُونَ.

**لغات** ذَرَّ: امر واحد مذکر حاضر، وَذَرَّ (س) وَذَرًا: چھوڑنا (اس سے صرف مضارع اور امر و نہی استعمال ہوتے ہیں، ماضی کے لئے تَرَكَ استعمال ہوتا ہے) الحدیث: بات، کلام، جمع احادیث، (یہاں مراد قرآن ہے) مَنْسْتَدْرِجٌ: مضارع جمع متکلم، ہم ان کو بتدریج یعنی آہستہ آہستہ (جہنم کی طرف) لئے جا رہے ہیں (استعمال، استدراج) حَيْثُ: جہاں، جس جگہ، ظرف مکان ہے یعنی برضہ۔ أَمَلِي: مضارع واحد متکلم۔ (افعال) أَمَلِي لَهُ إِمْلَاءٌ: مہلت دینا، ڈھیل دینا۔ (مادہ مَلِي)۔ كَيْدِي: تدبیر، داؤ، مصدر از باب ضرب، كَادَ (ض) كَيْدًا: تدبیر کرنا (بمعنی تدبیر، داؤ، حاصل مصدر ہے)۔ مَتِينٌ: مضبوط، صفت مشبہ، مَتَنٌ (ك) مَتَانَةٌ: قوی اور مضبوط ہونا، مَتِينٌ كِ

۱۔ مضارع تَذَرُّ سے در اصل تَوَذَّرُ تھا، قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ واؤ گر جاتا ہے جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان یا ایسے کلمے کے فتوح کے درمیان ہو جس کا مین یا لام کلمہ حرف طعی ہو جیسے نَعَيْدٌ، نَهَبٌ، وَاضِحٌ ہے کہ تَذَرُّ کو تَذَع کے درج میں اتار کر تغلیل کی گئی ہے۔

۲۔ حدیث محمد شین کی اصطلاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔

۳۔ مادہ ذَرَجَ: (ن) آہستہ چلنا۔

جمع مِثَانٌ. اَجْرًا: معاوضہ، بدلہ، جمع اُجُورٌ. مَقْرَمٌ: مصدر میسی (بمعنی تاوان حاصل مصدر ہے جمع مَقَارِمٌ، غَرَمَ الدینَ (س) غَرَمًا وَمَقْرَمًا: قرض ادا کرنا۔ مُثَقَلُونَ: اسم مفعول جمع مذکر (افعال) بوجہل کئے ہوئے یعنی جو بوجہ اور تاوان میں دبے جا رہے ہوں، (مادہ ثَقُلُ (ک) بھاری ہونا)

**ترکیب** فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبْ بِهِذَا الْحَدِيثِ..... فَافِصْرٌ اِی اِذَا كَالَتْ اِحْوَالُهُمْ كَذَلِكَ شَرْطًا، ذَرَّ فَعْلٌ اِمْرٌ بِفَاعِلٍ نُونٌ وَقَايَةُ ضَمِيرٍ مَعْطُوفٍ عَلَيْهِ مَنْ يُكَذِّبُ بِهِذَا الْحَدِيثِ اِسْمٌ مَوْصُولٌ مَعَ صِلَةٍ مَعْطُوفٍ، مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ اِسْمٌ مَعْطُوفٌ سَعْلٌ كَرْمَعُولٌ بِهِ، پھر مکمل جملہ جزاء، مستند رَجْهَمُ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ..... سَمِنٌ بِرَأْسِ اسْتِقْبَالٍ، نَسْتَدْرِجُهُمْ فَعْلٌ بِفَاعِلٍ وَمَفْعُولٌ بِهِ، حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ، مَضَافٌ وَمَضَافٌ اِلَيْهِ هُوَ كَرْمَعُولٌ، جَارٌ مَجْرُورٌ مَتَعَلِّقٌ فَعْلٌ مَذْكُورٌ كَيْ، پھر جملہ فعلیہ مستانفہ مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ (هُمُ ضَمِيرٌ كَاِجْمَاعٍ لَانَا مَنْ كَيْ مَعْنَى كَيْ اِعْتِبَارًا سَعْلٌ هُوَ جَيْسَا كَيْ يُكَذِّبُ كُو وَاحِدًا لَانَا لَفْظٌ مَنْ كَيْ اِعْتِبَارًا سَعْلٌ هُوَ اَوْر لَفْظٌ مَنْ لَفْظًا مَفْرُودٌ) وَأَمْلِي لَهُمْ جَمْلَةٌ فَعْلِيَّةٌ مَعْطُوفٌ (عطف تفسیری) اِنْ كَيْدِي مَتَيْنِ جَمْلَةٌ اِسْمِيَّةٌ خَبْرِيَّةٌ (لا محل لها تعلیلیہ) اَمْ تَسْتَلْهُمُ اَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَقْرَمٍ مُثَقَلُونَ..... اِم مَطْلَعَةٌ بِمَعْنَى بَلِّ وَالْهَمْزَةُ تَسْتَلْهُمُ اَجْرًا جَمْلَةٌ فَعْلِيَّةٌ مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ (اَجْرًا مَفْعُولٌ بِثَانِي) لَا عَاطِفَةٌ سَمِيَّةٌ (مظہری) هُمْ مَبْتَدَأٌ مِنْ مَقْرَمٍ مَتَعَلِّقٌ مُثَقَلُونَ كَيْ اَوْرُوهُ خَبْرٌ، جَمْلَةٌ اِسْمِيَّةٌ خَبْرِيَّةٌ مَعْطُوفٌ، مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ مَعَ مَعْطُوفٍ جَمْلَةٌ مَسْتَانَفَةٌ۔ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُوبُونَ..... اِم مِثْلُ سَابِقٍ عِنْدَهُمْ خَبْرٌ مَقْدَمُ الْغَيْبِ مَبْتَدَأٌ مَوْخَرٌ، جَمْلَةٌ اِسْمِيَّةٌ مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ، هُمْ يَكْتُوبُونَ جَمْلَةٌ اِسْمِيَّةٌ مَعْطُوفٌ۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْهُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝۴۹

تو آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے اور محلی والے کی طرح نہ ہوئے جبکہ یونس نے دعا کی اور وہ عم سے گھٹ رہے تھے ●

لَوْ لَا اَنْ تَذَرَكَةَ نِعْمَةً مِّنْ رَبِّهِ لَئِنْبَدَّ بِالْقُرَآءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝۵۰

اگر خداوندی احسان ان کی دیکھیری نہ کرتا، تو وہ میدان میں بد حال کے ساتھ ڈالے جاتے ●

فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝۵۱ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ

پھر ان کے رب نے ان کو برگزیدہ کر لیا اور ان کو صالحین میں سے کر دیا ● اور یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں

بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝۵۲ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝۵۳

کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور عداوت سے آپ کو کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں ● حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے

واسطے نصیحت ہے ●

**تشریح** فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْهُوتِ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا مقصود ہے کہ

جب کفار کا مستحق عذاب ہونا ثابت ہو گیا، اور یہ معلوم ہو گیا کہ ہم کسی مصلحت سے ان کو مہلت دیئے جا رہے ہیں تو اگر آپ تنگی محسوس کریں تو آپ اپنے رب کی اس تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے، اور تنگدلی میں محلی والے پیغمبر یعنی یونس علیہ

السلام کی طرح نہ ہو جائے۔ یونس علیہ السلام کو علاقہ موصل کی ایک بستی یعنی عراق کے مشہور شہر نینوا کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا، یونس علیہ السلام نے سات سال تک تبلیغ کی اور ان کو دعوت تو حید دی، مگر قوم نے ایمان لانے کے بجائے سرکشی اختیار کی، بالآخر یونس علیہ السلام نے لوگوں کے حالات سے تنگ آ کر عذاب کی بددعا کر دی اور عذاب کے آثار بھی آگئے اور یونس علیہ السلام اس جائے عذاب سے دوسری جگہ منتقل بھی ہو گئے، مگر پھر قوم نے گریہ و زاری اور اخلاص کے ساتھ توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ نے ان کو معافی دے دی اور عذاب ہٹا لیا۔

دردِ دل سے جو کہ کرتا ہے دعا اُس کو سن لیتا ہے جلدی سے خدا

یونس علیہ السلام نے شرمندگی محسوس کی کہ اب میں لوگوں میں جھوٹا قرار پاؤں گا اسلئے یہ راہ اختیار کی کہ اب ان لوگوں میں واپس نہ جاؤں یونس علیہ السلام سے یہ اجتہادی غلطی ہوئی کہ وحی الہی کا انتظار کئے بغیر سفر کا ارادہ کر لیا، اس پر حق تعالیٰ نے ان کی تنبیہ کے لئے دریا کے سفر، پھر مچھلی کے نکل جانے کا معاملہ فرمایا، یعنی یونس علیہ السلام نے دوسری جگہ ہجرت کے ارادہ سے سفر اختیار کیا، اور راستہ میں ایک دریا پڑتا تھا، اسکو پار کرنے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہوئے، اتفاق سے وہ کشتی بھنور میں پھنس گئی اور غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا، ملاحوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق یہ کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے، اور جب تک اس کو کشتی سے نہیں نکالا جائے گا تو کشتی کو ڈوبنے سے بچانا مشکل ہے، چنانچہ انہوں نے یہ طے کیا کہ کشتی میں سوار لوگوں میں سے اس غلام کو دریا میں ڈال دیا جائے تو باقی لوگ بچ جائیں گے، چنانچہ اس کام کے لئے قرعہ اندازی کی گئی اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، مگر لوگوں نے ان کو بوجہ ان کی بزرگی کے دریا میں ڈالنے سے انکار کیا، پھر دوبارہ وہ بارہ قرعہ اندازی کی گئی تو پھر انہیں کا نام نکلا، غرض یونس علیہ السلام دریا میں کود گئے، اور بحکم خداوندی ان کو ایک مچھلی نے نگل لیا، (مچھلی کو حکم ہوا کہ یونس علیہ السلام کے جسم کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے، صرف نگل لینے کی اجازت ہے، غذا بنانے کی نہیں) پھر آخر کار یونس علیہ السلام نے ظنِ مابہی میں توبہ و استغفار کیا اور دعا کی لا اِلهَ اِلاَّ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی، اور دوبارہ ان پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیئے) (علامہ جلال الدین سیوطی کے قول کے مطابق یونس علیہ السلام نے ظنِ مابہی میں ایک دن رہا، یا تین دن، یا سات دن، یا بیس دن، یا چالیس دن) اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ۔ قرآن میں یونس علیہ السلام کا قصہ تھوڑا تھوڑا کئی جگہ آیا ہے، فرماتے ہیں کہ وہ وقت بھی یاد کیجئے جب کہ یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی، اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے۔

لَوْلَا اَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ۔ ابھی اوپر معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام

۱۔ قولہ ولا یکن کما صاحب الحوت، یونس علیہ السلام کو صاحب حوت اسی مناسبت سے کہا گیا ہے کہ وہ کچھ عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے، دوسری آیت میں ان کا ذوالنون اور کی جگہ نام کے ساتھ بھی ذکر کیا گیا ہے، اور مختلف سورتوں میں ان کا ذکر ہے، مثلاً سورہ یونس، سورہ انبیاء، سورہ صافات وغیرہ میں۔  
۲۔ یونس علیہ السلام کا غم کئی غموں کا مجموعہ تھا، ایک تو قوم کے ایمان نہ لانے کا، ایک عذاب کے نکل جانے کا، ایک حق تعالیٰ کی بغیر صریح اجازت کے وہاں سے چلے جانے کا، ایک مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہونے کا۔

نے شکم ماہی میں دعا کی لا الہ الا انت الخ تو اس پر اللہ کا فضل ہوا اور ان کی توبہ قبول ہوئی اور ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی، اس کی نسبت ارشاد ہے کہ اگر خداوندی احسان ان کی دیکھیری نہ کرتا یعنی ان کی توبہ قبول نہ ہوتی تو جس میدان میں وہ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈالے گئے تھے، اس میدان میں وہ بد حالی کے ساتھ ڈالے جاتے، (بد حالی سے مراد یہ ہے کہ ان کی اجتہادی غلطی پر منجانب اللہ ان کو ملامت ہوتی) مطلب یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں (۱) ایک تو یونس علیہ السلام کا توبہ و استغفار کرنا (۲) دوسرے اللہ تعالیٰ کا ان کی توبہ کو قبول کرنا، تو اگر یونس علیہ السلام توبہ و استغفار نہ کرتے تب تو شکم ماہی سے نجات ہی نہ ہوتی، اور اگر توبہ و استغفار کرتے مگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرتا اور اس کی جانب سے فضل و کرم نہ ہوتا تو اس توبہ و استغفار کی اتنی دنیوی برکت تو ہوتی کہ شکم ماہی سے نجات ہو جاتی مگر میدان میں جس طرح اب ڈالے گئے اسی طرح ڈالے جاتے لیکن اُس وقت وہ ڈالا جانا مذموم ہوتا، اور اب کا ڈالا جانا مذموم ہونے کی حالت میں نہیں ہوا، کیونکہ قبول توبہ کے بعد خطا پر ملامت نہیں ہوا کرتی۔

فَاجْتَبِهٖ رَبُّهٖ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِيْنَ . پھر ان کے رب نے ان کو یعنی یونس علیہ السلام کو اور زیادہ برگزیدہ کر لیا اور ان کو (زیادہ رتبہ کے) صالحین میں سے کر دیا، بس خلاصہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نزول عذاب کے بارے میں جلدی نہ کریں بلکہ اللہ پر توکل کریں کہ انجام بہتر ہی ہوگا۔

وَ اِنَّ يَكْفٰدُ الدِّيْنِ كَفَرُوْا لِيُزْلِقُوْكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوْا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَّمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ . کفار کے اس طعنہ کا کہ آپ مجنون ہیں سورت کے شروع میں جواب دیا گیا تھا اب سورت کے ختم پر اس کا دوسرے انداز میں جواب دیا گیا ہے، یعنی یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو شدت عداوت سے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے، یہ ایک محاورہ ہے جیسے بولتے ہیں کہ فلاں شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے کھا جائے گا، یعنی شدت عداوت سے یہ کفار آپ کو بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں، حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے۔ (ظاہر ہے کہ مجنون کا کلام ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کی اصلاح عام ہو اور تمام جہان والے اس سے نصیحت حاصل کریں) بلکہ وہی سب سے بڑا پاگل اور دیوانہ ہے جو ایسا کہتا ہے

**لغات** اِصْبَرُ: امر واحد مذکر حاضر۔ صَبَرَ (ض) صَبْرًا: صبر کرنا، یعنی ہمت سے کام لینا اور نہ گھبراتا۔ لَا تَكُنْ: نہی واحد مذکر حاضر، نہ ہو۔ كَانْ (ن) كَانًا و كَانُوْنَ: ہونا۔ الْحَوْتُ: مچھلی، جمع حَيْتَانٌ. نَادَى: ماضی واحد مذکر

۱۔ بعض مفسرین نے ان آیات کا ایک خاص واقعہ نقل کیا ہے کہ مکہ میں ایک آدمی نظر لگانے میں بڑا مشہور تھا، جانوروں کو نظر لگادیتا تو وہ فوراً مر جاتے، کفار کہہ کر وہ سوچتی کہ اس شخص سے رسول اللہ ﷺ کو نظر لگوائیں، الغرض اس نے نظر بد لگانے کی پوری کوشش کر لی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

**فائدہ** حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ نظر بد حق ہے، یعنی نظر لگ سکتی ہے اور اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔  
**فائدہ** حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ جس شخص کو نظر بد لگ جائے اس پر یہ آیات پڑھ کر دم کر دینا اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے، یعنی وان

يَكْفٰدُ الدِّيْنِ سے آخر سورت تک۔ (مظہری)  
۲۔ صبر کے اصطلاحی معنی ہیں نفس کو اس چیز پر جمانا جس کو وہ ناپسندیدہ سمجھے۔ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) صبر علی الصائب (۲) صبر من العاصی (۳) صبر علی اللامات۔

غائب، نادى مناداة و بدهاء: پکارنا۔ (یعنی دعا کی) مَكْظُومٌ: اسم مفعول واحد مذکر، غم کی وجہ سے دم گھٹا ہوا، یعنی غصہ میں بھرا ہوا۔ كُظِمَ عِيظُهُ (ض) كُظِمًا: غصہ نکل جانا۔ تَدَارَكَ: ماضی واحد مذکر غائب۔ (تفاعل، تدارك: پانا، پہنچنا، سنبھالنا) یا پھر مضارع واحد مؤنث غائب، ایک تاء حذف ہو گئی۔ لُنْبَذَ: ڈال دئے جاتے، ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نَبَذَ (ض) نَبَذًا: ڈالنا، پھینکنا۔ العراء: چھیل میدان کہ جس میں گھاس نہ ہو، یعنی کھلا میدان، جمع أعراء۔ مذموم: اسم مفعول واحد مذکر، وہ شخص جسکی برائی بیان کی جائے، یعنی بد حال و الزام خوردہ، ذَمٌّ (ن) ذَمًّا، و مَذْمُومٌ: برائی بیان کرنا۔ اجتنبی: ماضی واحد مذکر غائب، (المتعال) اجتنبی اجنبیاء: پسند کرنا، چننا۔ الصالحین: اسم فاعل جمع مذکر، نیک بندے، صَلَحَ الرَّجُلُ (ك) صَلَاحًا: نیک ہونا، يُزْلِقُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، (افعال) أَزْلَقَ إِزْلَاقًا: پھسلانا، (ماہہ زَلِقَ)

**ترکیب** فَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ..... فَأَفِصِّرْ اور شرط مقدر ہے، أَيُّ إِنْ وَقَعَتْ لِي ضَيْقٌ۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)۔ أَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ: جملہ انشائیہ معطوف علیہ۔ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ: فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف، پھر جزاء۔ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ: إِذْ بمعنی وقت مضاف نادى جملہ فعلیہ مضاف الیہ۔ هُوَ مَكْظُومٌ: جملہ اسمیہ حال از ضمیر نادى، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر طرف ہے مضاف مقدر کا، ای کحال صاحب الحوت، یعنی لایکن حالک کحالہ وقت ندانہ الخ (روح المعانی، اعراب القرآن)۔ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَ نِعْمَةً مِنْ رَبِّهِ لُنْبَذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ..... لَوْلَا حرف افتتاح مضمّن معنی شرط۔ أَنْ تَدَارَكَ نِعْمَةً مِنْ رَبِّهِ: بتاویل مصدر مبتدا (مِنْ رَبِّهِ متعلق کائنۃ کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت فاعل تدارك کا) خبر محذوف و جواباً ای موجود۔ لُنْبَذَ بِالْعَرَاءِ الخ: جواب لَوْلَا، بالفاظ دیگر جواب شرط، (لام) واقع در جواب لَوْلَا۔ بالعراء: متعلق۔ هُوَ مَذْمُومٌ: جملہ اسمیہ حال از ضمیر نُبَذَ۔ فاجتنبه ربّه فجعله من الصالحین: معطوف و معطوف علیہ ماقبل جملہ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَ الخ پر معطوف، (من الصالحین متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی جَعَلَ کا)۔ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ..... وَإِنْ يَكَادُ فعل مقارب، الذین کفروا اسم موصول مع صلا اس کا اسم، لام فارقہ (یعنی إِنْ يَكَادُ و إِنْ نَافِيَةٍ میں فرق کرنے والا) يُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ: جملہ فعلیہ خبر، فعل مقارب مع اسم و خبر جملہ مستانہ۔ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ: شرط، جزاء محذوف ای يُزْلِقُونَكَ۔ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ..... معطوف يُزْلِقُونَ پر۔ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ: حال از ضمیر يَقُولُونَ، (للعالمین متعلق ذکر کے یا متعلق کائن محذوف کے ہو کر ذکر کی صفت اور مانفہ ہو مبتدا الا اداة حصر ذکر للعالمین خبر)

۱۔ عراء: غری سے ماخوذ ہے بمعنی نکا ہونا۔ غری (س) غریۃ و غریبا من لہابہ: نکا ہونا۔

۲۔ زلق (ض) زلقا: پھسلانا۔ زلق (س) زلقا و زلق (ن) زلقا: القدم: قدم پھسلانا۔

۳۔ ضمیر شان اس کا اسم یا مہلہ رانخ قول کے مطابق۔

۴۔ گویا لہا طرفیہ مضاف مضاف الیہ ہو کر طرف ہے اپنے جواب کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ

الْحَاقَّةُ ۱ مَا الْحَاقَّةُ ۲ وَمَا اَدْرٰكُ مَا الْحَاقَّةُ ۳ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۴

وہونے والی چیز • کیسی کچھ ہے، ہونے والی چیز • اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے، ہونے والی چیز • ثمود و عاد نے اس کفر کفرانے والی چیز کی کذب کی •

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۵ وَاَمَّا عَادُ فَاهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۶

سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے • اور عاد جو تھے سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے گئے •

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمِيْنَةَ اَيَّامٍ ۷ خُسُوْمًا فَتَرٰى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرَغِي ۸

جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا، سو تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھا

كَانَهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۹ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۱۰

کہ گویا وہ گری ہوئے پھولوں کے تنے ہیں • سو کیا تمہ کو ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے •

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكْتُ بِالْخٰطِئَةِ ۱۱ فَعَصَوْا رَسُوْلًا رَبِّهِمْ

اور فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے اور الٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے تصور کئے • سو انہوں نے اپنے رب کے رسول کا کہنا نہ مانا

فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۱۲ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۱۳ لِنَجْعَلَهَا

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت پکڑا • ہم نے جبکہ پانی کو طغیانی ہوئی تم کو گشتی میں سوار کیا • تاکہ ہم اس معاملہ کو

لَكُمْ تَذْكِرَةٌ وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۱۴

تمہارے لئے ایک یادگار بناویں اور یاد رکھنے والے کان اسکو یاد رکھیں •

**ربط** ماقبل سورت میں اثبات رسالت کے ساتھ کفار کی سزا کا بیان تھا، اس سورت کے اندر بھی کفار کی سزا اور مومنین

کی جزا اور قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر ہے، نیز نافرمان قوموں عاد و ثمود وغیرہ کی ہلاکت کا بھی ذکر ہے، اور اخیر

میں قرآن کی صداقت و حقانیت پر دلیل قائم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کو واضح فرما دیا ہے۔

**تشریح** اس سورت کی ابتداء میں قیامت کے ہولناک منظر کو بیان کر کے اہم سابقہ کی ہلاکت کو بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: الْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ ..... وہ ہونے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز، اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ

کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز، مقصود اس سے قیامت کی عظمت اور اسکے ہولناک ہونے کا بیان ہے، اور یہ استفہامات

برائے تہویل ہیں (یعنی خوف زدہ کرنے کے لئے) كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُودُ فَاهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ..... قوم ثمود قوم عاد نے اس کھڑکھڑانے والی چیز یعنی قیامت کو جھٹلایا (یعنی جو لوگوں کو گھبراہٹ اور آسمان کو انشقاق و انفطار اور زمین و پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر کے اور ستاروں کو بے نور کر کے کھڑکھڑائے گی) تو سنو، ان کا انجام کیا ہوا، بہر حال قوم ثمود تو وہ زور کی آواز سے ہلاک کر دی گئی، طاغیۃ طغیان سے مشتق ہے جس کے معنی حد سے نکل جانے کے ہیں، مراد ایسی سخت آواز ہے جو تمام دنیا کی آوازوں کی حد سے باہر ہے، مطلب یہ ہے کہ جب قوم ثمود کی نافرمانی حد سے بڑھی تو ان پر اوپر سے ایک سخت ہولناک آواز آئی جس سے ان کے دل پاش پاش ہو گئے، دوسری آیت میں ہے فَاَعَذْنَهُم الرَّجْفَةُ، پس آپکڑا ان کو زلزلہ نے، ممکن ہے اوپر سے ہولناک آواز اور نیچے سے زلزلہ آیا ہو)

وَأَمَّا عَادُ فَاهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ..... اور بہر حال قوم عاد تو وہ ایک ایسی ہوا کے ذریعہ ہلاک کر دی گئی جو صرصر یعنی بہت ٹھنڈی تھی اور عاتیہ یعنی حد سے نکل جانے والی یعنی بہت تیز و تند، ترجمہ شیخ الہند میں لکھا ہے کہ وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی کہ جو فرشتے ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جاتی تھی۔ سَخَّوْهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَفَمَانِيَةً أَيَّامٍ حُسُومًا الخ ایسی ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا۔ سوائے مخاطب (خطاب فرضی ہے، روح المعانی) اگر تو اس وقت موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ گری ہوئی کھجور کے تنے پڑے ہیں، کیونکہ وہ لوگ بہت دراز قد تھے۔

تبارک الذی ۲۹، سورۃ الحدید

فَهَلْ قَرِئَ لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ..... سو کیا تجھ کو ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے، یعنی ان میں سے کوئی نہیں بچا۔

**قوم عاد و ثمود:** عاد حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص گذرا ہے جس کا سلسلہ نسب تین واسطوں سے نوح علیہ السلام سے جاملتا ہے، یعنی عاد بیٹا تھا عاص کا اور عاص بیٹا تھا ارم کا اور ارم بیٹا تھا سام ابن نوح علیہ السلام کا، عاد کی نسل و اولاد بھی اسی نام سے موسوم ہوئی، اور اس کی اولاد میں دو گروہ ہوئے ایک ان کے معتقدین جن کو عاد اولیٰ کہتے ہیں اور دوسرے متاخرین جن کو عاد آخریٰ کہتے ہیں اسی طرح ارم کا ایک بیٹا تھا عابر اور عابر کا بیٹا تھا ثمود، پھر ثمود کے نام سے بھی ایک قوم موسوم ہوئی گویا عاد و ثمود کا دادا ارم تھا۔ قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے اور قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام۔

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْحَاظِنَةِ فَعَصُوا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَاخَذَهُمْ آخِذَةٌ رَابِيَةٌ.....

اور اسی طرح فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے (جن میں قوم نوح اور قوم شعیب وغیرہ آگئیں) اور مؤتفکات

بعض روایات میں ہے کہ بدھ کی حج سے اس آمدی کا عذاب شروع ہو کر دوسرے بدھ کی شام تک رہا، اس طرح دن تو آٹھ ہو گئے اور راتیں سات ہوئیں (سحارف القرآن) جلالین میں ہے کہ اس کی ابتداء بدھ کی صبح کو ہوئی جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے، اور یہ واقعہ موسم سردی کے آخر میں پیش آیا۔

وہ ایسی قوم تھی کہ اکھاڑے میں یہ کبھی ہوتی اترتی تھی کہ "مَنْ اخَذَ مِنَّا لَوْحَةً" ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے، مگر ایسی بہادر قوم کا یہ حشر ہوا کہ ہوا کے چیمبروں سے اس طرح پھجوا کر گرے گویا کھجور کے بے جان تنے ہیں۔

نے (یعنی قوم لوط کی الٹی ہوئی بستیوں نے) بڑے بڑے قصور کئے، یعنی کفر و شرک، پھر ان سکھوں نے اپنے رب کے رسول یعنی اپنے اپنے پیغمبروں کی نافرمانی کی، جس میں تکذیب قیامت بھی داخل ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت پکڑا۔

جن میں قوم عاد و ثمود کا قصہ تو ابھی ابھی گذر چکا، اور قوم لوط اور قوم شعیب اور فرعون کی ہلاکت کا ذکر احقر نے مختصراً حاشیہ میں کر دیا، اور قوم نوح کی ہلاکت کا ذکر آگے بعض من اتمان واحسان آرہا ہے، یعنی اَنَا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَا كُمْ فِي الْبَجَارِیَةِ بِشَکِّهِمْ، ہم نے جب کہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی یعنی جب زمین سے پانی ابلنے کا طوفان آیا تم کو یعنی تمہارے بزرگوں اور بڑوں کو جو مومن تھے اور ان کی نجات تمہارے وجود کا سبب ہوئی، کشتی میں سوار کر لیا اور باقی تمام نافرمان لوگوں کو غرق کر ڈالا حتیٰ کہ نوح علیہ السلام کا نافرمان بیٹا جو یہ کہنے لگا کہ مَسَاوِیَ الْاِلٰی جَبَلٍ یَّعْصَمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر پناہ لے لوں گا، مجھے سفینہ نوح میں پناہ گزیں ہونے کی ضرورت نہیں، وہ بھی ہلاک ہوا۔ (قصص القرآن میں لکھا ہے کہ چالیس دن رات آسمان سے پانی برستارہا اور زمین سے پانی ابلتا رہا، اونچے اونچے درخت اور پہاڑ زیر آب ہو گئے، بس جو لوگ باذن خداوندی کشتی میں سوار تھے وہی بچے، باقی اس زمانہ کے سب کفار ہلاک کر دیئے گئے، حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ نوح علیہ السلام پر تھوڑے ہی آدمی ایمان لائے تھے یعنی صرف اسی پھر انہیں کی نسل سے دنیا از سر نو آباد ہوئی)

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْکِرًا وَتَعِیْبًا اُذُنًا وَاَعِیْبًا..... تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لئے ایک یادگار اور عبرت بنادیں، اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں کہ اللہ کا ہم پر ایک زمانہ میں یہ احسان عظیم ہوا ہے، اور یاد رکھ کر سزا کے اسباب سے بچیں۔ (کان کو یاد رکھنے والا مجازاً کہہ دیا) یہ قصے تو مکذبین قیامت کے ہوئے، آگے قیامت کی ہول اور خوف کا بیان ہے۔

**ضمائم کے مراجع** قوله فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا، ای فی الایام واللیالی: قوله حَمَلْنَاكُمْ ای حملنا آبائکم وانتم فی اَصْلَابِهِمْ عَلٰی اَنَّهُ بِتَقْدِیْرِ مِضَافٍ، وَقِیْلَ عَلٰی التَّجَوُّزِ فِی الْمَخَاطِبِیْنَ بَارَادَةٌ اَبَائِهِمُ الْمَحْمُولِیْنَ بِعِلَاقَةِ الْحُلُولِ وَهُوَ بَعِیْدٌ، قوله لِنَجْعَلَهَا ای الْفَعْلَةُ الَّتِیْ هِیْ عِبَارَةٌ عَنِ اِنْجَاةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاغْرَاقِ الْکَافِرِیْنَ.

**لغات** الْحَاثَّةُ: اسم فاعل واحد مؤنث، ثابت ہونے والی، مراد قیامت کا دن ہے کہ جس کا وقوع ثابت اور لازم ہے، حَقُّ الْأَمْرِ (ض) حَقًّا: ثابت ہونا۔ مَا اَذْرَكَ: (آپ کو کیا خبر ہے) اذری: ماضی واحد مذکر غائب از باب افعال، لفظی ترجمہ ہوگا، کیا ہے وہ شی جس نے آپ کو خبر دی، یعنی آپ کو اس کی خبر نہیں (در اصل اذری تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا)۔ ثَمُودٌ: بر بنائے علیست و تانیث غیر منصرف ہے، عَادٌ: منصرف ہے۔ حَتَّى: حَتَّى:

۱۔ قوم شعیب کی ہلاکت کی تفصیل تدریس قرآن پارہ ۱۰۰ قال فما خطبکم من ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں، کہ آسمان سے سخت ہولناک جگر پاش آواز آئی اور نیچے سے زلزلہ آیا، اور فرعون دریاے قحط میں غرق ہو کر ہلاک ہوا، اور قوم نوح طوفان سے ہلاک ہوئی، اور قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسائے گئے بعض آیات میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس پورے شہر کو اٹھا کر پلٹ دیا، ممکن ہے کہ پہلے پتھر آوا اور ہوا آئی ہو اور اس کے بعد پوری زمین کا تختہ الٹا گیا ہو۔

(قبیلہ) کے معنی کے اعتبار سے، اور قبیلۃ کے معنی کے اعتبار سے اس کو غیر منصرف بھی بولا جاتا ہے (اس صورت میں علیت اور تانیث دو سبب ہو گئے کیونکہ لفظ قبیلۃ مؤنث ہے، برخلاف حی کے کہ وہ مذکر ہے) مگر چونکہ عاذ ساکن الاوسط ہے اس لئے منصرف ہونے کو ہی ترجیح دی گئی ہے) القارعة: اسم فاعل واحد مؤنث، کھڑکھڑانے والی چیز (مراد قیامت ہے) قرع (ف) قرعاً: کھڑکھڑانا۔ الطاغیة: اسم فاعل واحد مؤنث، طغی (ف) (طغیاناً و طغیاناً: حد سے بڑھنا۔) طاغیة یعنی صبحۃ طاغیة حد سے نکل جانے والی آواز (ریح: ہوا) (مؤنث سماعی ہے) دراصل ریح تھا، کیونکہ اس کی تصغیر رُوَيْحَة آتی ہے، واو کو کسرہ ماقبل کی بنا پر یاء سے بدل دیا، اصل کے اعتبار سے اس کی جمع ازواج، اور کسرہ ماقبل کے اعتبار سے اس کی جمع ریاح آتی ہے۔ صَوَّصَوَّ: انتہائی سرد اور برقیلی ہوا، جمع صَوَّاصِرٌ۔ عابیة: اسم فاعل واحد مؤنث، حد سے نکل جانے والی، یعنی بہت تیز و تند۔ عَتَا (ن) عَتَوُا: حد سے بڑھنا، (۲) سرکشی کرنا۔ مَسَخَرٌ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعلیل، تسخیر)، مسلط و مقرر کرنا۔ سَبِعَ: اسم عدد، اور مذکر اس لئے لایا گیا کیونکہ تمیز مؤنث ہے برخلاف ثمانیۃ ایام کے۔ لیال: راتیں، واحد لیلۃ (دراصل لیالی تھا، یا بوجہ التقاء ساکنین حذف ہوئی، مزید تحقیق تدریس قرآن پارہ عم سورۃ الفجر میں) حُسُومًا: بمعنی متابعات یعنی پے در پے، حاسم کی جمع، حَسَمَ (ض) حَسَمًا: کام کو مسلسل کرنا۔ صَرَعَى: پھٹڑے ہوئے لوگ، زمین پر گرے ہوئے (چت) صریع کی جمع۔ بروزن فعیل بمعنی مفعول صَرَع (ف) صَرَعًا: زمین پر گرانا، پچھاڑنا، اَعْجَازًا: تنے یعنی جڑیں، واحد اَعْجَازٌ: (اَعْجَازٌ کے معنی جسم کے پچھلے حصہ، سرین کے آتے ہیں، درختوں کا پچھلا حصہ جڑ ہی ہے اس اعتبار سے اَعْجَازٌ نَخْلٍ کے معنی درختوں کی جڑوں کے ہیں) نَخْلٍ اسم جنس، کھجور کے درخت (واحد نخلۃ کھجور کا ایک درخت)۔ خاویۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، گر جانے والی، گری ہوئی، خَوَى (ض) خَوَاءً: گرنا (۲) خالی ہونا۔ باقیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، باقی رہنے والی (ای نفس باقیۃ یا جماعۃ باقیۃ) بَقِیَ (س) بَقَاءً: باقی رہنا۔ فرعون: قدم مصری بادشاہوں کا لقب، بوجہ عجم و علیت غیر منصرف ہے۔

۱۔ ریح کا استعمال ء کے معنی میں ہوتا ہے، اور کبھی بطور استعارہ غلبہ کے لئے بھی ریح کا استعمال ہوتا ہے، قرآن میں ہے و تذهب ریحکم بحال آواریح و ارایح ہے۔

۲۔ راغب لکھتے ہیں کہ لفظ مصر مرصہ سے مشتق ہے جس کے معنی باندھنے کے ہیں اس ہوا میں بھی آدمی کو جمادینے اور بوجہ ٹھنڈا اس کو گویا باندھ دینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

۳۔ مادہ سَخَر، سَخَر (ف) مَسَخَرًا: کسی سے جبراً کام لینا۔

۴۔ حَسَمًا کے دوسرے معنی ہے نامبارک اور منحوس حَسَمَ (ض) حَسَمًا: کے معنی کانٹے کے بھی ہیں، یعنی جڑ سے کاٹ دینے والی ہوا، بیان القرآن کے حاشیہ میں ہے کہ حَسَمًا بمعنی متابعات حَسَمَتِ الدَابَّةُ سے ماخوذ ہے ای من حَسَمَتِ الدَابَّةُ اِذَا تَابَعَتْ حَشِيئَهَا فَهِيَ مَجَازٌ مَرْسَلٌ مِنْ اِسْتِعْمَالِ الْمَفْعُولِ فِي الْمَطْلُوقِ. (۲) حُسُومًا: مصدر بھی ہو سکتا ہے جیسے كَفُوزًا وَشُكُورًا ترکیب میں مفعول مطلق بنے گا ای فَنَحِمْ حُسُومًا.

۵۔ جیسے ایران کے بادشاہ کا لقب کسری، روم کے بادشاہ کا قیصر، عرب کے بادشاہ کا ملک، شاہ جہاں کا نجاشی، چین کے بادشاہ کا خاقان، ہندوستان کے بادشاہ کا راجہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کافرعون رئیس روم تھا بعض نے کہا کہ اس کا نام مصعب یا ولید تھا۔

(۲) ہر ظالم و سرکش کا لقب، جمع فراعنہ، (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس فرعون کے محل میں پرورش پائی اس کا نام رَعْمِیْسِیْسِ دُوم تھا)۔ المؤتفکات: اسم فاعل جمع مؤنث، الئی ہوئی بستیاں (مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں ہیں جن پر لوط علیہ السلام کا حکم نہ ماننے اور ظلم اور لواطت سے باز نہ آنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین کا تختہ الٹ دیا، اور اوپر سے پتھر کی بارش ہوئی) (المتعال) اِنْتَفَكَ اِنْتَفَاكًا: الٹ جانا۔ الخاطنة: مصدر، گناہ، قصور، خطی (س) خَطًا وَخَطًا: گناہ کرنا، غلطی کرنا، (الخاطنة صیغہ اسم فاعل واحد مؤنث بھی ہے جیسا کہ ظاہر ہے) عَصُوا: ماضی جمع مذکر غائب۔ عَصِي (ض) عَصِيَانًا وَمَعْصِيَةً: نافرمانی کرنا۔ رَسُولٌ: پیغمبر، جمع رُسُل (رسول بمعنی مرسل ہے المعجم الوسیط) اَخَذَ: ماضی واحد مذکر غائب، اَخَذَ (ن) اَخَذًا: پکڑنا، لینا، اَخَذَةُ پکڑ، پکڑنا، مصدر مرۃ۔ رابیۃ اسم فاعل واحد مؤنث، بڑھنے والی، مراد سخت، زائد، رَبَا (ن) رَبُوا وَرَبُّوا: بڑھنا، زائد ہونا۔ طَغَا: ماضی واحد مذکر غائب۔ طَغَى (ف) طَغِيًا وَطَغِيَانًا: حد سے بڑھنا طَغَى المَاءُ، طَغِيَانًا آنا، پانی کا جوش مار کر حد سے باہر ہو جانا۔ حَمَلْنَا: ماضی جمع متکلم، حَمَلَ (ض) حَمَلًا: اٹھانا، مراد سوار کرنا۔ الجاریۃ: کشتی، چلنے والی، اسم فاعل واحد مؤنث، جری: (ض) جَرِيًا وَجَرِيَانًا: جاری ہونا، جمع جاریات و جوار (کشتی چونکہ پانی کی سطح پر چلتی ہے اس لئے اس کو جاریۃ کہتے ہیں) تَذَكَّرَ: یادگار، یاد کرنے کی چیز، باب تفعیل کا مصدر۔ قَعِيَ: مضارع واحد مؤنث غائب، وعلی (ض) وَعَلِيًا: یاد رکھنا، اسی سے اسم فاعل واعیۃ ہے۔ اَذَّنَ: کان، جمع اَذَانٌ (مجازاً اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کان لگا کر سنے، اور سن کر مانے)

**ترکیب** الحاقۃ ما الحاقۃ..... الحاقۃ مبتدا (موصوف محذوف ہے ای القیامۃ الحاقۃ) ما اسم استنباط

تعلیسی مبتدا ثانی، الحاقۃ خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبر مبتدا اول کی، پھر جملہ متانہ (لا محل لہا)

**سوال** ما الحاقۃ جملہ اسمیہ خبر ہے اور جب خبر جملہ ہو تو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے حالانکہ یہاں نہیں ہے۔

**جواب** اگر بعینہ مبتدا کو لوٹا دیا جائے تو یہ عائد کے قائم مقام ہو جاتا ہے، ضمیر کی حاجت نہیں رہتی۔

وما اذرك ما الحاقۃ: واو حرف عطف، ما اسم استفہام مبتدا، ادری فعل، ضمیر فاعل، ای ائی شیء،

اذرك، كاف مفعول بہ اول، ما الحاقۃ حسب سابق مبتدا و خبر جملہ اسمیہ مفعول بہ ثانی۔

فعل اپنے فاعل اور مفاعیل سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ انشائیہ، كذبت ثمود و عاڈ بالقارعة:

۱۔ اعراب القرآن و صرف دیا نہ میں ہے کہ خاطنة ہر ذن لاصحۃ طبت کا صیغہ ہے ای ذات العطا جیسے نامبر و لابن۔

۲۔ عَصُوا دراصل عَصُوا تھا، یا متحرک مائل متوجہ یا کوالف سے بدل دیا، پھر الف یوجا اجتماع ساکنین حذف ہو گیا۔

۳۔ رسول اور نبی میں فرق احقر کی دوسری کتاب نجوم الخواشی شرح اصول الثاشی میں ہے۔

۴۔ مضارع میں فاعل محذوف ہے یعنی واؤ، اور یہ مثل لفیف مفروق ہے۔

۵۔ اعراب القرآن لمعی الدین الدرویش میں لکھا ہے کہ ما الحاقۃ بمنز ل مفعول بہ ثانی و ثالث کے ہے کیونکہ ادری بمعنی اعلم ہے جو میں

مفاعیل کو نصب دیتا ہے۔

بالقارعة متعلق کذبت کے باقی ترکیب ظاہر ہے۔ (جملہ لامحل لها، استئناف بیانی تقریر احوال الحاقۃ) فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ..... فا عطف تفریحیہ اما حرف شرط و تفصیل، ثمود مبتدا فا رابطہ برائے جواب اما، اُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ: جملہ فعلیہ خبر، (بالطاغیة متعلق اهلکوا کے) مبتدا مع خبر ماقبل کذبت پر معطوف، (أَصْلُهُ مَهْمَا يَكُنْ مِنْ أَمْرِ فَثَمُودُ أَهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ). وَأَمَّا عَادُ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصِرٍ عَاتِيَةٍ..... ترکیب سب سابق ہو کر ماقبل فَأَمَّا ثَمُودُ الخ پر عطف (صَرْصِرٍ عَاتِيَةٍ دونوں صفت ریح کی) سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا: (یہ جملہ فعلیہ ریح کی صفت ثالثہ بنے گا) سَخَّرَ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف، ہا مفعول بہ، علیہم متعلق سَخَّرَ کے، سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ: معطوف و معطوف علیہ ہو کر موصوف، حُسُومًا صفت سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ کی، موصوف مع صفت مفعول فیہ، پھر مکمل جملہ معطوف علیہ۔ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُعْجَازُ نَخْلِ خَاوِيَةٍ..... فا عطف تفریحیہ تَرَى فعل بفاعل، الْقَوْمَ ذوالحال فیہا متعلق تَرَى کے، صَرْعَى الْقَوْمَ سے حال اول، كَأَنَّهُمْ أُعْجَازُ نَخْلِ خَاوِيَةٍ..... حال ثانی (خاویۃ صفت نخل کی) ذوالحال دونوں حالوں سے مل کر مفعول بہ، پھر مکمل جملہ معطوف علیہ معطوف (رویت بصری مراد ہے جس کے لئے ایک مفعول کافی ہے) فَبَلَ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ..... فا عطف هل حرف استفہام، معناه النفسی ای لا تری لہم، تَرَى فعل بفاعل، لہم متعلق تَرَى کے، مِنْ جَارِہ زائدہ باقیۃ لفظاً مجرداً، محلاً منصوب مفعول بہ تَرَى کا، اور وہ مکمل جملہ ہو کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر ریح کی صفت ثالثہ۔ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ..... واو استثنائیہ جَاءَ فعل فِرْعَوْنُ معطوف علیہ واو حرف عطف مَنْ قَبْلَهُ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر معطوف علیہ معطوف، واو حرف عطف الْمُؤْتَفِكَاتُ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر فاعل، بِالْخَاطِئَةِ متعلق جَاءَ کے، مکمل جملہ معطوف علیہ۔ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخَذَةً رَابِيَةً..... فا عطف، عَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا عطف، أَخَذَهُمْ أَخَذَةً رَابِيَةً جملہ فعلیہ معطوف، (اخذۃ رابیۃ مفعول مطلق) تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ۔ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ..... جملہ متانفہ (لما ظرفیہ بمعنی حین مضمین معنی شرط اپنے مابعد مضاف الیہ سے مل کر ظرف اپنے جواب حملنا کا، حملناکم فی الجاریۃ خبر ان حرف مشبہ بالفعل کی) لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيهَا أُذُنٌ رَاعِيَةٌ..... لام تعلیلیہ اپنے مابعد مجرد سے مل کر متعلق حملنا کا۔ (ہا مفعول بہ اول لکم حال تذکرۃ سے اور وہ مفعول بہ ثانی، تعی الخ جملہ فعلیہ معطوف نجعل پر)

**الْبَاقِيَةُ** كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ فَأَمَّا ثَمُودُ..... الخ میں اجمال کے بعد تفصیل ہے اور لف و نشر مرتب ہے۔ (لف و نشر کی تعریف ص ۸۶ پر)

قوله كَانَهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ تَشْبِيهُ مَرْسَلٍ فَقَدْ شَبَّهَهُمْ بِالْجُدُوعِ لَطُولِ قَامَاتِهِمْ (یہاں وجہ شبہ کو بھی حذف کر دیا گیا ہے)

فَاِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْحَةً وَّاحِدَةً ۙ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا

پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جاوے گی • اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں

دُكَّةً وَّاحِدَةً ۙ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ وَاَنْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے • تو اس روز وہ ہونے والی چیز ہو پڑے گی • اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس روز بالکل

وَاٰهِيَةٌ ۙ وَالْمَلِكُ عَلٰى اَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمْنِيَةٌ ۙ

بودا ہوگا • اور فرشتے اسکے کنارے پر آجائیں گے۔ اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے •

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۙ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِيْنِهٖ

جس روز تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی • پھر جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا

فَيَقُوْلُ هٰٓؤُمُ اَقْرءُوْا كِتٰبِيْهِ ۙ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلْقٰی حِسَابِيْهِ ۙ فَهُوَ فِی

تو وہ کہے گا کہ لو میرا نامہ اعمال پڑھ لو • میرا اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے • غرض وہ شخص

عِیْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ فِیْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۙ كُلُوْا وَاَشْرَبُوْا هَنِئًْا

پسندیدہ عیش • یعنی بہت بریں میں ہوگا • جسکے میوے جھکے ہوں گے • کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ

ۙ بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۙ

ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بائید صلہ گزشتہ ایام میں کئے ہیں •

**تشریح** ان آیات میں احوال قیامت یعنی قیامت کی ہول اور خوف کا بیان ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں؛ فَاِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْحَةً وَّاحِدَةً وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دُكَّةً

وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ یعنی جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جائے گی، مراد نوحہ ماوئی ہے (اور صور سینک

کی شکل کی کوئی چیز ہے) اور اس وقت زمین اور پہاڑ اپنی جگہ سے اٹھائے جائیں گے (یعنی اپنی حیثیت سے ہٹا دیئے

جائیں گے) پھر دونوں ایک دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے تو اس روز ہونے والی چیز ہو پڑے گی، یعنی قیامت

واقع ہو جائے گی۔ (حاققہ، قارعة، واقعة، سب قیامت کے نام ہیں)

وَاَنْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ: اور آسمان پھٹ جائے گا، اور وہ آسمان اس روز بالکل بودا ہوگا، یعنی

وہ آسمان جو آج اس قدر مضبوط و مستحکم ہے کہ لاکھوں سال گزرنے پر بھی اس میں ذرہ سا شکاف نہیں پڑا وہ اس روز بوجہ بودا اور کنزور ہونے کے پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا،

والمملک علیٰ ارضہا: اور فرشتے (یعنی جنس ملک) جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں جس وقت وہ پھٹنا شروع ہوگا، اس کے کناروں پر آجائیں گے، اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان بیچ سے پھٹ کر چاروں طرف سمٹنا شروع ہوگا، اس لئے فرشتے بھی بیچ میں سے کناروں پر آ رہیں گے، پھر آیت فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ کے مطابق ان فرشتوں پر بھی موت مسلط ہو جائے گی، یہ سب واقعات فجرِ اولیٰ کے وقت کے ہیں جس کو فَصَعِقَ بھی کہا جاتا ہے۔

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ: یہاں سے فجرِ ثانیہ کے وقت کے واقعات ہیں (اس کو فجرِ بعث بھی کہتے ہیں) فرماتے ہیں کہ آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

**حدیث** میں ہے کہ اب عرش کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں، اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے، اور اس کو اٹھا کر میدانِ قیامت میں لائیں گے اور حساب شروع ہوگا جس کا بیان یہ ہے کہ يَوْمَئِذٍ تَعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ فَاَمَّا مَنْ اَوْتِيَ: جس روز تم خدا کے روبرو حساب کے لئے پیش کئے جاؤ گے، اور تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی، بلکہ سب نیکی و بدی منظر عام پر آ جائے گی، پھر نامہ اعمال اڑا کر ہاتھ میں دئے جائیں گے تو جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، تو وہ خوشی کے مارے آس پاس والوں سے کہے گا، کہ لو میرا نامہ اعمال پڑھو! (اعمال نامہ سے مراد وہ صحیفے ہیں جن میں اس کے اچھے برے اعمال دنیا کے اندر ملائکہ لکھا کرتے تھے)

اِنِّي ظَنَنْتُ اَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهٗ: میں نے اعتقاد رکھا تھا کہ میں اپنے حساب (کے وقت) پر پہنچنے والا ہوں، یعنی میں دنیا میں رہتے ہوئے قیامت اور حساب کا معتقد تھا مطلب یہ ہے کہ میں ایمان اور تصدیق رکھتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی برکت سے آج مجھ کو نوازا۔

۱۔ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ سے پتہ چلا کہ بعض ملائکہ فناء سے مستثنیٰ رہیں گے، بعض نے کہا کہ ممکن ہے کچھ ثانیہ پر ملائکہ کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے۔ ”فجر فجرِ بعث“ دونوں ایک ہی فجر ہے۔

۲۔ نفعِ صور میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ صورتیں مرتبہ پھونکا جائے گا، کیونکہ بعض روایات میں فجرِ بعث اور فجرِ بعث سے پہلے ایک تیسرے فجر کا بھی ذکر ہے جس کا نام فجرِ نزع ہے یعنی فجرِ نزع سے سب گھر جائیں گے۔ پھر فجرِ بعث سے اولاً لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر مر جائیں گے۔ پھر فجرِ بعث سے سب زندہ ہو جائیں گے، پھر مجموعہ روایات و نصوص میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کو ابتداء میں فجرِ نزع کہا گیا ہے، اور انجام میں وہی فجرِ بعث ہو جائے گا۔ (منظری) لہذا اس اعتبار سے فجرِ صور مرتبہ ہونا ثابت ہو گیا، اور اکثر علماء کی تحقیق یہی ہے، حزیہ تحقیق تدریس قرآن قال فی حکم ص ۲۹ پر۔

۳۔ بعض نے کہا ثمانیۃ صفویہ من الملائکۃ لا یعلم عددهم الا اللّٰهُ. و قبل ثمانیۃ الالاف. رہا یہ معاملہ کہ عرشِ رحمن کیا چیز ہے اور اس کی حقیقی شکل و صورت کیا ہے اور فرشتے اس کو کس طرح اٹھائیں گے یہ سب چیزیں وہ ہیں کہ نہ عقل انسانی ان کا احاطہ کر سکتی ہے اور نہ ان مباحث میں پڑنے کی اجازت ہے، بلکہ اس پر ایمان رکھا جائے کہ اس سے اللہ جل شانہ کی جو مراد ہے وہ برحق ہے

۴۔ قولہ ظننت ای غلبت ذلك كما قاله الاكثرون بناء على ان الظاهر من حال المؤمن تيقن امور الآخرة كالحساب فالمنقول عنه ينبغي ان يكون كذلك لكن الامور النظرية لكون تفاصيلها لا تخلو عن تردد مالى بعضها معالما يفوت اليقين فيه كسهولة الحساب وشدته ملاءم عن المعلم بالظن مجازاً للاشعار بذلك (روح المعاني)

فَهُوَ لِي عَيْشَةٌ رَاضِيَةٌ، اُنَى مَرْضِيَّةٌ. غرض وہ شخص پسندیدہ عیش یعنی بہشت بریں (اونچے باغات) میں ہوگا، جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے، کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حالت میں چنے جاسکتے ہیں، اور حکم ہوگا کہ کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے گذشتہ ایام میں یعنی دنیا میں کئے ہیں، (یعنی دنیا میں اللہ کے لئے خواہشات نفس کو روکا اور ہامید صلہ اعمال حسنہ کئے) (یا ارحم الراحمین مجھ حقیر اور جملہ ناظرین کو بھی اپنی ان بے کراں نعمتوں سے محض اپنے لطف و کرم سے بلا استحقاق مشرف فرمانا۔ آمین یا رب العالمین؛

**ضمائر کے مواقع** قولہ فوقہم، فوق الملائکۃ الذین علی الأرجاء المدلول علیہم بالملک، وقیل الضمیرُ يعودُ الی الملائکۃ الحاملین اُنِ یَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فوق ظہورہم اَوْ رُؤسہم. وقیل الضمیرُ یُرجِعُ الی الثمانیۃ لتقدمہا فی المرتبۃ. قولہ کلوا واشربوا. یہاں جمع کی ضمیر ہے جب کہ اس سے پہلی آیت فہو فی عیشۃ راضیۃ میں واحد کی ضمیر ہے۔ فکیف التوفیق والتطبیق؟ الجواب: فہو فی عیشۃ راضیۃ میں ضمیر واحد میں معنی عموم ہے، اس معنی عموم کا اعتبار کر کے کلوا واشربوا میں جمع کی ضمیر لائی گئی۔ (روح المعانی) قولہ حسابیہ، مالیہ، سلطانیہ، کتابیہ میں سکتہ کی ہا ہے۔ (ہائے سکتہ کی تعریف صفحہ ۹ پر)

**لغات** نَفَخَ: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نَفَخَ (ن) نَفَخًا: پھوک مارنا، صُود: ترتیبی ہیئت کی مُجَوَّفَ شَیْءٍ جس میں حضرت اسرائیل پھونک ماریں گے، صور کو اردو میں زنگٹھا کہتے ہیں، جمع اَصْوَارٌ. نَفَخَ: باب مذکور سے مصدر مرۃ، ایک بار پھونک مارنا۔ واحدة: اسم فاعل واحد مؤنث، ایک، اکیلی، وَحَدًا (ض) وَحَدًا، وَجَدَةٌ: اکیلا ہونا، ایک ہونا، دُكِّنَا ماضی مجہول ثنویہ مذکر غائب۔ ذُكِّنَا: (ن) دُكِّنَا: کوٹنا، ریزہ ریزہ کرنا، دُكِّنَا: مصدر مرۃ، ایک دم ریزہ ریزہ کرنا۔ واهیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، بودا، کمزور، وہی بھی (ض، س) وَهِيًا: کمزور ہونا، اَرْجَاءُ: کنارے واحد رَجَاءٌ (در اصل اَرْجَاءٌ تھا، الف ساکنہ کے بعد واو کنارہ میں واقع ہوا اس لئے ہمزہ سے بدل گیا) عرش: (عرش اللہ) بشر کو بجز نام کے اس کی کچھ حقیقت معلوم نہیں اور عوام کے اوہام اس بارے میں جس طرف جاتے ہیں وہ صحیح نہیں۔ عَرَشَ العرش: (ن) تحت بنانا۔ (مزید تفصیل تذریس قرآن پارہ عم سورۃ التکویر میں) تَعْرَضُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر حاضر، تم پیش کئے جاؤ گے، عَرَضَ الشَّیْءُ (ض) عَرَضًا: پیش کرنا (عَرَضَ الشَّیْءُ پیش ہونا، لازم و متعدی دونوں آتا ہے) لا تَخْفَى: مضارع واحد مؤنث غائب، خَفِيَ (س) خَفَاءً وَخُفِيَّةً: پوشیدہ ہونا، اسی سے خافیۃ اسم فاعل واحد مؤنث ہے، پوشیدہ ہونے والی اوتی: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، (افعال) آتی ابتداء: دینا، یمین: داہنا ہاتھ، جمع اَیْمُنٌ وَاَیْمَانٌ. هَاؤُم: اسم فعل بمعنی خُذُوا، لو، پکڑو، ملاق: اسم فاعل واحد مذکر، در اصل ملاقی تھا (مفاعلت) بمعنی پہنچنے والا۔ حسابیہ: (میرا حساب) آخر میں ہا برائے سکتہ ہے یعنی برائے وقف تاکہ یاء ضمیر کے فتح کی حفاظت ہو، اور یاء کا فتح خوب ظاہر ہو جائے اسی طرح کتابیہ ہے۔ حَسَبَ (ن)

۱۔ دوسرا معنی ہے ملاقات کرنا، مادہ لَفَى ہے لَفَى (س) لَفَاءً وَبَلَفَاءً: پانا، ملنا، ملاق سے یاء بوجہ اتقاء سائلین گزرتی۔

حَسَابًا وَحُسْبَانًا: حساب کرنا، شمار کرنا۔ (باب مع و حسب و کرم سے دوسرے معنی آتے ہیں) عیشتہ راضیہ: دیکھئے  
تدریس قرآن پارہ عم سورۃ القارعة میں، قَطُوفٌ: میوے، واحد قِطْفٌ۔ ذَابِيَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، ذَنَّا (ن)  
ذُنُوءًا: نزدیک آنا، اشر ہووا: امر جمع مذکر حاضر، شَرِبَ (س) شَرِبًا: پینا۔ هَبِيْنَا: صفت مشبہ، مزہ لینے والا، هَنِي  
الطعام (س) هَنَّا وَهَنَّا: کھانے سے لطف اٹھانا۔ اَسْلَفْتُمْ: ماضی جمع مذکر حاضر، (انفعال) قرض وینا، سپرد کرنا،  
آگے بھیجنا، الخالیہ: اسم فاعل واحد مؤنث خلا (ن) خُلُوءًا: خالی ہونا، گذرنا (خالیہ بمعنی گذرنے والی، مراد  
گذشتہ یعنی گذرے ہوئے)

**ترکیب** فَاِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْحَةً وَاحِدَةً..... فَاِحتِنَافِيَةً اِذَا ظَرْفِيَةً مضاف مضمّن بمعنی شرط، نَفَخَ فَعْل  
مجهول في الصور متعلق نَفَخَ کے، نَفْحَةٌ وَاحِدَةً موصوف مع صفت تائب فاعل، نَفَخَ النخ: جملہ فعلیہ معطوف  
علیہ، و حَمَلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (حالت جزی میں) فَا عاطفہ ذُكَا ذِكَا وَاحِدَةً.....  
جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے مابعد جواب  
و جزاء وَقَعَتْ كَا۔ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ..... فَا رابطہ یوم ظرف ہے، جو مضاف ہے اپنے ہی مثل یعنی ظرف کی  
طرف جو کہ اِذ ہے، اور اِذ کی تین جملہ محذوفہ کے عوض میں ہے اِی یَوْمَ اِذْ نَفَخَ فِي الصُّورِ وَحَمَلَتِ الْاَرْضُ  
النخ الغرض یومئذ ظرف ہے وَقَعَتْ كَا۔ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ جملہ فعلیہ معطوف علیہ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ.....  
معطوف علیہ معطوف، فہی یومئذ و اھیة معطوف علیہ معطوف (یومئذ ظرف و اھیة کا اور وہ خبر ہی کی)  
وَالْمَلِكِ عَلٰی اِرْجَانِهَا..... مبتدا و خبر ہو کر معطوف علیہ معطوف، و یحمل عرش ربك فوقہم یومئذ  
ثمانیة..... جملہ فعلیہ معطوف (عرش ربك مفعول بہ فوقہم ظرف، مستقر ہو کر عرش سے حال اِی حال کونہ  
فوق الملائكة، یومئذ ظرف، ثمانیة فاعل) تمام معطوفات مل ملا کر جواب شرط، اور پھر جملہ مستانفہ، یومئذ  
تعرضون لاتخفى منكم خالیة..... یومئذ ظرف تعرضون کا، تَعْرُضُونَ فَعْل بفاعل، لاتخفى منكم  
خالیة جملہ منفیہ حال از ضمیر تعرضون، (منكم متعلق محذوف کے ہو کر خالیة سے حال لَآئِنَّ كَانِ فِي الْاَصْلِ  
صفة لخالیة) الغرض یومئذ تعرضون النخ جملہ مستانفہ بیانہ ہے۔ فَا مَّا مَن اُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُم  
اَقْرءُوا كِتَابِيَةَ..... فَا اِحتِنَافِيَةً۔ اَمَّا حرف شرط و تفصیل من اسم موصول، اُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ جملہ فعلیہ صلہ  
(کتابہ مفعول بہ ثانی) اور مفعول بہ اول ضمیر ہے جو تائب فاعل ہے، اسم موصول مع صلہ مبتدا، فَا رابطہ برائے جواب  
اَمَّا، يَقُولُ هَاؤُم اَقْرءُوا كِتَابِيَةَ جملہ فعلیہ خبر، (هاؤم اسم فعل بمعنی خذوا مبدل منہ اَقْرءُوا كِتَابِيَةَ بدل، مبدل منہ  
مع بدل مقولہ)

۱ یومئذ: کو اِذَا نَفَخَ سے بدل کرنا بھی صحیح ہے۔ ۲ یا جواب شرط سے بدل

۳ تفسیر منظری میں فَا کو عاطفہ کہا ہے اور عطف تعرضون پر۔

۴ یا اَقْرءُوا كِتَابِيَةَ جملہ مستانفہ بیانہ (لاکمل لہا) اور کتابہ میں هَاؤُم اور اَقْرءُوا نے تنازع کیا، کمال دوسرے کو دیا گیا ہے قرب۔

ابتداءً مع خبر جملہ مستانفہ۔ اِنِّی ظَنَنْتُ اَنْی مَلَاقِی حِسَابِیہ..... اِنِّی حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنَنْتُ فعل بفاعل  
 اِنِّی مَلَاقِی حِسَابِیہ جملہ اسمیہ بتاویل مصدر ظَنَنْتُ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام اور وہ خبر اِنِّی (حسابیہ  
 مفعول بہ مَلَاقِی کا) الغرض اِنِّی ظَنَنْتُ کمال جملہ ماقبل قول کے تحت واقع ہے، فَهُوَ لِی عِیْشَۃً رَاضِیَۃً..... فا  
 احتیافیہ ہو مبتداءً، فی عِیْشَۃً رَاضِیَۃً متعلق ہو کر خبر، لِی جَنَّةٍ عَالِیَۃٍ قَطُوْفُهَا ذَاۓبَۃً..... فی جارہ جنۃ موصوف  
 عالیہ صفت اول قَطُوْفُهَا ذَاۓبَۃً مبتداءً خبر جملہ اسمیہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور  
 بدل عِیْشَۃً رَاضِیَۃً سے الغرض مبتداءً مع خبر جملہ مستانفہ۔ کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا هٰیثُمَا بَمَا اَسْلَفْتُمْ لِی الْاِیَّامِ  
 الْخَالِیَۃِ..... کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا معطوف ومعطوف علیہ هٰیثُمَا حال از ضمیر کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا، ای مُتَهِنِیْنِ، بَمَا  
 اَسْلَفْتُمْ الْخ متعلق کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا کے، (بَمَا اَسْلَفْتُمْ میں ما موصولہ یا مصدریہ) الغرض کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا الْخ  
 مقولہ ہے یُقَال لِهَمْ فَعْلٌ مَحْذُوفٌ کَا۔

**اجراء** قولہ اَرْجَاۤءُ یہ جمع تکسیر ہے، طلبہ عزیز جمع تکسیر و جمع صحیح نیز جمع، اسم جمع، شبہ جمع، جمع اعتباری، جمع الجمع،  
 جمع من غیر لفظہ گویا تمام قسموں کا اجراء کریں، اور اس کی تمام تر تفصیل قواعد الصرف میں ہے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِسْمٰلِہٖۤ اَلۡفِیۡقُوۡلِ یَلۡتَبِیۡتِیۡ لَمۡ اُوۡتَ كِتٰبِہٖۤ ۝۱۵
اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا۔ سو وہ کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامہ اعمال ہی نہ ملتا
وَلَمۡ اَدْرِ مَا حِسَابِہٖۤ ۝۱۶ یَلۡتَبِیۡتُہَا کَانَتِ الْقٰضِیَۃُ ۝۱۷ مَا اَغْنٰی عَنۡی مَالِہٖ ۝۱۸
اور مجھ کو یہ ہی خبر نہ ہوئی کہ میرا حساب کیا ہے • کیا اچھا ہوتا کہ موت ہی خاتمہ کر چکتی • میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا •
هَلٰکَ عَنۡی سُلٰطِیۡنِہٖۤ ۝۱۹ خُذُوْہُ فَعَلُوْہُ ۝۲۰ ثُمَّ الْجَحِیۡمَ صَلُوْہُ ۝۲۱ ثُمَّ فِیۡ
میرا جاہ مجھ سے گیا گزرا • اس شخص کو پکڑو اور اس کو طوق پہنا دو • پھر دوزخ میں اس کو داخل کرو • پھر ایک ایسی
سِلْسِلَۃٍ ذَرَعُہَا سَبْعُوۡنَ ذِرَاعًا فَاسَلُّوْہُ ۝۲۲ اِنَّہٗ کَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ
زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو • یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان
الْعَظِیۡمِ ۝۲۳ وَلَا یَحۡضُرُ عَلٰی طَعَامِ الْمِسۡکِیۡنِ ۝۲۴ فَلَیْسَ لَہٗ الْیَوْمَ ہُنٰہَا حَمِیۡمٌ ۝۲۵
نہ رکھتا تھا • اور غریب آدمی کے کھانے کی ترغیب نہ دیتا تھا • سو آج اس شخص کا نہ کوئی دوستدار ہے •
وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غَسَلِیۡنِ ۝۲۶ لَا یَاکُلُہٗۤ اِلَّا الْخٰطِیۡوُنَ ۝۲۷
اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے بجز زخموں کے دھون کے • جس کو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھاویگا •

۱۔ باحتمال اس کے جس کے متعلق فی عِیْشَۃً رَاضِیَۃً ہے۔

**تشریح** وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ لِيَقُولَ يُلْتَمِئُنِي نَمُ أُوْتِيَ كِتَابِيَةَ الْخ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ نہایت حسرت سے کہے گا کہ کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامہ اعمال ہی نہ ملتا، اور مجھ کو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے، کیا اچھا ہوتا کہ پہلی موت ہی خاتمہ کر چکی ہوتی، اور دوبارہ زندہ نہ ہوتے جس پر حساب کتاب مرتب ہوا، (ہائے افسوس) حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ کافر کا بائیں ہاتھ موز کر پشت کے پیچھے کر کے اعمال نامہ دیا جائے گا، بعض نے موز نے کی یہ شکل بیان کی کہ کافر کے سینہ میں سوراخ کر کے اس کا بائیں ہاتھ اس کے اندر کو نکال کر پشت کے پیچھے باندھ دیا جائے گا۔

مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَةَ هَلَكْتُ عَنِّي مُلْطَائِيَةَ: میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، میرا جاہ بھی مجھ سے گیا گذرا، یعنی دنیا کے اندر مجھ کو دوسرے لوگوں پر جو بڑائی اور غلبہ حاصل تھا، آج وہ مال و دولت اور عز و جاہ سب بے سود ٹھہرے۔  
خُدُوهُ فَغُلُوهُ الْخ: ایسے شخص کے لئے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس شخص کو پکڑو، اور اس کے گلے میں طوق پہنا دو پھر دوزخ میں اس کو داخل کر دو، پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر گز ہے اس کو جکڑ دو تا کہ جلنے کی حالت میں ذرا بھی حرکت نہ کر سکے، (اور یہی گز کی مقدار تو وہ خدا کو معلوم ہے کیونکہ یہ گز وہاں کا ہوگا)

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ زنجیر اس کی دہریں داخل کر کے اس کے منہ میں سے نکالی جائے گی جیسے موتی یا تسبیح کے دانے پروئے جاتے ہیں اور اس کے بعد اس کو آگ میں بھونا جائے گا، دوسری روایت میں اس طرح تشریح کی گئی ہے کہ زنجیر دہریں داخل کر کے ناک سے نکالی جائے گی۔ (مظہری)

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ: مذکورہ عذاب کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا (یعنی جیسا ایمان حسب تعلیم انبیاء ضروری تھا)۔ وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ: اور وہ خود تو کسی غریب کو کیا دیتا دوسروں کو بھی ترغیب نہ دیتا تھا کہ وہ غریبوں کو کھلائے (یعنی اس نے نہ اللہ کو جانا اور نہ بندوں کے حقوق پہچانے)۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَمِيمٌ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسْلِينَ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ: سو آج اس کا نہ کوئی دوست دار ہے جو اس کی حمایت کر سکے، اور نہ اس کو کھانے کی کوئی چیز نصیب ہے سوائے غسلین کے یعنی جنہیوں کے زخموں کے دھوون لہو و پیپ کے، (مرغوب اور لذیذ کھانوں کی نفی مقصود ہے ورنہ غسلین کے علاوہ زقوم یعنی تھوہر کا درخت بھی ان کا کھانا ہوگا جو دوسری آیات سے ثابت ہے) جس کو سوائے بڑے گناہگاروں کے کوئی نہ کھائے گا (حضرت ابوسعید کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غسلین کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا سڑ جائے اور بدبودار ہو جائے) (أَعِدْنَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ مِنْ مَسَائِرِ أَنْوَاعِ الْعَذَابِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِلُطْفِهِ وَكَرَمِهِ)

۱۔ قولہ خُدُوهُ الْخ: یہ حکم فرشتوں کو ہوگا، لیکن الفاظ آیت میں اس کا ذکر نہیں کہ کون پکڑے اسی لئے بعض روایات میں ہے کہ جب یہ حکم ہوگا تو ہر درو پوار اور ہر چیز سطح و درماں بردار لوگوں کی طرح اس کے پکڑنے کو دوزے گی، دوسری بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کعب کا قول نقل کیا ہے کہ اس زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے سارے لوہے کے برابر ہوگی، محمد ابن المنکدر کا قول ہے کہ اگر دنیا کا تمام گزشتہ اور آئندہ کالوا جمع کیا جائے تو جنم کی زنجیر کی ایک کڑی کے برابر نہیں ہوگا۔ (مظہری)

**لغات** شمال: بایاں ہاتھ، جمع أَشْمَلٌ وَشُمْلٌ، لم أَوْتِ نفی جہد بلم در فعل مستقبل مجہول واحد متکلم (افعال) دینا، لم أَدْرِ نفی جہد بلم واحد متکلم، دری (ض) ذَرِيًّا وَدِرَايَةً: جاننا، القاضیۃ: اسم فاعل واحد مؤنث، ختم کردینے والی، یعنی ایسی موت جس کے بعد زندگی نہ ہو بس کام تمام ہو جائے۔ قَضَى عَلَى الشَّيْءِ (ض) قَضِيًّا وَقَضَاءً: ختم کرنا، فنا کرنا۔ ما أَغْنَى: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) أَغْنَى إِغْنَاءً: کافی ہونا، کام دینا، بے پرواہ کرنا (غْنَى (س) غْنَى وَغْنَاءً: بے نیاز ہونا)۔ هَلَكَ ماضی واحد مذکر غائب (جاتا رہا، گیا گذرا) هَلَكَ (ن) هَلَاكًا: فنا ہونا، ختم ہونا، سلطان زور، قوت، غلبہ و حکومت۔ خَلَدُوا: امر جمع مذکر حاضر، أَخَذَ (ن) أَخَذًا: چکڑنا۔ غَلَوَا امر جمع مذکر حاضر، غَلٌ (ن) غَلًا: ہاتھ میں ہتھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔ صَلُّوا: امر جمع مذکر حاضر، (اصلہ صَلُّوا) (تفعلیل) صَلَاةُ النَّارِ تَصْلِيَّةٌ: آگ میں ڈالنا، (مادہ ص، ل، ی صلی) (س) صَلَّى وَصَلِيًّا: آگ میں داخل ہونا، آگ میں جلنا) سِلْسِلَةٌ زَنْجِيرٌ، جمع سلام، ذرع اسم بمعنی ٹاپ، پیمائش (۲) طول (در اصل مصدر ہے ذَرَعُ (ف) ذَرَعًا: ٹاپنا، بمعنی ٹاپ و پیمائش حاصل مصدر) ذراع: گز، ہاتھ یعنی کہنی سے لے کر بیچ کی انگلی کے سرے تک، جمع أَذْرُعٌ۔ اسْلُكُوا امر جمع مذکر حاضر، سَلَكٌ (ن) سَلُوكًا: داخل کرنا، چکڑنا، لَا يَخْضُ مَضَارِعٌ وَاحِدٌ مذکر غائب، خَضَّ (ن) خَضًا: ابھارنا، ترغیب دینا۔ طَعَامٌ: یہاں طعام اسم مصدر ہے، ازْ أَطْعَمَ، بمعنی اِطْعَامٌ، کھلانا جیسے عَطَاءٌ بمعنی إِعْطَاءٌ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مِسْكِينٌ: گزر چکا۔ حَمِيمٌ: دوست، جمع أَحْمَاءٌ (دوسرا معنی گرم پانی اس کی جمع حَمَائِمٌ) غَسَلِينَ: دوزخوں کا پیپ بالفاظ دیگر دَعْوُونَ۔ (دوزخ کے ایک درخت کا نام بھی ہے۔ رَاغِبٌ) الْخَاطِطُونَ: گناہگار لوگ، خَطِيئٌ (س) خَطَاٌ وَخَطَأٌ: گناہ کرنا، غلطی کرنا۔

**ترکیب** وَأَمَّا مَنْ أَوْتِي كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَلِيَّتِي لَمْ أَوْتِ كِتَابِيهِ..... ترکیب حسب سابق ہے، (یا حرف تشبیہ، لم أَوْتِ كِتَابِيهِ لیت حرف مشبہ بالفعل کی خبر) ولم أَدْرِ ما حسابیہ..... لم أَوْتِ پر معطوف (ما اسم استفہام مبتدا حسابیہ خبر، اور ہا برائے سکتے، مبتدا و خبر لم أَدْرِ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام) يَلِيَّتَهَا كَانَتْ الْقَاضِيَةَ..... یا حرف تشبیہ لیت حرف مشبہ بالفعل ہا اس کا اسم، (مرجع الموتۃ الاولی باعتبار مفہوم کے) كَانَتْ الْقَاضِيَةَ جملہ فعلیہ ہو کر لیت کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم خبر ماقبل یقول کے تحت، مَا أَغْنَى عَنِّي مالیہ..... ما أَغْنَى فعل منفی عنی جار مجرور متعلق، مالیہ مرکب اضافی فاعل اور ہا برائے سکتے، پھر جملہ مستانفہ بیانہ یا تعلیلیہ)

۱۔ دوسرے معنی ہیں فیصلہ کرنا، اور بھی بہت سارے معانی ہیں مگر طلبہ عزیز کی سہولت کے پیش نظر ہر جگہ اختصار کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔ جب سلطان کے معنی حجت و قوت ہوں تو اس کی جمع نہیں آتی، دوسرے معنی ہیں بادشاہ جمع سلاطین۔

۳۔ دعویٰ ای اسم لما یجری من الجراح اذا غسلت۔

۴۔ ہا کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ یا حرف ندا اور متادی محذوف مثلاً یا قوم وغیرہ۔

۵۔ قولہ ما أَغْنَى عنی مالیہ: مالیہ میں ما اسم موصول اور لی جار مجرور متعلق محذوف کے ہو کر صلہ بھی مان سکتے ہیں۔

هَلْكَ عَنِّي سُلْطَانِيَّةٌ ..... مَا اعْنَى كِي طَرَحَ، خَذْوَةٌ فَعْلُوَةٌ ثُمَّ الْجَحِيمِ صَلْوَةٌ ..... سَبَّ مَعْطُوفٌ  
 وَمَعْطُوفٌ عَلَيْهِ (الْجَحِيمِ مَفْعُولٌ بِهِ ثَانِي مَقْدَمٌ) ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ثُمَّ حَرْفٌ مَعْطُوفٌ  
 اس کے بعد فعل محذوف یعنی زیدوا فی عذابه (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) فی حرف جر سلسلہ موصوف  
 ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا مَبْتَدَاؤُ خَبَرٌ جُمْلَةٌ اسْمِيَّةٌ صِفَتٌ، مَوْصُوفٌ مَعَ صِفَتٍ مَجْرُورٌ، پھر متعلق اسلکوا مؤخر کے، اور اس کا  
 عطف زیدوا پر اور اس کا ماقبل پر، تمام معطوفات مل ملا کر یعنی خذوه فَعْلُوَةٌ وَغَيْرُهُ مَقُولَةٌ يُقَالُ مَحْذُوفٌ كَأَنَّ - إِنَّهُ كَانَ  
 لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ..... تَرْكِبٌ آسَانٌ هُوَ، جُمْلَةٌ تَعْلِيلِيَّةٌ - وَلَا يَخْضُ عَلَيَّ طَعَامُ الْمَسْكِينِ ..... مَاقِلٌ لَا  
 يُؤْمِنُ بِمَعْطُوفٍ، (مَحَلُّ نَصْبٍ فِيهِ) فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَهْنَا حَمِيمٌ: فَافْصِيحْهُ أَيِ إِنَّ كَانَتْ هَذِهِ أَحْوَالُهُ فِي  
 الدُّنْيَا فَلَيْسَ لَهُ الْخَلْقُ لَيْسَ لِعَلِّ نَاقِصٌ لَهُ ثَابِتًا كَيْ مَتَّعَ هُوَ كَرِخَرٌ مَقْدَمُ الْيَوْمِ أَوْ هَهْنَا دُونِ نَظَرٍ مُسْتَقَرٍّ هُوَ كَرِ  
 حَمِيمٌ سَعَالٌ أَوْ رُوِيَ اسْمٌ مُؤَخَّرٌ، لَيْسَ لِعَلِّ نَاقِصٌ مَعَ اسْمٍ وَخَبَرٌ جَزَاءٌ - وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسَلِينَ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا  
 الْخَاطِئُونَ ..... وَأَوْ عَاطِفَةٌ، لَا زَائِدَةٌ، بَرَاءَةٌ تَأْكِيدِيَّةٌ، طَعَامٌ مَوْصُوفٌ، إِلَّا أَدَاةٌ حَصْرٌ مِنْ جَارِهِ، غَسَلِينَ  
 مَوْصُوفٌ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ صِفَتٌ، (إِلَّا أَدَاةٌ حَصْرٌ) مَوْصُوفٌ مَعَ صِفَتٍ مَجْرُورٌ، جَارٌ مَجْرُورٌ مُتَّعَلِقٌ كَاتِبٌ كَيْ هُوَ كَرِ  
 صِفَتٌ طَعَامٌ كِي، أَوْ طَعَامٌ كَاطِفٌ حَمِيمٌ پَر -

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ ﴿١٥﴾ وَمَا لَا تُبْصَرُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٧﴾
پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جن کو تم دیکھتے ہو • اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم دیکھتے نہیں • کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا •
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ﴿١٩﴾
اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے، تم بہت کم ایمان لاتے ہو • اور نہ یہ کسی کاهن کا کلام ہے
قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٠﴾ تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢١﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا
تم بہت کم دیکھتے ہو • رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے • اور اگر یہ ہمارے ذمہ
بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٢٢﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٢٣﴾ ثُمَّ لَقَطْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٢٤﴾
کچھ باتیں لگا دیتے • تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے • پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے •
فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٢٥﴾ وَإِنَّهُ لَتَذِكْرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢٦﴾
پھر تم میں کوئی ان کا اس مزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا • اور بلاشبہ یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے •

۱۔ یا مفعول بہ محذوف کا ای صلوا الجمیم صلوا از قبیل ما ضم عاملہ

۲۔ تم حرف عطف کے بعد زیدوا فعل محذوف اس لئے مانا پڑا کہ اگر فعل محذوف نہ مانا جائے تو معطوف واحد میں دو حروف عطف جمع ہو جائیں گے  
 یعنی ایک تم اور ایک فاسلکوا میں فا بعض نے کہا کہ فاسلکوا میں فا زائدہ ہے حسین کلام کے لئے نہ کہ عطف (مظہری)

۳۔ یا ہر الیوم اور ہہنا طرف خبر مقدم یعنی آتا ہے۔

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ﴿۳۹﴾ وَإِنَّ لَهُمْ لَحِسْرَةً عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۴۰﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ

اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے تکذیب کرنے والے بھی ہیں • اور یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے • اور یہ قرآن حقیقی

الْيَقِينِ ﴿۴۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۴۲﴾

یعنی بات ہے • سوائے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے •

### تشریح

ما قبل میں مومنین و مجرمین کی جزا و سزا کا ذکر تھا، تو ممکن تھا کہ کوئی منکران باتوں کو سن کر یہ کہنے لگے کہ یہ تمام باتیں تو قرآن میں لکھی ہیں اور قرآن تو شاعروں یا کاہنوں کا کلام ہے، تو اس کے ازالہ اور رد کے لئے اب مذکورہ آیات میں قرآن کی حقانیت اور اس کی عظمت کا بیان ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَلَا أَلْفِيسُ بِمَا تُبْصِرُونَ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ، إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ. میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے، عالم میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک وہ جن کو آدمی آنکھوں سے دیکھتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور دوسری وہ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی مثلاً زمین، ہم کو چلتی ہوئی نظر نہیں آتی لیکن حکماء کے دلائل سے اس کا چلنا ثابت ہے، (ترجمہ شیخ الہند) لہذا یہ تمام مخلوق کی قسم ہے، اور اس قسم کو مقصود سے مناسبت یہ ہے کہ قرآن مجید کا لانے والا نظر نہ آتا تھا یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اور جن پر قرآن آتا تھا وہ نظر آتے تھے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، لہذا اگر قرآن کا لانے والا نظر نہ آئے تو اس کو دنیا کی چیزوں پر قیاس کر لو کہ بعض چیزیں محسوسات میں سے ہیں اور بعض غیر محسوسات میں سے مگر ہیں دونوں ثابت، لہذا یہ اللہ کا کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا، اور جس پر یہ کلام نازل ہوا وہ ضرور رسول ہیں، اسی کو اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ فرمایا کہ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا، اسی طرح کی آیت سورۃ التکویر میں بھی ہے إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ النَّخْ۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلٍ شَاعِرٍ: اور یہ قرآن کسی شاعر کا کلام نہیں ہے جیسا کہ کفار آپ کو شاعر کہتے تھے (یہ شاعروں کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ شاعروں کا کلام اکثر بے اصل ہوتا ہے اور اس کے مضامین محض وہمی اور خیالی اور بیجا مبالغوں پر مشتمل ہوتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں تمام تر مضامین مبنی بر حقائق ہیں۔ قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ: مگر تم بہت کم ایمان لاتے ہو (یہاں قلت سے مراد عدم ہے یعنی بالکل ایمان نہیں لاتے، مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چند آسان باتوں پر یقین رکھے مثلاً صلہ رحمی، خیر خواہی، پاکدامنی وغیرہ کے اچھے ہونے پر یقین رکھے اور دیگر اہم امور کا منکر ہو تو اس کا یہ ایمان کالعدم ہے، جلالین) وَمَا هُوَ بِقَوْلٍ كَاهِنٍ: اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے جیسا کہ بعض کفار آپ کو کاہن کہتے تھے (کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو بھوت پریت اور جنوں وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ جن ان کو غیب کی بعض جزئی

۱۔ قولہ بما تبصرون الخ: بعض حضرات نے فرمایا کہ نہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد حق تعالیٰ کی ذات و صفات ہیں، بعض نے فرمایا کہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد دنیا کی چیزیں ہیں اور نہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد آخرت کی چیزیں ہیں۔ (مظہری)

ہاتھ بتاتے تھے، لیکن جنوں کا کلام معجز نہیں ہوتا، کیوں کہ ایک جن کسی کا ہن کو جو ایک بات سکھاتا ہے دوسرا جن بھی ویسی ہی بات دوسرے کا ہن کو سکھلا سکتا ہے حالانکہ قرآن معجز ہے کہ دوسرا کوئی اس جیسا کلام نہیں بنا سکتا لہذا یہ قرآن کسی کا ہن کا کلام نہیں ہے) فَلْيَلَا مَا قَدْ كُفِرُوا مگر تم بہت کم سمجھتے ہو (یہاں بھی قلت سے مراد عدم ہے)۔ تَنْزِيلٍ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ غرض یہ قرآن نہ شعر ہے اور نہ کہانت، بلکہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا کلام ہے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا عَنْهُ الْوَيْبِينَ لَمَّا بَيْنَكُمْ مِنْ آخِذٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ: یہاں سے قرآن کریم کے حق ہونے کی ایک دلیل عقلی ارشاد ہوتی ہے کہ اگر یہ پیغمبر ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے، یعنی جو کلام ہمارا نہ ہوتا اس کو اپنی طرف سے گھڑ کر ہمارا کلام کہتے اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتے، تو کیا ہم یونہی دیکھتے رہتے اور ان کو ڈھیل دیتے رہتے کہ خلق خدا کو گمراہ کریں، نہیں ہرگز نہیں، بلکہ ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے، پھر تم میں کوئی ان کو اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا، (رگ دل کاٹنے سے آدمی مر جاتا ہے مراد اس سے قتل ہے، اور داہنا ہاتھ پکڑنے کی تخصیص غالباً اس لئے ہے کہ جلاد جب کسی مجرم کو قتل کرتا ہے تو اپنے دائیں ہاتھ سے اس کا داہنا ہاتھ پکڑتا ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے تلوار وغیرہ سے اس پر حملہ کرتا ہے۔

وَإِنَّ لَتَذِكْرَةَ لِّلْمُتَّقِينَ: اور بے شک یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے (للمتقين کا لام برائے تخصیص ہے، کیونکہ متقی لوگ ہی اس نصیحت سے نفع اٹھاتے ہیں)

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ وَإِنَّ لَهُمْ لَعَسْرَةً عَلَى الْكَافِرِينَ: اس میں مکذبین کے لئے وعید ہے کہ ہم کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض تکذیب کرنے والے بھی ہیں (پس ہم ان کو اس کی سزا دیں گے) اور (اس اعتبار سے) یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے، کیونکہ ان کے لئے بوجہ تکذیب کے یہ سبب عذاب ہو گیا۔ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ اور یہ قرآن تحقیقی یقینی بات ہے یعنی اس کے مضامین سرتاپا سچ ہیں اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں (یہاں اضافہ الصفة الى الموصوف ہے ای یقین الحق) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ سو جس کا یہ کلام ہے آپ اپنے اس عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (تحمید) کیجئے (کہ تسبیح و تقدیس ان سب غنموں سے نجات کا ذریعہ ہے جو کفار کی جانب سے پہنچتے تھے)

**ضمائم کے مراجع** قولہ عنہ حاجزین: عنہ ای عن هذا الفعل وهو القتل (روح المعانی) جلالین میں عنہ کی ضمیر کا مرجع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے۔

۱۔ سورۃ ق میں جان کورگ گردن سے تعبیر فرمایا اور یہاں رگ دل سے جس سے ظاہر امراد ثرائیں ہیں جن کا نسبت قلب ہے، بات یہ ہے کہ اسی رگ قلب کی شاخیں گردن تک بھی پہنچی ہیں پس دونوں تعبیروں کا حاصل ایک ہی ہے۔ (بیان القرآن)

۲۔ قرآن کافی نصہ حق ہونا اس کی صفات کمالہ ذاتیہ ہے اور موجب نصیحت ہونا اس کی صفت کمالہ اضافیہ ہے۔

۳۔ ابن عامر جہنی کی روایت ہے کہ جب یہ آیت "فسبح باسم ربك العظيم" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھو اور جب آیت "سبح اسم ربك الاعلیٰ" نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو اپنے سجدہ میں رکھو اسی لئے باجماع امت رکوع اور سجدہ میں یہ دونوں تسبیحات پڑھی جاتی ہیں، جمہور کے نزدیک ان کا پڑھنا اور تمین مرتبہ تکرار کرنا سنت ہے، اور بعض نے واجب بھی کہا ہے۔ (معارف)

**سوال** قولہ حاجزین: حاجزین ما مشابہ بلیس کی خبر ہے تو اس کو جمع کیوں لایا گیا جبکہ آخذ جو ما مشابہ بلیس کا اسم ہے مفرد ہے۔

**جواب** آخذ: نکرہ تحت الھی واقع ہے اس لئے یہ بوجہ عموم جمع کے معنی میں ہے۔

**لغات** لَا أَقْسِمُ مضارع واحد متکلم (از) (افعال) أَقْسَمَ إِقْسَامًا: خدا کی قسم کھانا۔ شاعر: اسم فاعل واحد مذکر، منظوم کلام کہنے والا، جمع شعراء، شِعْرٌ فَلَانٌ (ن) شِعْرًا: شعر کہنا، جاننا، محسوس کرنا، نگاہن: اسم فاعل واحد مذکر، اٹکل سے آئندہ باتوں کی خبر دینے والا، جمع کُھَان، وَكَهْنَةٌ-كَهَنٌ (ن) كَهَانَةٌ: غیب کی باتیں بتانا، (باب کرم سے معنی ہیں کاہن ہونا) رب: پروردگار، مالک، جمع آرباب دراصل باب نصر کا مصدر ہے بمعنی التربیۃ، اور تربیت کے معنی ہیں کسی چیز کو رفتہ رفتہ درجہ کمال تک پہنچانا، پھر بطور مبالغہ مصدر یعنی رَبُّ کو بطور صفت استعمال کیا جانے لگا جیسے زَيْدٌ عَدْلٌ اِی عَادِلٌ. العالمین: (سب جہان، دنیا بھر) عالم کی جمع، بمعنی جاننے کا آلہ، (اسم آلہ) چونکہ جہان کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کی عظمت کا علم حاصل ہوتا ہے اس لئے اس کو عالم کہتے ہیں (مزید عمدہ تحقیق سورۃ التکویر پارہ عم میں) تَقْوَلُ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعل) کسی پر الزام لگانا، جھوٹ گڑھنا۔ أَقَاوِيلُ: باتیں، اقوال کی جمع، اور اقوال قول کی جمع۔ قَطَعْنَا: ماضی جمع متکلم قَطَعَ: (ف) قَطْعًا: کاٹنا۔ الوتین: دل کی رگ جس سے تمام رگوں میں خون جاتا ہے، اگر یہ کٹ جائے تو آدمی مر جاتا ہے، جمع وَتْنٌ أَوْ تِنَةٌ. احد: کوئی، ایک، اکیلا جمع آحاد۔ حاجزین: اسم فاعل جمع مذکر، روکنے والے، حَجَزَ (ض) حَجَزًا: روکنا، رکاوٹ بننا۔ تَذْكُورَةٌ: نصیحت، تفعلیل سے اسم مصدر (قرآن کو بطور مبالغہ تذكورة کہا گیا ہے) ذَكَرَ النَّاسُ: وعظ و نصیحت کرنا۔ حَسْرَةٌ: مصدر خَبِرَ (س) حَسْرًا وَحَسْرَةً: افسوس کرنا (بمعنی افسوس حاصل مصدر، جمع حَسَرَاتٍ) حَقٌّ: بطور صفت کے مستعمل ہے بمعنی برحق، سچا، (۲) مصدر بھی ہوتا ہے حَقٌّ (ض) حَقًّا: صحیح و ثابت ہونا۔ الیقین: صیغہ صفت، یَقِنُ الشَّيْءُ (س) یَقِنًا: واضح ہونا، یَقِنُ الشَّيْءُ وَبِهِ، جاننا، یقین حاصل کر لینا۔ (یقین طمانینت قلب کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو، مزید تفصیل پارہ عم سورۃ النکاثر میں) الْعَظِيمُ: صیغہ صفت، بڑا عظیم الشان، عَظْمٌ (ك) عِظْمًا وَعِظَامَةٌ: بڑا ہونا، عظیم کی جمع عظام.

۱۔ لا اقسام کے شروع کلام زائدہ ہے اور قسموں پر یہ حرف زائد کرنا عربوں کے محاورہ میں معروف ہے، مگر اصح قول یہ ہے کہ یہ حرف مخاطب کے ہاٹل خیال کی تردید کے لئے شروع قسم میں لایا جاتا ہے۔

**فائدہ** بندے جب اللہ کی قسم کھاتے ہیں تو مقصد قسم اپنے بیان پر اللہ کو گواہ بنا کر کسی چیز کی حقانیت کو ثابت کرنا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ شانہ جب کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو مقصد اس چیز کو بطور دلیل اور شہادت کے پیش کر کے مطمئن علیہ کو ثابت کرنا ہوتا ہے، گویا جن چیزوں کی قسم کھائی جاتی ہے وہ سب بزبان حال اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی عظمت اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں۔

۲۔ نامہ راغب نے کہا کہ جو شخص اپنے ظن سے گذری ہوئی باتیں بتاتا ہو وہ کاہن ہے اور جو اپنے ظن سے آئندہ کی باتوں کی اطلاع دے اس کو عرف کہتے ہیں۔  
۳۔ لفظ رب بلا اضافت اللہ کے ساتھ خاص ہے، اور اضافت کے ساتھ غیر اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے رب المال، بعض نے کہا کہ رب صفت صفت ہے بعض نے کہا کہ یہ اسم فاعل ہے، اور اس کا الف حذف کر دیا گیا، جیسے ہار و ہار۔

**مركب** **فَلَا أَلْقِمْ بِمَا تُبْصِرُونَ** ..... **فَا اسْتَنْافِيهِ**، **لَا تَانِيهِ**، **أَقْسِمُ** فعل بفاعل با حرف جر ما تبصرون اسم موصول مع صلہ معطوف علیہ۔ **وَ** او عاطفہ ما لا تبصرون اسم موصول مع صلہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، پھر متعلق **أَقْسِمُ** کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم، **إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ** معطوف علیہ (انہ کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے اور **لَقَوْلُ** کالام مزحلقتہ ہے) **وَ** وما هو بقول شاعر: **وَ** او عاطفہ ما مشابہ بلیس ہو ضمیر اس کا اسم با حرف جر زائد، قول شاعر مرکب اضافی لفظا مجرور محلا منصوب، خبر ما مشابہ بلیس کی، ما اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب قسم، **قَلِيلًا مَا تُوْمِنُونَ** جملہ معترضہ (قلیلاً صفت ہے مصدر مخذوف کی اور ما زائدہ ای **تُوْمِنُونَ** ایمانا قلیلاً، ایمانا قلیلاً مفعول مطلق، یا **تُوْمِنُونَ** زمانا قلیلاً، اب یہ مفعول فیہ بنے گا) **وَ** **لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ** ..... **وَ** او عاطفہ لا زائدہ برائے تاکید فی، بقول کاهن، کا عطف بقول شاعر پر، **قَلِيلًا مَا تَذَكُرُونَ** حسب سابق ترکیب ہو کر جملہ معترضہ ثانیہ، **تَنْزِيلٍ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ**، ای **هُوَ تَنْزِيلُ الْخَبْرِ** مبتدا و خبر جملہ مستانفہ بیانیہ (من رب العالمین متعلق تنزیل کے) **وَ** **لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ** ..... **وَ** او استنافیہ یا عاطفہ، **لَوْ** حرف شرط، **تَقَوَّلَ** فعل ماضی ضمیر فاعل، راجع نبی ﷺ کی طرف، **عَلَيْنَا** متعلق، **بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ** مرکب اضافی مفعول بہ۔ مکمل جملہ شرط **لَا أَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ** ..... **لَا** واقع در جواب لو، **أَخَذْنَا** فعل بفاعل منہ متعلق اخذنا کے، (کیونکہ وہ نلنا کے معنی کو مضمین ہے) **بَا** زائدہ الیمین مفعول بہ، پھر مکمل جملہ معطوف علیہ۔ **ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ** ..... **ثُمَّ** حرف عطف **لَقَطَعْنَا** الخ کی ترکیب **لَا أَخَذْنَا** الخ کی طرح ہو کر معطوف علیہ معطوف، (منہ متعلق لقطعنا کے) **فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ** **فَا** عاطفہ ما مشابہ بلیس منکم متعلق ہو کر حال احد سے، **مِنْ** حرف جر زائد، احد لفظا مجرور محلا مرفوع اسم ما، **عَنْهُ** متعلق مقدم حاجزین کے اور وہ خبر، ما مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف علیہ معطوف، **وَ** **إِنَّهُ لَتَذَكُّرٌ لِّلْمُتَّقِينَ** معطوف علیہ معطوف، (للمتقين متعلق تذكرة کے) **وَ** **إِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ** معطوف علیہ معطوف (أَنَّ مِنْكُمْ الخ بتاویل مصدر **نَعْلَمُ** کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام) **وَ** **إِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ** معطوف علیہ معطوف، (على الكافرين متعلق حسرة کے یا پھر مخذوف کے متعلق ہو کر حسرة کی صفت) **وَ** **إِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ** معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب شرط، فسبح باسم ربك العظيم ..... **فَا** فیصیہ ای اذا ثبت المذكور سبح الخ جزا (باسم متعلق سبح کے)

**اجزاء** **قوله إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ**، طلبہ عزیزان اور ان کے مواقع استعمال یاد کریں، اور اس کی تفصیلی بحث مشکل ترکیبوں کے حل میں ہے۔

۱ تبصرون میں ہم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر مخذوف ہے ای تبصرونہ۔

۲ اعراب القرآن مجی الدین میں اس کو نائب مفعول مطلق لکھا ہے۔

۳ اگر بائیں کے باکو زائدہ نہ مانیں تو پھر مطلب ہوگا لاخذناہ بقوة منا اب یہ اخذنا کے فاعل سے حال بنے گا ای اخذنا منہ حالة كوننا

۴ الفویا، فالیمین مسما للبقوة۔ فسبح الخ سورة الواقعة میں بھی گذر چکا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سورة المعارج مكية

سَالَ سَائِلٌ بُعْدَابٍ ۱ ۱ وَقَعَ ۱ ۱ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۱ ۱ مِّنَ اللّٰهِ

ایک درخواست کرنے والا اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے • جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں • جو اللہ کی طرف سے

ذِي الْمَعَارِجِ ۳ ۳ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ

واقع ہوگا جو کہ سیر ہیوں کا مالک ہے • فرشتے اور روہیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں، ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس

أَلْفَ سَنَةٍ ۳ ۳ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ۵ ۵ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۱ ۱ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۱ ۱

ہزار سال ہے • سو (آپ ﷺ) صبر کیجئے اور صبر بھی ایسا جس میں شکایت کا نام نہ ہو • یہ لوگ اس دن کو بعید دیکھ رہے ہیں • اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں •

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۸ ۸ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۱ ۱ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ

جس دن آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا • اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے • اور کوئی دوست کسی دوست کو

حَمِيمًا ۱۰ ۱۰ يُبْصِرُونَهِمْ ۱ ۱ يَوْمَ الْمُجْرِمِ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابٍ يَوْمُنِدِّ بَيْنِهِ ۱۱ ۱۱

نہ پوچھے گا • باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے، مجرم اس بات کی تمنا کریں گے کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو •

وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۱۲ ۱۲ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۱۳ ۱۳ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ

اور بیوی کو اور بھائی کو • اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا • اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دیتے، پھر

يُنْجِيهِ ۱۳ ۱۳ كَلَّا إِنَّهَا لَأُظَى ۱ ۱ نَزَّاعَةً لِّلشَّوْىِ ۱۱ ۱۱ تَدْعُوا مِنْ أَدْبَرٍ وَتَوَلَّى ۱۴ ۱۴

یہ اس کو بچالے • یہ ہرگز نہ ہوگا، وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے • جو کھال اتار دے گی • وہ اس شخص کو بلاو گی، جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور بے فنی کی ہوگی •

وَجَمَعَ فَأَوْعَى ۱۸ ۱۸

اور جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا •

ربط

سورت سابقہ کی طرح اس سورت میں بھی احوال قیامت اور مؤمنین کی جزاء اور کفار کی سزا بیان کر رہے۔

تشریح

شان نزول یہ ہے کہ نصر ابن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں اس قدر جرأت سے کام لیا

کہ کہنے لگا: اللہم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء او نسا بعذاب الیم۔

یعنی یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر اس کے نہ ماننے کی وجہ سے آسمان سے پتھر

برسائے یا ہم پر کوئی اور دردناک عذاب واقع کر دیجئے، یعنی براہ کستاخی یہ کہتا تھا کہ جب ہم قرآن کی تکذیب کرتے ہیں تو اگر یہ قرآن حق ہے تو پھر دیر کیوں؟ ہم پر پتھروں کی بارش کیوں نہیں کر دی جاتی؟ مذکورہ آیات میں اولاً اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست کی نفل فرمائی، پھر فی یوم کان مقدارہ..... الخ سے وقوع عذاب کا اصل وقت بتلایا، اور بادینا میں عذاب اور سزا تو یہاں کی سزا کیا سزا ہے، یہاں سزا ہو یا نہ ہو، اصل سزا کا انتظار کرو! (تفسیر مظہری میں بروایت امین ابی حاتم لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں عذاب دیا، اور اصل عذاب کی تفصیل مندرجہ ذیل آیات میں آرہی ہے)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! سَالِ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ لَئِن لَّمْ يَکْفُرْوا لَیْسَ لَهُ دَافِعٌ. ایک مانگنے والے نے اس عذاب مانگا جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے، جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

مِنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ: جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیرھیوں والا ہے، یعنی آسمانوں والا ہے (یعنی آسمانوں کا مالک ہے)

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ اِلَیْهِ: ان سیرھیوں سے فرشتے اور اہل ایمان کی روہیں اللہ کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں۔ (یعنی عالم بالا میں جو موقع ان روحوں کے چڑھنے کا مقدر ہے وہاں جاتی ہیں۔ اور چونکہ اس عروج یعنی چڑھنے کا راستہ آسمان ہے اس لئے ان کو معارج (یعنی سیرھیاں) فرمادیا)

فی یوم کان مقدارہ خمسين الف سنة. اسی يقع العذاب فی یوم..... الخ. وہ عذاب ایسے دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے، مراد قیامت کا دن ہے (دوسری آیت میں اس دن کی مقدار ایک ہزار سال بتلائی گئی ہے تو مطلب یہ ہے کہ کفر و شرک کے اعتبار سے لوگوں کے مختلف گروہ ہوں گے لہذا اس کا طول کفار کے مختلف گروہوں کے اعتبار سے مختلف ہوگا۔ کسی گروہ کو باعتبار شدت کفر کے وہ دن پچاس ہزار سال کے بقدر معلوم ہوگا اور دوسرے گروہ کو ایک ہزار سال کے بقدر معلوم ہوگا، جیسا کہ بے چینی اور شدت تکلیف کا ایک گھنٹہ بعض اوقات انسان کو ایک دن بلکہ ایک ہفتہ کے برابر معلوم ہوتا ہے، اور عیش و آرام کا طویل وقت بھی مختصر معلوم ہوتا ہے۔ ایام مصیبت کے تو کانٹے نہیں کتنے دن عیش کے گمڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے اور کافروں کی تخصیص اس لئے کی کہ حدیث میں ہے کہ مؤمن کو وہ دن اس قدر ہلکا معلوم ہوگا جیسے ایک فرض نماز ادا کرنے میں وقت لگتا ہے۔

بعض روایتوں میں نعر ابن حارث کے بجائے دوسرے لوگوں کا نام مذکور ہے، مگر میں نے ان راجح اقوال پر اکتفا کیا ہے، جو موافقان القرآن اور معارف القرآن میں مذکور ہیں، اور اتنی مقدار طلبہ عزیز کے لئے کافی ہے، تمام اقوال ذکر کرنے میں میری ناکامی رائے کے اعتبار سے تالیف الاطلاق ہے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ ذی المعارج کے معنی ہیں ذی السنون یعنی مالک السنون. معراج اس سیرگی کو کہتے ہیں، جس میں نیچے سے اوپر چڑھنے کے لئے بہت سے درجات ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفت اس آیت میں ذی المعارج ہے، یعنی درجات عالیہ والا۔ اور یہ درجات عالیہ اوپر چھ سات آسمان ہیں۔ (کذا قال سعید ابن جبیر)

جمہور کے نزدیک الروح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں۔ حسب احمد بن حنبل

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا: سو جب آپ نے یہ بات جان لی کہ ان پر عذاب کا آنا ثابت ہے تو آپ ان کی مخالفت پر صبر کیجئے، یعنی صبر جمیل کہ جس میں شکایت کا نام نہ ہو، یعنی یہ سمجھ کر برداشت کیجئے کہ ان کو سزا ہونے والی ہے۔

إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا. یہ لوگ اس یوم سزا یعنی قیامت کے دن کو بعید دیکھ رہے ہیں۔ یعنی کفار چونکہ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ اس کو بعید از امکان اور دور از عقل خیال کرتے ہیں، اور چونکہ ہم کو اس کا وقوع یقینی معلوم ہے، اس لئے ہم اس کو وقوع سے قریب دیکھ رہے ہیں (یعنی قیامت ہم کو اس قدر قریب نظر آ رہی ہے گویا اس کا وقوع ہوا رکھا ہے واضح رہے کہ یہاں قریب و بعید باعتبار مسافت یا زمانے کے مراد نہیں۔

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ. وہ عذاب اس روز واقع ہوگا جس دن کہ آسمان رنگ میں تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا (یعنی سیاہ) اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے، یعنی اڑتے پھریں گے (اون سے مراد دھنکی ہوئی اون ہے کیونکہ قرآن کی سورۃ القارعة میں المنفوش كالغوض کا لفظ ہے، اور رنگین سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ پہاڑ بھی مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے "وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيْضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ" (سورۃ فاطر رکوع ۴۷)

وَلَا يَسْتَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا يُبْصِرُونَ نَهُمْ. اور قیامت کے روز کوئی دوست کسی دوست کا حال نہ پوچھے گا، یعنی کوئی کسی کی حمایت نہیں کرے گا، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی، حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے، یعنی ایسا نہیں کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ پائے اس لئے مدد نہ کر سکے بلکہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے بھی مگر اس کے باوجود کوئی کسی کی ہمدردی نہ کرے گا، بلکہ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

يَوْمَ الْمُجْرِمِ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمَئِذٍ بَيْنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ اس روز مجرم یعنی کافر اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فد یہ میں دیدے، پھر یہ فد یہ میں دینا اس کو عذاب سے نجات دیدے، یعنی اس روز ایسی نفسا نفسی ہوگی کہ کل تک جن بیوی بچوں وغیرہ پر جان قربان کرنے کیلئے تیار رہتا تھا آج یہ چاہے گا کہ سب کو فد یہ میں دے کر کسی طرح اپنی جان بچالوں مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

فرمایا: سَكَلًا إِنَّهَا لَطْفِي نَزَاعَةٌ لِلشَّوْىِ یہ ہرگز نہ ہوگا یعنی عذاب سے نجات نہ ہوگی اور وہ آگ مجرم کو کہاں چھوڑے گی وہ تو ایسی شعلہ زن اور تپتی ہوئی آگ ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ کھال تک کھینچ لینے والی ہے

۱۔ ایک دوسری آیت میں کالد بان ہے جس کی تفسیر ادیم احمر یعنی سرخ چمڑے سے کی گئی ہے تو دونوں تفسیروں میں اس طرح جمع ممکن ہے، کہ سرخی کی شدت سے سیاہی کے مشابہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے، پس احمر اور اسود دونوں کہاں صحیح ہے، یا مطلب یہ ہے کہ اول ایک رنگ ہو پھر دوسرا بدل جائے، غرض آسمان سیاہ ہو جائے گا، اور پھٹ بھی جائے گا۔ (بیان القرآن)

۲۔ سورۃ صافات میں جو باہم سوال کرنے کا ذکر ہے، وہ بطور اختلاف کے ہے نہ کہ بطور ہمدردی کے، اس لئے یہ آیت اس آیت کے منافی نہیں۔

۳۔ یوم المجرم۔ یہ کفار کا حال ہے، احادیث سے ثابت ہے کہ اہل ایمان اپنے دوستوں کی خبر گیری کریں گے۔

تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَاوَعَى: وہ آگ اس شخص کو خود بلاوے گی جس نے دنیا میں حق سے پیٹھ پھیری ہوگی، اور طاعت سے بے رخی کی ہوگی، اور مال جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا، مال جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خلاف شرع ناجائز طریقوں سے جمع کیا ہو، اور پھر اس کو اٹھا کر رکھا یعنی اس مال پر عائد ہونے والے فرائض و واجبات کو ادا نہ کیا۔ (بعض آثار میں ہے کہ دوزخ اول زبانِ قال سے پکارے گی "الئی یا کافر" "الئی یا منافق" "الئی یا جامع المال" یعنی او کافر، او منافق، او مال سمیٹ کر رکھنے والے، ادھر آ، لوگ ادھر ادھر بھاگیں گے، اس کے بعد ایک بہت لمبی گردن نکلے گی، جو کفار کو چن چن کر اس طرح اٹھالے گی جیسے جانور زمین سے دانہ اٹھالیتا ہے (العیاذ باللہ) **ضمائر کے مواقع** قوله تعرج الملائكة والروح الیہ، الیہ ای الی اللہ سبحانہ، او الی عرشہ (مظہری) جلالین میں ہے ای الی مہبط امرہ من السماء، مضاف محذوف ہے ای الی محل ہبوط امرہ۔ یعنی اللہ کے امر کے اترنے کی جگہ کی طرف چڑھتے ہیں۔ قوله انہم یرونہ ای الکفار قوله انہا لظنی الضمیر لغیر مذکور وہی النار یدل علیہ العذاب۔ (مظہری)

**لغات** ذافع: اسم قائل واحد مذکر، دفع کرنے والا، ہٹانے والا، دَفَعَ (ف) دَفَعًا: ہٹانا، دور کرنا، مَعَارِج: سیڑھیاں (اوپر چڑھنے کا آلہ) مِعْرَاج اسم آلہ کی جمع، عَوَج (ن، ض) عَرُوجًا: چڑھنا، الروح: روح، جان، جمع اُرُوح (تفصیل در کتب کبیرہ) مِقْدَار: اسم مفرد، مقررہ اندازہ، جمع مَقَادِيرُ: سنۃ: سال، جمع سَنَوَات: جَمِیلًا صفت مشبہ، بہتر، خوہتر۔ جَمَل (ك) جَمَالًا: بہتر و بھلا ہونا، خوبصورت ہونا (جمیل کی جمع جُملاء) بَعِيدًا صفت مشبہ، دور (جمع بَعْدَاء) بَعْدًا (ك) بَعْدًا: دور ہونا، قَرِيبًا: صفت مشبہ، نزدیک، قُرْب (ك) قُرْبًا: نزدیک ہونا۔ المُهَل: تیل کی تلچٹ یعنی تیل کی گاد، العهن: اون، یارنگین اون، جمع عُھُونُ، یُبْصَرُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر غائب، وہ دکھلا دیئے جائیں گے، (تفعلیل، تبصیر، دکھلانا) یَوَدُّ: مضارع واحد مذکر غائب، وَدَّ (س) وَدًّا و مودَّة: تمنا کرنا، چاہنا، یفتدی: مضارع واحد مذکر غائب، (اتعال) اِفْتَدَى اِفْتِدَاءً: فدیہ دینا، بدلہ دینا (مادہ ف، د، ی، فدی، ض) فِدَى، فِدَاءً: فدیہ دینا) بنیہ: مرکب اضافی بنین جمع ہے ابن کی، بیٹے، صاحبة اسم فاعل واحد مؤنث، بیوی، ساتھن، جمع صواحب، صَحَب (س) صُحْبَةً: ساتھ رہنا، فصيلة: کنبہ، قبیلہ، جمع فصائل۔ تَوَوَّى: مضارع واحد مؤنث غائب (افعال آوی ایواء: پناہ دینا، ٹھکانہ دینا (مادہ آوی) جَمِيعًا:

۱۔ قوله وجمع فَاوَعَى: اس سے کفار کا مکلف بالفروع ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ ان ردائل کی وجہ سے کفار کو اصل عذاب نہیں ہوگا بلکہ اشد عذاب ہوگا، اور نفس عذاب کفر ہوگا، بخلاف گناہگار زمین کے کہ ان کو معاصی پر نفس عذاب بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔ نزدیکی کبھی زمانہ کے اعتبار سے ہوتی ہے، کبھی جگہ کے اعتبار سے، کبھی تعلق کے اعتبار سے، کبھی درجہ کے اعتبار سے، کبھی پاس و لحاظ کے اعتبار سے اور کبھی قدرت کے لحاظ سے قرآن کریم میں یہ تمام استعمالات موجود ہیں آیت مذکورہ میں جو مراد ہے وہ نفس تشریح لکھا جا چکا ہے۔

۳۔ فصيلة اسم للعشيرة و زنه فصيلة بمعنى مفعولة مشتق من الفصل (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)

۴۔ آوی المكان والیہ (ض) أویًا: پناہ لینا، آوی فلانًا: پناہ دینا

بروزن فعلیل بمعنی مفعول یعنی مجموع، سب، سارے، جَمَعَ (ف) جَمَعًا: اکٹھا کرنا، جمع کرنا۔ یُنَجِّی: مضارع واحد مذکر غائب، (افعال) نجات دینا (مادہ نَجَوُ، نَجَا (ن) نَجَاةً: نجات پانا۔ لَطَّى: شعلہ زن آگ یعنی دکھتی ہوئی آگ، دراصل یہ باب سمع کا مصدر ہے بمعنی دکھنا، بطور مبالغہ صفت کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور اسی سے منقول ہو کر دوزخ کا علم ہو گیا (علیت اور تانیث کی بنا پر غیر منصرف ہے) نَزَاعَةٌ: اسم مبالغہ، بہت کھینچنے والی، نَزَعَ (ض) نَزَعًا: کھینچنا۔ شَوَى سر کی کھال، واحد شَوَاةٌ۔ اَذْبَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، (افعال، ادبَار، پیٹھ پھیرنا) تَوَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب (تفعل) تَوَلَّى تَوَلَّيًّا: منہ موڑنا یعنی بے رخی کرنا، پیٹھ پھیرنا (مادہ وَلَّى) اَوْعَى: ماضی واحد مذکر غائب، (افعال، ایفاء حفاظت سے رکھنا۔ (مادہ وَعَى، وَعَى (ض) وَعِيًا: محفوظ کر لینا)

**ترکیب** سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ ..... سَأَلَ فعل ماضی متضمن معنی دَعَا سَائِلٌ فاعل با حرف جر عذاب موصوف واقع للكافرين صفت اول (للكافرين ای علی الكافرين) ليس له دافع جملہ ہو کر صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق سَأَلَ کے، مِنْ اللّٰهِ ذی المعارج متعلق واقع صیغہ اسم فاعل کے، (ذی المعارج صفت ہے اللہ کی) سَأَلَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ ابتدائی، تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ..... جملہ متانفہ، ترکیب ظاہر ہے۔ فی یومٍ کان مقداره خمسين الف سنة ..... ای یَقَعُ الْعَذَابُ فی یوم النخ فی حرف جر، یوم موصوف کان فعل ناقص مقداره اس کا اسم خمسين ممتیز، الف سنة مضاف ومضاف الیه ممتیز وتمیز ہو کر تمیز برائے خمسين، اور وہ خبر فعل ناقص کی، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق فعل محذوف یَقَعُ کے، فاصِبٌ صَبْرًا جَمِيلًا ..... فا نسیہ ای اِنْ عَرَفْتَ هَذَا شَرًّا، اصبر صبراً جميلاً مکمل جملہ جزا (فی محل جزم) صبراً جميلاً مفعول مطلق۔ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيْبًا ..... ترکیب ظاہر ہے جملہ متانفہ بیانیہ (بعیداً مفعول بہ ثانی کیونکہ رویت علمی مراد ہے، نہ کہ رویت بصری، یعنی آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں بلکہ علم و فہم مراد ہے، نراه النخ کا عطف يَرَوْنَهُ پر)۔ یوم تكون السماء كالمهل ..... یوم مضاف تكون النخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ (حالت جری میں) (کالمهل متعلق محذوف کے ہو کر خبر تكون کی) وتكون الجبال كالعهن واو حرف عطف تكون الجبال كالعهن جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (فی حالة جر) ولايسئل حميمٌ حميماً ..... واو حرف عطف لايسئل حميمٌ حميماً: جملہ فعلیہ معطوف حالت جری میں (حميماً مفعول بہ اول، مفعول ثانی محذوف ہے ای حالہ) تمام معطوفات مل ملا کر مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف سے مل کر ظرف ہے فعل محذوف یَقَعُ کا، جس پر واقع مذکور نے دلالت کی۔

- ۱۔ اس کے معنی ہاتھ پاؤں کی کھال کے بھی آتے ہیں، (اعراب القرآن و صرفہ دیانہ) راغب لکھتے ہیں کہ شوی کے معنی اطراف بدن کے ہیں جیسے کہ ہاتھ اور پیر، اس معنی میں یہ مفرد ہے، دراصل شوی تھا، یا متحرک، قابل مفتوح، یا کوالف سے بدل دیا، اسی طرح شواة دراصل شویة تھا۔
- ۲۔ اس کے اور بھی بہت معانی ہیں واضح رہے کہ فاعل مفعول صلات وغیرہ کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔
- ۳۔ یا محذوف متعلق قرینہ کے۔

يُضْرُونَهُمْ جملہ فعلیہ حال از فاعل و مفعول یعنی حمیتہ حمیتا سے (یا جملہ متانفہ)۔

**اعتراض** يُضْرُونَهُمْ: میں دونوں ضمیر جمع کی ہیں حالانکہ مرجع ثننیہ ہے یعنی حمیتہ حمیتا۔

**جواب** حمیتہ حمیتا کو معنی عموم پر محمول کرتے ہوئے ضمیر کو جمع لایا گیا ہے۔

**اعتراض** يُضْرُونَ حال اور حمیتہ حمیتا ذوالحال ہے حالانکہ ذوالحال معرف ہوتا ہے۔

**جواب** حمیتہ حمیتا نکرہ تحت الہی واقع ہیں اور نکرہ تحت الہی عموم کا فائدہ دیتا ہے اور عموم میں بوجہ احاطہ افراد کے تخصیص ہو جاتی ہے لہذا نکرہ تحت الہی سے حال آنا صحیح ہے۔

يُودُ الْمُجْرِمِ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بَيْنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنَجِّيهِ..... يَوْمُ الْمُجْرِمِ فعل بفاعل، لَوْ حرف مصدری بمعنی أَنْ (اسی لئے لَوْ کے جواب کی ضرورت نہیں) يَفْتَدِي فعل بفاعل مِنْ حرف جر عَذَابِ يَوْمِئِذٍ مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور متعلق يَفْتَدِي کے، بَيْنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ سے وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا تک سب معطوف و معطوف علیہ ہو کر مجرور، پھر متعلق يَفْتَدِي کے اور وہ معطوف علیہ، يُنَجِّيهِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر مفعول بہ یود کا ای یود الفداء الخ: الغرض یود المجرم الخ جملہ متانفہ بیانیہ ہے (التي تؤويه اسم موصول مع صلصفت فصیلہ کی، فی الارض استقر محذوف کا متعلق اور وہ صلہ، جمیعاً حال از ضمیر استقر، ینجیہ فعل، ضمیر فاعل اس کا مرجع الافداء جو یفتدی سے منہوم ہے) كَلَّا إِنَّهَا لَلظَى نَزَاعَةٌ لِلشَّوَى..... كَلَّا حرف روع (رَدْعُ وَزَجْرٌ لَوْ دَادَتْهُمْ الْاِفْتِدَاءُ وَالْخِلَاصُ مِنَ الْعَذَابِ) إِنَّهَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لظَى خبر، نَزَاعَةٌ لِلشَّوَى شبہ فعل حال از لظَى۔ (للشوى متعلق نَزَاعَةٌ کے) تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَأَوْعَى..... تَدْعُوا فعل بفاعل (والضمير راجع الى لظَى ای النار) مَنْ اسم موصول أَدْبَرَ وَتَوَلَّى وَجَمَعَ فَأَوْعَى سب معطوف و معطوف علیہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ تَدْعُوا کا۔ اور تَدْعُوا خبر ثانی اِنْ کی۔

**تذکرہ** قرآن شریف کا رسم الخط توقیفی ہے، چنانچہ تدعو صیغہ واحد ہے، مگر اس کے آخر میں الف آ رہا ہے جو کہ جمع کے آخر میں آتا ہے اور کہیں یدعو وغیرہ میں آخر سے واؤ بھی حذف ہو جاتا ہے، جیسے سَدْعُ الزبَانِيَةِ (پ ۳۰) وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ (پ ۱۵) يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ (پ ۲۶) یہاں پڑھتے وقت واؤ اور یاء نہیں پڑھا جاتا اس لئے اس کو رسم الخط سے بھی حذف کر دیا۔

**البلغة** (۱) آیت کے اندر بعیداً و قریباً اور اليمين والشمال اور المشارق والمغارب میں صنعت طباق ہے۔

۱۔ العامل فيها ما دلت عليه لظى من معنى الفعل ای تلتظى نَزَاعَةٌ، وقيل هي بدل من لظى وقيل كلاهما خبر وقيل لظى بدل من اسم إن، نَزَاعَةٌ خبرها۔  
۲۔ تَدْعُوا الخ کو نَزَاعَةٌ کی ضمیر سے حال بتانا بھی صحیح ہے۔ (اعراب القرآن و صرف و بیان)

(۲) قولہ تعرج الملائکۃ والروح: ایک قول یہ ہے کہ روح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں لہذا اب تخصیص بعداً لعموم ہوگی، اور ان کا علاحدہ سے ذکر ان کے فضل و اعزاز کی بنا پر ہے۔

(۳) یوم تکنون السماء کالمہل وتکنون الجبال کالعین میں تشبیہ مرسل مجمل ہے، لکن ذہب وجہ الشبہ۔

(۴) ذکر العام بعد الخاص ہے لویفتدی من عذاب یومئذ بینہ الخ تا ومن فی الارض جمیعاً میں، لیبان ہول الموقف۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ

انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے • جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے • اور جب اس کو فارغ البالی ہوتی ہے

مَنُوعًا ۝ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝

تو بجل کرنے لگتا ہے • مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں •

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝

اور جن کے مالوں میں سوالی اور بے سوالی سب کا حق ہے •

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝

اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں • اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں •

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْيُنِهِمْ فَحَقُونَ ۝

واقعی ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں • اور جو اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھنے والے ہیں •

إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝

لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی لونڈیوں سے کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں •

فَمَنْ ابْتغىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ

ہاں جو اس کے علاوہ طلب گار ہو ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں • اور جو اپنی

لِأَمْنَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ ۝

امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں • اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں •

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّةٍ مُّكْرَمُونَ ۝

اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں • ایسے لوگ بیشکوں میں عزت سے داخل ہوں گے •

**تشریح** ماقبل میں کفار کی کچھ بری عادتوں کا ذکر تھا مثلاً وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ یعنی ناجائز طریقہ سے مال جمع کرنا، اور اس کو روک کر رکھنا یعنی مال پر عائد ہونے والے فرائض و واجبات کو ادا نہ کرنا، اب یہاں سے دوسرے رذائل اور بری عادتوں کا ذکر ہے، جو عذاب کا سبب ہوتے ہیں، فرمایا: إِنَّ الْإِنْسَانَ خَلِيقٌ هَلُوعًا الْخ: یعنی انسان (کافر انسان) کم ہمت اور کچے دل کا پیدا ہوا ہے، هَلُوع کی تفسیر خود قرآن کریم کے الفاظ إِذَامَسَهُ الشَّرُّ جَذُوْعًا الْخ سے آرہی ہے کہ جب اس کو کوئی شر یعنی تکلیف و مصیبت پہنچتی ہے تو حد جواز سے زیادہ جزع و فزع کرنے لگتا ہے اور صبر سے کام نہیں لیتا، اور جب اس کو کوئی خیر یعنی راحت و آرام اور مال و دولت مل جاتا ہے تو حقوق ضرور یہ سے بخل کرنے لگتا ہے اور مال خرچ کرنے سے منع کرنے لگتا ہے، ہاں اس خصلت سے مومنین صالحین مستثنیٰ ہیں فرمایا إِلَّا الْمُصَلِّينَ الْخ۔

**ایک شبہ اور اس کا جواب:** شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب اس کو پیدا ہی کم ہمت اور بے صبرا کیا گیا ہے تو اس میں اس کا کیا تصور ہے اور وہ مجرم کیوں قرار دیا گیا؟

**جواب** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت و جبلت میں خیر و صلاح کی استعداد بھی رکھی ہے اور شر و فساد کی بھی، اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و ہوش بھی عطا فرمائی اور اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ ہر ایک کام کا انجام بھی بتلایا، تو انسان کا تصور اور جرم اس لئے قرار پایا کہ اس نے بالغ ہونے کے بعد اپنے اختیار سے شر و فساد اور بخل کو اپنایا اور کار خیر کو اس نے چھوڑ دیا۔ إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ: مذکورہ خصلت جو عذاب کا سبب بنتی ہے اس سے مصلین یعنی مومنین مستثنیٰ ہیں، مصلین (نمازی) سے مراد مومنین ہیں لفظ مصلین استعمال کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ نماز مومن کی پہلی اور سب سے بڑی علامت ہے، مومنین کہلانے کے وہی لوگ مستحق ہیں جو نمازی ہیں، آگے مصلین کی چند صفات بتلائی گئی ہیں۔ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ: جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں، یعنی ظاہراً بھی دوسری طرف توجہ نہیں رکھتے کہ دائیں بائیں آگے پیچھے توجہ کرنے آئیں اور نہ باطناً دوسری طرف توجہ رکھتے ہیں کہ دھیان کہیں اور رکھنے لگیں گویا وہ لوگ خشوع سے نماز پڑھتے ہیں۔ اس کو دوسری آیت میں قداح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون سے تعبیر فرمایا ہے۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِللسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ اور جن کے مالوں میں سوائی اور بے سوائی سب کا حق ہے، یعنی غریب حاجتمندوں پر ایسے التزام سے مال خرچ کرتے ہیں جیسے ان کے ذمہ ان کا کچھ آتا ہو (نہ لکھان جتلا کر) سائل سے مراد وہ غریب حاجتمند ہے جو اپنی حاجت لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے اور محروم سے مراد وہ شخص ہے کہ فقیر اور حاجتمند ہونے کے باوجود محض شرافت نفس کی وجہ سے اپنی حاجت کسی پر ظاہر نہیں کرتا اس لئے لوگوں کی امداد سے محروم رہتا ہے، اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے لوگ صرف سائلین ہی کو نہیں دیتے بلکہ ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو اپنی حاجت کسی سے کہتے نہیں۔

۱۔ خشوع کے لغوی معنی سکون کے ہیں، اصطلاح شرع میں خشوع یہ ہے کہ قلب میں سکون ہو، یعنی غیر اللہ کا خیال قلب میں بالقصد حاضر نہ کرے، اور اعضائے بدن میں بھی سکون ہو، کہ مہذب اور فضول حرکتیں نہ کرے۔ (بیان القرآن)

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں (یعنی اس اعتقاد و یقین کی بنا پر اچھے کام کرتے ہیں، تاکہ اس دن کام آئے۔ الَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابٍ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ: اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں (یعنی اس سے ڈر کر برائیوں کو چھوڑ دیتے ہیں) إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ: واقعی ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں یعنی اللہ کا عذاب ایسی چیز نہیں کہ بندہ اس کی طرف سے مامون اور بے فکر ہو کر بیٹھ رہے، یہ آیت جملہ معترضہ کے طور پر ہے، آگے پھر انہیں مصلین کی صفات کا بیان ہے۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوحِهِمْ خَالِطُونَ السُّخِّ: اور جو اپنی شرمگاہوں کو (حرام سے) محفوظ رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیوی سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے حفاظت نہیں کرتے، کیونکہ اس سلسلہ میں وہ غیر ملوم ہیں یعنی ان پر اس میں کوئی الزام نہیں، ہاں جو اس کے علاوہ اور جگہ شہوت رانی کا طلب گار ہو تو ایسے لوگ حد شرعی سے نکلنے والے ہیں۔

## اہم فائدہ:

اس عدم جواز میں نکاح کی وہ صورتیں بھی داخل ہیں جو شرعاً حلال نہیں جیسے ان عورتوں سے نکاح جن سے شرعاً نکاح حرام ہے، اسی طرح متعہ جو شرعاً نکاح نہیں، اور اکثر فقہاء نے استمناء بالید (مشت زنی) یعنی شہوت پوری کر لینے کے لئے اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا بھی اس کے عموم میں داخل قرار دیا ہے، اسی طرح اپنی بیوی اور لونڈی سے حیض و نفاس کی حالت میں یا غیر فطری طور پر جماع کرنا بھی اس میں داخل ہے، علی ہذا القیاس کسی مرد یا کسی جانور سے شہوت پوری کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ: اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نبانہنے والے ہیں، امانات مصدر ہونے کے باوجود جمع کے صیغہ کے ساتھ لایا گیا ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ امانت صرف وہ مال ہی نہیں جو کسی نے آپ کے پاس رکھ دیا ہو بلکہ تمام حقوق واجبہ جن کا ادا کرنا آپ کے ذمہ فرض ہے وہ سب امانات ہیں، ان میں کوتاہی کرنا خیانت ہے، اس میں تمام حقوق اللہ روزہ، نماز وغیرہ کا ادا کرنا بھی داخل ہے اور تمام محرمات و مکروہات سے پرہیز کرنا بھی، اور حقوق العباد بھی، خواہ من جانب اللہ کسی پر واجب ہوں یا اس نے کسی معاملہ یا معاہدہ کے ذریعہ اپنے اوپر لازم کر لئے ہوں۔

اور آیت میں امانت کے ساتھ ساتھ عہد کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے تو سمجھ لیجئے کہ عہد ایک تو وہ معاہدہ ہے جو دو شخصوں کے درمیان کسی معاملہ میں قرار پائے، اس کا پورا کرنا فرض اور اس کے خلاف کرنا غدر اور دھوکہ ہے، جو کہ حرام ہے۔ دوسرا وہ جس کو وعدہ کہتے ہیں یعنی یکطرفہ صورت سے کوئی شخص کسی شخص سے کسی چیز کے دینے کا یا کسی کام کے

۱۔ ولی الصبر بالمصارع دلالة على ان الصديق والاعمال تتجدد منهم انا قانا (روح المعانی)  
۲۔ مزدور ملازم کو جو کام سپرد کیا گیا اور بتنا وقت اس میں لگانا طے ہوا اس سے کم وقت لگانا اور وقت یا کام کی چوری کرنا خیانت ہے۔

کرنے کا وعدہ کرے اس کا پورا کرنا بھی شرعاً لازم و واجب ہے۔ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ: اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں، ان میں کی بیشی نہیں کرتے، یہاں بھی لفظ شہادات کو جمع لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ شہادت کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً توحید و رسالت کی شہادت، ہلال رمضان اور حدود شرعیہ زنا، سرقت وغیرہ کی شہادت، باہمی معاملات کی شہادت، ان تمام شہادتوں کو چھپانا اور ان میں کی بیشی کرنا حرام ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ: اور جو اپنی (فرض) نماز کی پابندی کرتے ہیں، یعنی نماز اور آداب نماز پر بیشی فرماتے ہیں۔ اُولَٰئِكَ لِيْ جَنَّتْ مُكْرَمُونَ: پس ایسے لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہوں گے۔

**لغات** انسان: آدمی جمع آناسیٰ. هَلُوْغًا: اسم مبالغہ، کم ہمت، بہت بے صبر، ڈر پوک هَلِغ (س) هَلِغًا: گھبرا جانا، بے صبری دکھانا۔ مَسَّ: ماضی واحد مذکر غائب، مَسَّ (ن، م) مَسًّا: چھونا، لاحق ہونا، پہنچنا۔ الشَّرُّ: برائی، شر، جس سے سب کو نفرت ہو وہ شر ہے، جمع شُرور، (حضرت تھانویؒ نے تکلیف ترجمہ کیا ہے) جَزُوْغًا: صفت مشبہ یا مبالغہ، جزع فزع کرنے والا یعنی گھبرا جانے والا جَزَع (س) جَزَعًا: بے صبری کرنا، گھبرانا، الخیر بھلائی، فارغ البالی، جمع خِيُوْر (مزید تفصیل رکوع ۳ میں) مَنُوْغًا: اسم مبالغہ، بہت منع کرنے والا، یعنی بڑا بخیل، کنجوس، مَنَع (ف) مَنَعًا: منع کرنا، روکنا۔ صَلَاةٌ: نماز، باب تفعیل یعنی تصلیۃ سے اسم مصدر، دائمون: اسم فاعل جمع مذکر، قائم اور متوجہ رہنے والے، ہمیشہ رہنے والے، دَامَ الشَّيْءُ (ن) دَوَامًا: ہمیشہ رہنا، قائم و برقرار رہنا۔ حَقٌّ: فرد یا جماعت کا واجب حصہ، حق، جمع حُقُوْق (اس کے اور بھی معانی ہیں مگر یہاں یہی مراد ہے جو لکھا گیا) المَحْرُوْم: (وہ شخص جس کو حیا اور شرافت نفس نے سوال سے روک دیا ہو) اسم مفعول، حَرَمَ (ن، ض) حَرَمًا: روکنا، محروم کرنا۔

الَّذِينَ: جزا و سزا، یوم الدین جزا و سزا کا دن یعنی قیامت کا دن، (مختلف آیات میں مختلف معانی کے لئے استعمال ہوا ہے) مُشْفِقُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، ڈرنے والے، (افعال) اَشْفَقَ مِنْهُ اَشْفَاقًا: ڈرنا۔ مَامُونَ: اسم مفعول واحد مذکر، اَمِنَ (س) اَمِنًا: مطمئن ہونا، بے خوف ہونا (مامون کا معنی ہے بے خوف کیا ہوا، اور غیر کا ایک معنی ہے نہیں لہذا غیر مامون کا ترجمہ ہوا، بے خوف کیا ہوا نہیں) فَرُوْج: شرمگاہیں، فَرُوْج کی جمع، حَافِظُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، محفوظ رکھنے والے، حفاظت کرنیوالے حَفِظَ (س) حَفِظًا: حفاظت کرنا، نگہبانی کرنا۔ مَلَكَتْ: ماضی واحد مؤنث غائب، مَلَكَ (ض) مَلَكَتْ: مالک ہونا، اَيْمَان (دائے ہاتھ) يَمِيْن کی جمع، مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ: وہ کہ مالک ہیں جن کے ان کے دائے ہاتھ، مراد بانڈیاں، بالفاظ دیگر لونڈیاں) مَلُوْمِيْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، ملامت کئے ہوئے، لَامَ (ن) لَوْمًا وَمَلَامَةً: ملامت کرنا (غیر ملومین، غیر ملامت کئے ہوئے، غیر الزام لگائے ہوئے، واحد ملوم ہے جو دراصل مَلُوْمٌ ہے) اِبْتَغَى: ماضی واحد مذکر غائب (البتعال، ابتغاء، چاہنا، طلب کرنا، مادہ بَغَى (ض)

۱۔ مجرد میں ہے شَفِيقٌ مِنْهُ وَعَلَيْهِ (س) شَفِيقًا: ڈرنا، بچنا، وطنیہ: شفقت کرنا، مہربان ہونا، اَشْفَقَ عَلَيْهِ شَفَقَتْ كَرَامًا۔

۲۔ ملوم دراصل مَلُوْمٌ تھا، واؤ جو کہ عین کلمہ ہے اس کی حرکت ثانی کو دے کر اس کو ساکن کر دیا، پھر اتقا، ساکنین کی وجہ سے واؤ مفعول کو حذف کر دیا، (اعراب القرآن)

طلب کرنا) وِرَاء: علاوہ (۲) آگے، پیچھے یہ اضداد میں سے ہے۔ الْعَادُونَ: اسم فاعل جمع مذکر، حد سے نکلنے والے، عَدَا(ن) عَدُوا وَعَدُوًّا وَعَدُوًّا: حد سے بڑھنا، ظلم کرنا۔ (در اصل عَادُوْنَ تھا، وَاوْکَلَمَ میں چوتھی جگہ واقع ہوئی اور اس کا ما قبل مضموم نہ تھا، لہذا اس کو یا سے بدل دیا، عَادِیُونَ ہوا، اب ضمہ یا پر دشوار تھا نقل کر کے ما قبل کو دیا پھر بوجہ اجتماع ساکنین یا حذف ہو گئی، عَادُوْنَ ہو گیا) امانات: امانتیں واحد امانۃ، اَمْنٌ (ک) امانۃ: دیانت دار ہونا (مزید تفصیل بغضن تشریح) عہد: عہد، قول و قرار، معاہدہ، جمع عُھودٌ. رَاغُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، خیال اور نگاہ رکھنے والے، نبانے والے، رَعَى: (ف) رَعِيًا وَرَعِيَّةً: خیال رکھنا، شہادات: گواہیاں، شہادۃ کی جمع (شہادۃ در اصل مصدر ہے شَهِدَ (س) شَهِادَةٌ: کسی بات کی یقینی خبر دینا، مگر اسم ہو کر بھی استعمال ہوتا ہے) مُکْرَمُونَ: اسم مفعول جمع مذکر، عزت کئے ہوئے (افعال) (مادہ کرم)

**ترکیب** إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا..... ترکیب ظاہر ہے جملہ مستافہ، (هلوعًا حال از ضمیر خُلِقَ، حال مقدرہ) إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا..... إِذَا ظَرَفِيهِ مِثْلُ الشَّرِّ فعل مع مفعول بہ و فاعل جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے جَزُوعًا میثہ صفت کا، اور وہ حال هلوعا کی ضمیر ہے۔ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا..... حسب سابق ترکیب ہو کر ما قبل پر عطف، إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَانِمُونَ..... إِلَّا حرف استثناء اور مِثْلُ منہ الانسان ہے جو إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا: میں ہے، اور انسان لفظ مفرد ہے مگر مراد جنس ہے، الْمُصَلِّينَ موصوف الذین اسم موصول ہم مبتدا علی صلاتہم متعلق دَانِمُونَ کے اور وہ خبر، مکمل جملہ اسیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مِثْلُ۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ لِللسَائِلِ وَالْمَحْرُومِ..... وَ او حرف عطف الذین اسم موصول فی اموالہم ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم حق موصوف معلوم صفت اول للسائل والمحرور ثابت محذوف کے متعلق ہو کر صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ ما قبل اسم موصول پر معطوف۔ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ..... اسم موصول مع صلہ حسب سابق ما قبل اسم موصول پر معطوف۔ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ..... مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ متعلق مشفقون کے، اور وہ خبر ہم مبتدا کی، مبتدا مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ ما قبل اسم موصول پر معطوف، إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ جَمَلَةٌ مَعْرُضَةٌ۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِأُزُوجِهِمْ حَافِظُونَ..... اسم موصول مع صلہ حسب سابق اسم موصول پر معطوف، (لأُزُوجِهِمْ متعلق حافظون کے) إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ..... إِلَّا حرف استثناء لغو، عَلَى أزواجہم أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ جار مجرور متعلق حافظون ما قبل کے (ما مَلَكَتْ اسم موصول مع صلہ معطوف ہے، ازواجہم پر)

۱۔ کرم (ک) کرمًا: صاحب عزت ہونا، کشادہ دل ہونا، عمدہ دیکھنا ہونا۔

۲۔ حال مقدرہ ہے کیونکہ بوقت پیدائش وہ اس وصف سے متصف نہیں ہے بعد میں ہوگا۔

۳۔ یا کرم طرف سے اپنے جواب و جزا کا ایسی کان جزو کا۔

**سوال و جواب** آیت مذکورہ میں مستثنیٰ مفرغ ہے اور مستثنیٰ مفرغ کلام منفی میں ہوتا ہے، اور یہ کلام مثبت ہے مگر واضح رہے کہ یہ معنی کلام منفی ہی ہے، کیونکہ حافظون یہاں نفی کے معنی کو متضمن ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی شرمگاہوں کو بیویوں اور باندیوں کے علاوہ پر استعمال نہیں کرتے، اور علی بمعنی من (تفسیر مظہری) فَانْتَهَمُ غَيْرَ مَلُومِينَ..... فَا تَعْلِيهِ مابعد جملہ اسمیہ تعلیلیہ، فَمِنْ اِبْتغَى وِرَاءَ ذَلِكِ فَاوَلَنكَ هُمُ الْعَادُونَ..... فَا اِسْتِغْنَاهُ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مَنْ اِسْمٌ شَرْطٌ جَازِمٌ مَبْتَدَاً، اِبْتغَى فِعْلٌ بِفَاعِلٍ وِرَاءَ ذَلِكِ مرکب اضافی مفعول بہ پھر جملہ فعلیہ خبر، مبتدأ مع خبر شرط، فَاوَلَنكَ هُمُ الْعَادُونَ: جزا (فا رابطہ ہم ضمیر فصل) وَالَّذِينَ هُمْ لِامَانَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ..... اسم موصول مع صلہ حسب سابق ماقبل اسم موصول پر معطوف، (لامانتهم وعهدهم متعلق راعون کے) وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ..... اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف، (بشهاداتهم متعلق قائمون کے) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ..... اسم موصول مع صلہ ماقبل اسم موصول پر معطوف، (علیٰ صلاتهم متعلق يحافظون کے) اَوَّلِكَ فِي جَنَاتٍ مُّكْرَمُونَ..... مبتدأ و خبر جملہ متعلقہ بیانہ۔ (فی جنات متعلق مکرمون کے، یا متعلق محذوف کے ہو کر خبر اول اور مکرمون خبر ثانی)

**شانہ** فَمِنْ اِبْتغَى وِرَاءَ ذَلِكِ میں وراء ذلک کو مفعول بہ بنایا، پس اس شکل میں وہ ظرفیت سے نکل گیا (اعراب القرآن) اور بعض نے اس کو مفعول فیہ مانا ہے اب عبارت اس طرح ہوگی فَمِنْ طَلَبَ امْرَأًا كَانَتْ وِرَاءَ ذَلِكِ الخ.

**الصلوات** فی تکریر الصلاة مبالغة لانحفي، اهتماما بشانها. قوله: فی جنات: فی جنات کو بوجہ اہتمام اور بوجہ رعایت فواصل مکرمون پر مقدم کیا گیا ہے۔

فَمَا لِالَّذِينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿۲۹﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿۳۰﴾ اِيْطَمَعُ
تو کافروں کو کیا ہوا کہ آپ کی طرف کو داہنے اور بائیں سے جماعتیں بن کر دوڑے آرہے ہیں • کیا ان میں ہر شخص اس کی ہوس رکھتا
كُلُّ امْرِيٍّ مِنْهُمْ اَنْ يَدْخُلَ جَنَّتْ نَعِيمٍ ﴿۳۱﴾ كَلَّا ۗ اِنَّا خَلَقْنَهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿۳۲﴾
ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل کر لیا جاوے گا • یہ ہرگز نہ ہوگا ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے •
فَلَا اُقْسِمُ بِوَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿۳۳﴾ عَلٰى اَنْ نُّبَدِّلَ
پھر میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی کہ ہم اس پر قادر ہیں • کہ ان کی جگہ ان سے بہتر
خَيْرًا مِنْهُمْ ۗ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۳۴﴾ فَذَرْنُهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى
لوگ لے آئیں، اور ہم عاجز نہیں ہیں • تو آپ ان کو اسی منزل اور تفریح میں رہنے دیجئے، یہاں تک کہ

۱۔ اعراب القرآن میں دوسری ترکیب لکھی ہے یعنی علیٰ ازواجہم اثناء من اعم الاحوال، دوسرے اعراب القرآن میں ہے علیٰ ازواجہم متعلق بمحذوف وهو المسقطی ای الا حفظها علیٰ ازواجہم۔

يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَهُمْ

ان کو اپنے اس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے • جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے، جیسے کسی

إِلَى نَضَبٍ يُوفِّضُونَ ﴿۳۸﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْمَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَلِكَ الْيَوْمَ

پر سس گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں • ان کی آنکھیں نیچے کو جھکی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوگی، یہ ہے ان کا وہ دن

الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۳۹﴾

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا •

ع  
۸

### تشریح

مذکورہ آیات میں کفار کی حالت کا عجیب ہونا اور وقوع قیامت کا مستبعد نہ ہونا بیان فرماتے ہیں۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ عِزِينَ. یعنی ما قبل

میں یہ بیان ہو چکا کہ کیا چیزیں سعادت اور کامیابی کے اسباب ہیں اور کیا چیزیں شقاوت کے اسباب ہیں، تو جب یہ

بات دلیل سے معلوم ہوگئی تو پھر کافروں کو کیا ہوا کہ ان مضامین کی تکذیب کے لئے آپ کی طرف کو داہنے اور بائیں سے

جماعتیں اور ٹولیاں بن کر دوڑتے آرہے ہیں، اور پھر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اَبْطَمَعَ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ

يَدْخُلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ: کیا اس کے باوجود ان میں ہر شخص اس کی ہوس اور طمع رکھتا ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل کر لیا

جائے گا، جیسا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْخُسْفَىٰ كَأَنَّ كَوْلُوكَ كَرْدًا كِى فَرِحَ

بِجَانَتِهِمْ يَوْمَ ذُوقُوا عَذَابَ الْغَوْثِ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَأُولُوا عَذَابِ الْغَوْثِ لَمَّا كَانُوا فِي حَقِّ عَهْدِهِمْ يَقُولُونَ إِنَّا لَا

يَعْلَمُونَ: یہ لوگ ان مضامین کی تکذیب میں نفس قیامت کی بھی تکذیب کرتے اور اس کو محال سمجھتے تھے، تو اس کے متعلق

ارشاد ہے کہ ان کا قیامت کو محال سمجھنا محض بے وقوفی ہے، کیونکہ ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر

ہے یعنی نطفہ سے، اور ظاہر ہے کہ نطفہ سے کہ جس میں کبھی حیات نہیں آئی آدمی بننے تک جتنا بعد ہے اتنا اجزاء میت سے

دوسری بار آدمی بننے تک نہیں ہے کیونکہ اجزاء میت میں ایک بار حیات یعنی زندگی آچکی ہے، لہذا اس کو محال سمجھنا بے وقوفی

ہے، پھر دوسرے طور پر دفع استبعاد اور وقوع قیامت کے لئے فرمایا: فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ. میں قسم کھاتا ہوں

مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی (مشارق و مغارب جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا کہ آفتاب ہر روز ایک نئی جگہ اور

نئے نقطہ سے طلوع ہوتا ہے اور نئے نقطہ پر غروب ہوتا ہے، لہذا اس اعتبار سے محل طلوع و محل غروب متعدد ہو گئے تو جمع لانا

درست ہو گیا) آگے جواب قسم ہے۔

إِنَّا لَقَادِرُونَ عَلَىٰ أَنْ نَبْدَلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ. ہم اس پر قادر ہیں کہ (دنیا ہی میں) ان

کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں یعنی پیدا کر دیں، اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں (یعنی جب ان کی جگہ ان سے بہتر

لا سکتے ہیں تو خود ان کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے؟) پہلا استدلال ان منکرین کی حالت کے اعتبار سے ہے، اور دوسرا

استدلال ان کے امثال و نظائر کے امکان مخلوقیت سے۔

**قسم و حیثات قسم میں مناسباً** ترجمہ شیخ الہند میں لکھا ہے کہ مشارق و مغارب کی قسم شاید اس لئے کھائی کہ خدا ہر روز مشرق و مغرب کو بدلتا رہتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ آفتاب ہر روز نئے نقطہ سے طلوع و غروب ہوتا ہے تو اس کو تمہارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ **فَلَّذِهِمْ يَخْتَفُونَ وَلِيْلَهُمْ يُخْتَفُونَ وَ يَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ** جب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ہم ان پر قادر ہیں اور لوگ حق واضح ہونے کے باوجود اپنے انکار اور عناد سے باز نہیں آتے تو آپ ان کو اسی شغل و تفریح میں رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اُس دن سے سابقہ پڑے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (یعنی تمہوڑے دن کی ڈھیل ہے پھر سزا ہونی یقینی ہے) جس دن یہ لوگ قبروں سے نکل کر تیزی سے اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ (اور) ان کی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) نیچے کو جھکی ہوں گی، (اور) ان لوگوں پر ذلت چھائی ہوگی۔ **ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ** یہ ہے وہ دن جس کا وعدہ کیا جاتا تھا یعنی قیامت کا دن جو کتاب واقع ہوا۔ (ذٰلِكَ اٰی الَّذِي ذُبِحَ لِعَيْنِي وَهَذَا جَسْمِي خَوْفًا كِ اِحْوَالِ وَاقِعِ هَوْنِي وَ اَلِي هِيَ)

**لغات** قبل: اسم برائے ظرف، بمعنی جانب، طرف، مُهَيِّطِينَ: اسم فاعل جمع مذکر، سر جھکائے ہوئے تیزی سے دوڑنے والے، (افعال، اِهْطَاع) (مادہ هَطَعَ (ف) ڈر کر تیزی سے آگے آنا) عِزِينَ: گروہ گروہ، جماعت جماعت، یعنی متفرق جماعتیں، واحد عِزَّةٌ - يَطْمَعُ: مضارع واحد مذکر غائب، طَمَعٌ (س) طَمَعًا: خواہشمند ہونا، لالچ کرنا۔ امراء: شخص، انسان، مرد (امرو) کی ہمزہ بحالت رفع و او کی شکل میں، اور بحالت نصب الف کی شکل میں، اور بحالت جریا کی شکل میں آتی ہے، داء کی حرکت آخر کی حرکت کے مطابق ہوتی ہے، اور ہر حالت میں ضمہ فتح بھی جائز ہے، مؤنث امراء۔ المشارق: اسم ظرف مکان جمع، سورج کے نکلنے کے مقامات، واحد المشرق (مَشْرُقٌ) الشمس (ن) مَشْرُقًا وَ مَشْرُوقًا آفتاب طلوع ہونے والا (المغارب: اسم ظرف مکان جمع، سورج کے غروب ہونے کے مقامات، واحد المغرب، غُرُوبُ الشَّمْسِ (ن) غُرُوبًا: سورج کا چھپ جانا، قادرون: اسم فاعل جمع مذکر، طاقت رکھنے والے، قَدَرٌ (ض) قَدْرَةٌ: طاقت رکھنا خَيْرًا: اسم تفضیل، بمعنی بہتر (در اصل اَخِيْرٌ تھا، تخفیفاً ہمزہ کو

ل ترجمہ شیخ الہند میں لکھا ہے کہ نصب سے مراد بت بھی ہو سکتے ہیں جو کعب کے گرد کھڑے کئے ہوئے تھے ان کی طرف بھی بہت عقیدت اور شوق کے ساتھ لوگ لپکتے ہوئے جاتے تھے۔ یا ہو سکتا ہے کہ نصب سے مراد کوئی نشان و علامت ہو جس کی طرف لوگ تیزی سے دوڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ یہ اصل میں غُرُوبٌ فَاغْرُوبًا سے ہے یعنی میں نے اس کی نسبت کی تو وہ منسوب ہو گیا، گویا ہمزہ اوہ جماعت ہوئی کہ جس کا ایک فرد دوسرے کی طرف منسوب ہو ولادت میں، یا ایک دوسرے کی پشت پناہی میں، عِزَّةٌ کلام کلمہ محذوف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ حرف محذوف داو ہے دراصل عِزَّةٌ ہے بعض نے کہا کہ دراصل عِزَّةٌ تھا، وَلَقَدْ اَلْحَقَّ بِجَمْعِ الْمَذْكُورِ سَبَبٌ حَذْفِ لَامِهِ۔

۳ طرف کے بعض اوزان غیر کسور الہین سے خلاف قیاس کسور الہین آتے ہیں جیسے مُسْجِدٌ، مُنْطَلِعٌ، مُشْرِقٌ، مُغْرِبٌ، مُنْبَسِطٌ، مُنْجِرٌ مگر یہ الفاظ قیاس کے مطابق بروزن مطلق بھی آتے ہیں۔ (علم الصیغہ) سورج کا طلوع و غروب ہر روز کچھ نہ کچھ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹ کر ہوتا ہے، نیز گرمی دوسری میں گل طلوع و غروب کچھ نہ کچھ جدا ہوتا ہے اسی لئے مشرقین اور مشارق استعمال ہو جاتا ہے۔

حذف کر دیا) خَارَ (ض) خَيْرًا: اچھا اور بھلا ہونا، مسبو قین: اسم مفعول جمع مذکر، وہ جن کو پیچھے چھوڑ کر دوسرے آگے بڑھ جائیں، مراد عاجز، سَبَقَ (ن، ض) سَبَقًا: آگے بڑھنا۔ يَخْوَضُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ مشغول رہیں) خَاضَ (ن) خَوْضًا: مشغول ہونا، يَلْعَبُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ لوگ کھیل یعنی تفریح میں پڑے رہیں) لَعِبَ: (س) لَعِبًا: کھیلنا، (۲) بیکار رہے مقصد کام کرنا، تفریح کرنا۔ اجداث: قبریں، واحد جَدَثٌ، سِرَاعًا: جلدی کرتے ہوئے، دوڑتے ہوئے، سَرِيْعٌ کی جمع، برون فعل بمعنی فاعل، سَرِعَ (ك) سُرْعَةً: جلدی کرنا۔ نَصَبٌ: پوجا کا پتھر، بالفاظ دیگر پرستش گاہ، جُنْدًا، نشان، جمع انصاب. يُوفِّضُونَ: مضارع جمع مذکر غائب (وہ دوڑتے ہیں) (افعال، ایفاض، تیز چلنا، دوڑنا، مادہ ولفض (ض) دوڑنا) خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرَاهُمْ ذَلَّةً: رکوع ۴ میں دیکھئے۔

**ترکیب** فَمَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَك مُهْطِعِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ عِزِينَ ..... فَاحْتِثَانِيهِ (اعراب القرآن، اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ، یا پھر سیبہ) ما اسم استفہام بمعنی ای شیء مبتدا لام جارہ الذین اسم موصول ذوالحال کفروا فعل بفاعل قبلك مرکب اضافی ظرف مهطعين کا، (بیان القرآن، اعراب القرآن) مُهْطِعِينَ صیغہ اسم فاعل ضمیر ذوالحال عن اليمين وعن الشمال متعلق مُهْطِعِينَ کے، عِزِينَ ای مُتَفَرِّقِينَ حال مُهْطِعِينَ کی ضمیر سے (حال متداخلہ) ذوالحال مع حال فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق اور ظرف سے مل کر حال اسم موصول ماقبل سے، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق ثابت کے ہو کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ مستانفہ۔ اِيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ..... حمزہ حرف استفہام انکاری برائے تقریح و توخ، يَطْمَعُ فعل کل مضاف امرئ موصوف منهم کائن محذوف کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض ای فی ان يُدْخَلَ الخ لهذا جار مجرور متعلق يَطْمَعُ کے، اور وہ جملہ مستانفہ، (جنة نعيم مفعول فیہ، یا مفعول بہ علی السعۃ) کلا انا خلقنہم مما يعلمون ..... کلا حرف روع، اَنَا خَلَقْنَهُمُ الخ جملہ تعلیلیہ (تعلیل للردع) ترکیب آسان ہے (مما میں ما اسم موصول يعلمون صلہ پھر جار مجرور متعلق خلقنا کے) فلا اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ ..... فا احتیانیہ۔ لا زائدہ اُقْسِمُ فعل بفاعل، رَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ متعلق اُقْسِمُ کے، پھر جملہ فعلیہ قسمیہ مستانفہ اَنَا لِقَادِرُونَ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ ..... اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لام مزحلقة قادرون اسم فاعل خبر، علی حرف جر اَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ بتاویل مصدر مجرور، پھر جار مجرور متعلق قادرون کے، (منهم متعلق

۱۔ بعض نے قبلك اور مهطعين اور عن اليمين وعن الشمال اور عِزِينَ چاروں کو الذین اسم موصول سے حال مانا ہے، بعض نے کہا کہ قبلك ظرف ہے مهطعين کا، اور مهطعين حال اول، اور عن اليمين وعن الشمال متعلق مهطعين یا عِزِينَ بمعنی متفرقین کے اور عِزِينَ حال ثانی، اس شکل میں دو حال رہ جائیں گے۔

۲۔ یا فانیصیر ای اذا كان الامر كما ذكرنا من ان خلقنهم مما يعلمون وهو النطقه القبيرة ای المنی (روح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ

ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تھا، کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ، قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب

الِيمُ ۱ قَالَ يٰقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۲ أَنْ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا ۳

آوے • انہوں نے کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں • کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو •

يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۴ إِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ

تو وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو وقت مقرر تک مہلت دے گا، اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آ جاوے گا

لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۵

تو ٹلے گا نہیں، کیا خوب ہوتا اگر تم سمجھتے •

**ربط** سورت سابقہ میں عذاب اور اسباب عذاب کا ذکر تھا، ان میں سے ایک رسول کی تکذیب ہے اس سورت میں

بھی بعض قصہ نوح علیہ السلام اسی کا بیان ہے، نیز اس سورت میں کفر پر استحقاق عذاب دنیوی کا بھی ذکر ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا بھی مقصود ہے کہ قوم نوح علیہ السلام نے بھی تکذیب کی تھی۔

**تشریح** مذکورہ آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم میں تبلیغ کرنے اور ان کو وبال کفر سے ڈرانے کا ذکر کیا

جا رہا ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا الْخ ..... (حضرت نوح علیہ السلام) حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی

ہیں کہ جن کو رسالت دی گئی، اور رسالت چالیس سال کی عمر میں ملی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو

ان کی قوم کے پاس (پیغمبر بنا کر) بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو (وبال کفر سے) ڈراؤ، قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب

آئے، یعنی ان سے کہو کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الیم آئے گا، خواہ دنیوی عذاب یعنی طوفان یا اخروی یعنی

دوزخ۔ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ أَنْ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا مِنْ ذُنُوبِكُمْ ..... غرض

انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اور کہتا ہوں) کہ تم اللہ کی

عبادت کرو، یعنی توحید اختیار کرو، اور اس سے ڈرو، اور میرا کہنا مانو، وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا (من ذنوبکم میں

من یا تو بعض کے لئے ہے جو کہ جزیت بتلانے کے لئے آتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے سے تمہارے وہ گناہ

معاف ہو جائیں گے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے کیونکہ حقوق العباد کی معافی کے لئے ایمان لانے کے بعد بھی یہ شرط ہے کہ جو حقوق ادا ہو سکیں کے قابل ہیں ان کو ادا کرے جیسے مال وغیرہ، اور جو قابل ادا ہو سکیں نہیں جیسے زبان یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف پہنچائی تو صاحب حق سے اس کو معاف کرائے، اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ جن اس جگہ زائدہ ہے اور مراد یہ ہے کہ ایمان لانے سے تمہارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے مگر دوسری نصوص کی بنا پر یہ بات مسلم ہے کہ حقوق العباد یا تو ادا ہو سکیں سے معاف ہوتے ہیں یا معاف کرائینے سے (وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى الْخ اور وہ تم کو وقت مقررہ یعنی وقت موت تک بلا عذاب مہلت دے گا، یعنی ایمان نہ لانے کی صورت میں جس عذاب کا مرنے سے پہلے وعدہ کیا جاتا ہے، اگر ایمان لے آئے تو وہ عذاب نہ آئیگا، اور رہا موت طبعی کا آنا تو اس کے بارے میں فرمایا اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ: اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آئے گا تو ٹلے گا نہیں یعنی موت تو ہر حال میں ضروری ہے، ایمان کی صورت میں بھی اور کفر کی صورت میں بھی، لیکن دونوں حالتوں میں اتنا فرق ہے کہ کفر کی حالت میں علاوہ عذاب آخرت کے دنیا میں بھی عذاب ہوگا اور ایمان کی حالت میں دنیا و آخرت دونوں کے عذاب سے حفاظت رہے گی لو کنتم تعلمون کیا خوب ہوتا اگر تم ان باتوں کو سمجھتے۔

**صما کے صواع** اَنَّ يَاتِيهِمْ، ضمیر ہم قوم کی طرف راجع ہے اور لفظ قوم اسم جمع ہے (دیکھئے احقر کی کتاب قواعد الصرف و خاصیات الابواب) قوله يَغْفِرُ ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔

**لغات** نوح: نوح ابن لَمَك ابن مَثُو شَلَخ، نَبِيُّی کے رہنے والے ایک قدیم پیغمبر کا نام ہے، ان کی عمر ۹۵۰ سال سے زائد ہوئی، توریت کی صراحت کے مطابق نوح، حضرت آدم علیہ السلام کی دسویں نسل میں ہوئے ہیں، (روح المعانی) یہ لفظ عجمی ہے اور منصرف ہے، بوجہ متحرک الاوسط نہ ہونے کے، دیکھئے احقر کی دوسری کتاب درسِ نحو میر، عذاب الیم اور فذیر مبین گذر چکا، اُعْبُدُوا امر جمع مذکر حاضر، عَبَدَ (ن) عِبَادَةٌ: عبادت کرنا، پرستش

اور پر مذکور ہوا کہ اگر ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ وقت موت تک مہلت دے گا یعنی عمر کی مدت مقررہ سے پہلے تمہیں کسی دنیوی عذاب میں پکڑ کر ہلاک نہ کرے گا اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ایمان نہ لائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ مدت مقررہ سے پہلے ہی تم پر عذاب لا کر تم کو ہلاک کر دے، معلوم ہوا کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر فلاں کام کر لیا تو اس کی عمر مثلاً اسی سال ہوگی اور نہ کیا تو ساٹھ سال میں موت مسلط کر دی جائے گی، اس کی تشریح تفسیر مظہری میں یہ ہے کہ تقدیر اور قضاء الہی کی دو قسمیں ہیں ایک مبرم یعنی قطعی، دوسری معلق یعنی جو کسی شرط پر معلق ہو یعنی نوح محفوظ میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ اگر فلاں شخص نے اللہ کی اطاعت کی تو مثلاً اس کی عمر ستر سال ہوگی ورنہ پچاس سال ہوگی، اس دوسری قسم میں شرط نہ پائے جانے پر تبدیلی ہو سکتی ہے قرآن میں دونوں قسموں کا ذکر اس آیت میں ہے بِمَحْوِ اللّٰهِ مَا يَشَاءُ وَيَسْتَأْذِنُ وِجْهَ امِ الْكِتَابِ.

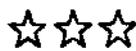
ام الكتاب یعنی اصل کتاب، اور اصل کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جس میں تقدیر مبرم لکھی ہوئی ہے، کیونکہ تقدیر معلق میں جو شرط لکھی گئی ہے اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے یہ معلوم ہے کہ وہ شخص یہ شرط پوری کرے گا یا نہیں، اس لئے تقدیر مبرم میں قطعی فیصلہ لکھا جاتا ہے۔ (معارف) بعض کتابوں میں احقر نے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ تقدیر کی دو قسمیں کرنے کا محققین نے غلط کیا ہے پس تقدیر تو مبرم ہی ہوتی ہے۔

روح المعانی میں ہے والمشهور انه عليه السلام ابن لَمَك، بفتح اللام وسكون الميم، بعدها كاف، ابن مَثُو شَلَخ بفتح الميم و تشديد المشاة المضمومة، بعدها واو ساكنة وفتح الشين المعجمة واللام والمعجمة، ابن خنوخ بفتح الخاء المعجمة وضم النون الخفيفة وبعدها واو ساكنة ثم خاء معجمة.

کرتا، یَغْفِرُ: مضارع واحد مذکر غائب، غَفَرَ (ض) غَفْرًا وَغَفْرَانًا وَمَغْفِرَةً: گناہ چھپانا، معاف کرنا۔ ذُنُوبٌ گناہ، واحد ذنب، أَجَلٌ: مدت، وقت (۲) موت، جمع آجال۔ مُسْمًی: اسم مفعول واحد مذکر، نام رکھا ہوا، یعنی متعین و مقرر، (تفعیل، مسمی تسمیۃ: نام رکھنا) مادہ سَمَوُ

**ترکیب** اِنَّا ارْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ..... اِنْ حَرْفِ مَشَبْهٍ بِالْفِعْلِ، نا ضمیر اس کا اسم، ارْسَلْنَا فعل بفاعل، نُوْحًا مفعول بہ، اِلٰی قَوْمِهٖ متعلق ارْسَلْنَا کے، اَنْ مصدریہ۔ اَنْذِرْ فعل بفاعل، قَوْمَكَ مرکب اضافی مفعول بہ، مِنْ حَرْفِ جَرِّ، قَبْلِ مضاف اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بتاویل مصدر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق اَنْذِرْ کے، اَنْ اَنْذِرْ بتاویل مصدر منصوب بزعم الخافض، اٰی بان اَنْذِرْ، پھر یہ متعلق ہوگا ارْسَلْنَا کے، ارْسَلْنَا الخ جملہ فعلیہ خبر، حرفِ مشبہ بالفعل اپنے اسمِ خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ قَالَ يَا قَوْمِ اِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ..... قَالَ فعل بفاعل یا قوم حرفِ نداء مع منادی نداء، اِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ جواب نداء (لکم متعلق مقدم نذیر کے) نداء مع جواب نداء مقولہ۔ اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيعُوْنَ..... اَنْ مصدریہ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيعُوْنَ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر امر، (اَطِيعُوْنَ در اصل اَطِيعُوْنِي تھا، حُدِفَتِ الْبَاءُ تَخْفِيفًا وَرِعَايَةً لِلْفَوَاصِلِ) يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى..... جواب امر (لکم متعلق يَغْفِرْ کے، مِنْ ذُنُوبِكُمْ متعلق يَغْفِرْ کے اَجَلٍ مُّسَمًّى موصوف صفت) امر اپنے جواب امر سے مل کر بتاویل مصدر منصوب بزعم الخافض اٰی بان اَعْبُدُوا اللّٰх متعلق نذیر کے۔ الغرض قَالَ يَا قَوْمِ قول مع مقولہ جملہ مستانفہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)۔ اِنْ اَجَلَ اللّٰهَ اِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ..... اِنْ حَرْفِ مَشَبْهٍ بِالْفِعْلِ اَجَلَ اللّٰهَ مرکب اضافی ہو کر اسمِ اِنْ، اِذَا ظرفیہ مضاف مضمّن معنی شرط، جَاءَ جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا لا يُؤَخَّرُ کا اور وہ حرفِ مشبہ بالفعل کی خبر، حرفِ مشبہ بالفعل اپنے اسمِ خبر سے مل کر جملہ تعلیلیہ، لو کنتم تعلمون..... لو شرطیہ غیر جازم، کنتم فعل ناقص مع اسم، تعلمون جملہ فعلیہ خبر، فعل ناقص مع اسمِ خبر جملہ مستانفہ اور جواب لو محذوف ہے اٰی لَا اَمْتَم، (تعلمون کا مفعول بہ محذوف ہے اٰی ذلک)

**اجراء** يَغْفِرُ جواب امر ہونے کی بناء پر مجزوم ہے، اس موقع پر طلبہ عزیز کو اسم و فعل کے تمام اعراب کا اجراء کرنا چاہئے، کبھی جواب امر مجزوم نہیں ہوتا، دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل: ص ۲۶۰۔



۱۔ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ میں اَنْ تفسیر یہ بھی ہو سکتا ہے لان الارسال فیہ معنی القول اب اَنْ اَنْذِرْ الخ جملہ تفسیر یہ ہے گا، یہی حال آنے والی آیت اَنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ کا ہے کہ اَنْ مصدریہ بھی ہو سکتا ہے، اور منصوب بزعم الخافض بھی، یا پھر جملہ تفسیر یہ اِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ کا۔  
۲۔ بالفاظ دیگر اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ یَغْفِرْ لَكُمْ الخ جواب شرط، اور شرط مقدر ہے اٰی اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ الخ۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝

نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی بلایا • سو میرے بلانے پر اور زیادہ بھاگتے رہے •

وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ

اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تا کہ آپ ان کو بخش دیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے لپیٹ لئے

وَأَصْرُوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ

اور اصرار کیا، اور غایت درجہ کا تکبر کیا • پھر میں نے ان کو باواز بلند بلایا • پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا

وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝

اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا • اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشو، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے •

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ

کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا • اور تمہارے مال اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے

جَنَّتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝

بارش لگا دے گا، اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا • تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت کے معتقد نہیں ہو • حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا •

### تشریح

مدتہائے دراز تک حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا مگر حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحتوں کا ان

کی قوم پر کوئی اثر نہ ہوا، بروایت ضحاک حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ان کی قوم ان کو اتنا مارتی کہ وہ گر جاتے، پھر

ان کو ایک کھل میں لپیٹ کر مکان میں ڈال دیتے اور یہ سمجھتے کہ یہ مر گئے، مگر پھر جب اگلے روز نوح علیہ السلام کو ہوش آتا

تو قوم کو پھر اللہ کی طرف بلائے اور تبلیغ کے عمل میں لگ جاتے، الغرض جب قوم نے ان کی بات نہ مانی اور طرح طرح کی

ایذا میں پہنچائی تو نوح علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ:

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا نوح علیہ السلام نے حق تعالیٰ

سے دعا والیجا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی دین حق کی طرف بلایا، سو میرے

بلانے پر وہ لوگ دین سے اور زیادہ بھاگتے رہے۔ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ اور (وہ

بھاگنا یہ ہوا کہ) میں نے جب کبھی ان کو دین حق کی طرف بلایا تا کہ ان کے ایمان کے سبب آپ ان کو بخش دیں تو ان

لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں، تا کہ حق بات نہ سن سکیں، یہ نفرت کی انتہاء ہے اور بوجہ بغض انہوں نے

اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لئے تا کہ وہ میری اور میں ان کی صورت نہ دیکھوں، اور انہوں نے اپنے کفر و انکار پر اصرار

کیا، اور میری اطاعت سے غایت درجہ کا تکبر کیا۔ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا باوجود ان کے تکبر کرنے کے پھر بھی میں

ان کو مختلف طریقوں سے نصیحت کرتا رہا چنانچہ میں نے ان کو دین حق کی طرف باواز بلند بلایا (مراد اس سے خطاب عام اور وعظ عام ہے کہ جس میں عادتاً آواز بلند ہوتی ہے) پھر میں نے ان کو مجمع کے سوا خطاب خاص کے طور پر علانیہ بھی سمجھایا، اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا (یعنی جتنے طریقے نفع کے ہو سکتے تھے سب ہی طرح سمجھایا)

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلُ السَّمَاءَ مِثْرًا  
بخشواؤ، یعنی ایمان لے آؤ، تاکہ گناہ بخشے جائیں بے شک وہ بخشنے والا ہے یعنی باوجود سیکڑوں برس سمجھانے کے تم نہیں مانے لیکن اگر اب بھی ایمان لے آؤ گے اور اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے اور ایمان لے آنے پر تو علاوہ اخروی نعمت کے کہ وہ مغفرت ہے دنیوی نعمت بھی تم کو عطا کریگا، چنانچہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا (جس کے نتیجہ میں قحط سالی دور ہو جائے گی اور غلہ، پھل وغیرہ کی خوب فراوانی ہوگی) اور تمہارے مال و اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغ لگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا (ان نعمتوں کے ذکر سے شاید یہ فائدہ ہو کہ عموماً لوگوں کی طبیعتیں نقد کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں، درمنثور میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ لوگ دنیا کے زیادہ حریص تھے اس لئے یہ فرمایا۔) تو یہ استغفار کا مطلب یہ نہیں کہ فقط زبان سے کہہ دیا اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، بلکہ آدمی کفر و معاصی کو چھوڑ کر سب سے ہم قلب دست بہ دعا ہونہ یہ کہ:

بر زباں تسبیح دور دل گاؤ خیر ایں چناں تسبیح کئے دارد اثر

اسی لئے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہمارا استغفار بھی لائق استغفار ہے)

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا نُّوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمَاتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو حالانکہ اعتقاد عظمت کے اسباب موجود ہیں کہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا جس کی تفصیل صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا نطفہ یعنی قطرہ مٹی چالیس روز تک رحم مادر میں رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد علاقہ یعنی منجھد خون بن جاتا ہے پھر چالیس ہی دن میں وہ مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اس کے بعد ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے (دیکھئے ماں کے پیٹ میں تم نے طرح طرح کے رنگ بد لئے)

**لغات** فَوَارًا: مصدر، بھاگنا، فَوْ (ض) فَرًا و فَوَارًا، بھاگنا، اَصَابِع: انگلیاں واحد اِصْبَع، اَذَان: کان، واحد اُذُن، اسْتَغْفِرُوا: ماضی جمع مذکر غائب، (انہوں نے اپنے اوپر لپیٹ لیا) (استغفال، استغشاء اپنے کو

لے اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بسا اوقات یہ اسوردنویہ ایمان و استغفار پر مرتب نہیں ہوتے، تو بات یہ ہے کہ یا تو یہ وعدہ خاص انہیں لوگوں کے لئے ہوگا، اور اگر عام ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ وعدہ کی ہوئی چیز سے افضل، کوئی چیز مل جانا بھی، اسی حکم میں ہے، پس ایمان کامل پر روحانی مسرت اور راحت اور رضا بقناعت ضرور عطا ہوتا ہے، جو اشیاء مذکورہ سے بھی افضل ہے، بلکہ ساری متاع دنیا اور سب اشیاء مذکورہ کا مقصد اسلی دل کا سکون و آرام ہی ہے۔

روح پھونکنے کے بعد اس انسان کے متعلق چار باتیں اسی وقت فرشتہ کو لکھوا دی جاتی ہیں (۱) اس کی عمر کتنی ہے (۲) رزق کتنا ہے (۳) عمل کیا کرے گا (۴) انجام کار یہ بد بخت ہوگا یا سعید و خوش نصیب (قرطبی) (واضح رہے کہ نطفہ میں یعنی قطرہ مٹی میں کچھ نسی اور نسی آنے سے علاقہ یعنی منجھد خون بن جاتا ہے پھر علاقہ میں نسی آ جانے سے مضغہ بن جاتا ہے)

ڈھانپ لینا، چھپا لینا، (مادہ غشی (س) ڈھانکا، چھپانا) ثیاب: کپڑے، واحد ثوب، اَصْرُوْا: ماضی جمع مذکر غائب، (افعال)، اِصْرَارٌ اصرار کرنا، ضد کرنا۔ اِسْتَكْبَرُوا: ماضی جمع مذکر غائب، (استفعل، استکبار، تکبر کرنا) جہازاً: مصدر مفاعلت، آواز بلند کرنا، کھلم کھلا، اَعْلَنْتُ ماضی واحد متکلم، میں نے کھلم کھلا کہا، یعنی علانیہ، (افعال) اَعْلَنْ اعلنا: ظاہر کرنا۔ اَسْرَدْتُ: ماضی واحد متکلم، میں نے پوشیدہ طور پر کہا، (افعال) اَسْرَأُ اسرأاً: پوشیدہ رکھنا۔ غَفَّارًا: اسم مبالغہ، بڑا بخشنے والا، غَفَرَ (ض) غَفْرًا وَغَفْرَانًا وَغَفْرَةً: بخشش کرنا، معاف کرنا۔ السَّمَاءُ: بارش (۲) آسمان، یہاں بارش مراد ہے، دراصل سماؤ تھا، الف ساکنہ کے بعد واو کنارہ میں واقع ہوئی لہذا ہمزہ سے بدل گئی۔ مِدْرَارًا: اسم مبالغہ، بہت برسنے والا، (ذُرٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ہر چیز کی خوبی، استعمال اس طرح ہے، ذُرٌّ السَّمَاءِ بِالْمَطَرِ (ن، ض) ذُرًّا: آسمان کا خوب پانی برسانا، يُمِدُّ: مضارع واحد مذکر غائب، وہ مدد کرے گا ترقی دے گا۔ (افعال) اَمَدًا امداداً: مدد کرنا، بڑھانا، ترقی دینا، (مَدٌّ سے مشتق ہے، مَدَّ الشَّيْءُ (ن) مَدًّا: بڑھانا، اضافہ کرنا) لا تَرْجُونَ: مضارع منفی جمع مذکر حاضر، رَجَا (ن) رَجَاءٌ وَرَجْوًا: امید کرنا، خوف کرنا، (یہاں لا تَرْجُونَ بمعنی لا تعتقدون ہے کمانی الروح)۔ وَقَارًا: عظمت و بزرگی، توفیر باب تفعیل سے اسم مصدر، وَقَرَّ فُلَانًا: تعظیم کرنا، باوقار بنانا۔ اَطْوَارًا: طرح طرح، طَوْرٌ کی جمع، (طرح طرح یعنی نطفہ پھر علقہ پھر مضعہ پھر جیتا جاگتا انسان)

**ترکیب** قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَنَهَارًا... قَالَ فَعَلَ بِفَاعِلٍ، رَبِّ اِیْ یَا رَبِّ حَرْفِ نِدَاوْمِنَادِیْ، اِیْ اَدْعُوْا رَبِّیْ جُمْلَةُ اِعْتِرَاضِیَّةٍ دَعَا یُؤْتِیْ لَهَا سِتْرًا حَامٍ، اِنِّیْ حَرْفٌ مِثْلُ بِالْفِعْلِ مَعَ اسْمٍ، دَعَوْتُ فَعَلَ بِفَاعِلٍ، قَوْمِیْ مَرْکَبٌ اِضَافِیٌّ مَفْعُولٌ بِهِ، لَیْلًا وَنَهَارًا مَعْفُوفٌ وَمَعْفُوفٌ عَلَیْهِ هُوَ مَرْکَبٌ مَفْعُولٌ فِیْهِ، فَعَلَ اِیْ فَاعِلٌ اَوْ مَفْعُولٌ بِهِ اَوْ مَفْعُولٌ فِیْهِ سَلَّمَ خَبْرٌ، حَرْفٌ مِثْلُ بِالْفِعْلِ مَعَ اسْمٍ وَخَبْرٌ مَقُولٌ مَعْفُوفٌ عَلَیْهِ۔ فَلَمَّ یَزِدُهُمْ دُعَانِیْ اِلَّا فِرَارًا..... فَا عَاطَفَهُ لَمْ یَزِدْ فَعَلَ هَمَّ ضَمِیْرٌ مَفْعُولٌ بِهِ اَوَّلٌ، دَعَانِیْ: مَرْکَبٌ اِضَافِیٌّ فَاعِلٌ، اِلَّا اِدَاةُ حَصْرِ، فِرَارًا مَفْعُولٌ بِهِ ثَانِیٌّ، فَعَلَ اِیْ فَاعِلٌ اَوْ رَدَوْنُوں مَفْعُولُوں سَلَّمَ مَرْکَبٌ مَعْفُوفٌ، یَعْنِیْ مَا قَبْلَ مَقُولِهِ اِنِّیْ دَعَوْتُ بِرِعْطَفٍ هِیْ۔ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ..... وَاوَّ عَاطَفَهُ اِنِّیْ حَرْفٌ مِثْلُ بِالْفِعْلِ مَعَ اسْمٍ، کُلَّمَا ظَرْفٌ فِیْ شَرْطِیَّةٍ مِضَافٌ، دَعَوْتُهُمْ فَعَلَ بِفَاعِلٍ وَمَفْعُولٌ بِهِ، لَامٌ بِرَءِیِّ تَعْلِیلٌ، تَغْفِرَ لَهُمْ جُمْلَةٌ فَعَلِیَّةٌ بِتَاوِیْلِ مَصْدَرٍ مَجْرُورٍ، جَارٌ مَجْرُورٌ مُتَعَلِّقٌ دَعْوَتِ مَذْکُورِکَ، دَعَوْتُهُمْ اِلَّا کَمَلٌ جُمْلَةٌ مِضَافٌ اِلَیْهِ، مِضَافٌ اِلَیْهِ مِضَافٌ اِلَیْهِ سَلَّمَ کَرْتَرَفٌ هِیْ اِیْ فَاعِلٌ اَوْ جَوَابٌ دَجْرًا جَعَلُوْا مَوْخَرٌ

۱۔ مادہ غلن غلن الاثر (ض) غلونا: نمایاں ہونا۔

۲۔ مادہ سُر، سُر (ن) سُرًا: چھپانا۔

۳۔ امام رافضی کہتے ہیں کہ ہر شی کا جو بالا ہے وہ تاء ہے، بعض نے کہا کہ ہر تاء اپنے نیچے کے اعتبار سے تاء اور اپنے اوپر کے اعتبار سے ارض ہے۔ جو تاء تھپکے کے تاء ہی ہے، ارض نہیں، اگر السماء سے مراد آسمان ہی لیا جائے تو مضاف پوشیدہ مان لیا جائے اسی مطر السماء، یا پھر السماء بمعنی آسمان بطور مجاز مرسل کہا جو عطا کیے اور مراد بارش ہے۔

کا، جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ..... جملہ فعلیہ جواب شرط معطوف علیہ، (فی آذانہم متعلق جَعَلُوا کے، مفعول بہ ثانی کی جگہ میں) واو حرف عطف استغشوا ثیابہم فعل بفاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ اصبروا جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف واو عاطفہ۔ استکبروا استکباراً جملہ فعلیہ معطوف (استکباراً مفعول مطلق) الغرض جَعَلُوا اصابعہم اپنے تمام معطوفات سے مل ملا کر جواب شرط، اور شرط و جواب شرط مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر ماقبل مقولہ اِنِّی دَعَوْتُ قَوْمِی پر معطوف، ثُمَّ اِنِّی دَعَوْتُهُمْ جَهَاراً..... ثم حرف عطف، للترتیب مع التراخی، مابعد جملہ اسمیہ معطوف علیہ (جہاراً مفعول مطلق ای دعاء جہاراً) ثُمَّ اِنِّی اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَاراً..... ثم حرف عطف اِنِّی حرف مشبہ مع اسم، اعلنتُ لَهُمْ جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ اسررت لَهُمْ اسراراً جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (اسراراً مفعول مطلق) فقلت استغفروا ربکم..... فا عاطفہ قُلْتُ فعل بفاعل قول، استغفروا فعل، واو ضمیر فاعل ربکم مرکب اضافی مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر امر۔ انہ کان غفاراً درمیان میں جملہ تعلیلیہ، برائے استغفروا) یُرْسِلُ فَعْلٌ، ضمیر فاعل، راجع اللہ کی طرف، السماء ذوالحال علیکم متعلق یُرْسِلُ کے، مدراراً حال (مذراراً بروزن مفعول کو مؤنث نہیں لایا گیا کیونکہ مبالغہ کے صیغوں میں مذکر مؤنث برابر ہوتے ہیں روح المعانی ص ۹۰ پارہ ۲۹) ذوالحال مع حال مفعول بہ، مکمل جملہ معطوف علیہ، واو عاطفہ یُمِدُّكُمْ بِاَمْوَالٍ وَبَنین..... معطوف علیہ معطوف، (باموال وبنین متعلق یُمِدُّكُمْ فعل مضارع کے) واو عاطفہ، یَجْعَلُ لَكُمْ جَنَاتٍ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (لکم مفعول بہ ثانی کی جگہ اور جنات مفعول بہ اول) واو عاطفہ یَجْعَلُ لکم انہارا..... حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب امر، امر اپنے جواب امر سے مل کر مقولہ، الغرض قلت اپنے مقولہ استغفروا الخ سے مل کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل یعنی اِنِّی اعلنت لَهُمْ اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ یعنی اِنِّی دَعَوْتُهُمْ جَهَاراً اپنے معطوف سے مل کر ماقبل مقولہ پر معطوف، مالکم لا ترجون للہ وقاراً وقد خلقکم اطواراً..... ما اسم استفہام مبتدا لکم جار مجرور ثابت کے متعلق ہو کر خبر، لا ترجون للہ وقاراً جملہ فعلیہ حال لکم کی ضمیر سے، (للہ متعلق ثابتا کے ہو کر حال وقاراً سے اور وقاراً مفعول بہ) وقد خلقکم اطواراً جملہ فعلیہ حال لا ترجون کی ضمیر سے، اور اطواراً بمعنی متقلین من حال الی حال، حال خلقکم کی ضمیر مفعول تم سے، الغرض مبتدا مع خبر ماقبل قول کے تحت داخل ہے۔

**المبالغۃ** فی قولہ "واستغشوا ثیابہم" کنایۃ عن المبالغۃ فی اعراضہم عما دعاهم الیہ، وقیل الکلام حقیقی ومعنی استغشوا ثیابہم غطوا بها وجوہہم لنلا یرونی، قولہ مذراراً، انہاراً، وقاراً،

اَطْوَارًا میں جمع مرصع ہے بوجہ رعایت فواصل۔

أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا ۝۱۵ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ

کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے • اور ان میں چاند کو نور بنایا اور

الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝۱۶ وَاللَّهُ أَنْتَبَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا

سورج کو چراغ بنایا • اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا • پھر تم کو زمین ہی میں لے جائے گا

وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝۱۸ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ بِسَاطًا ۝۱۹ لَتَسْلُكُوهَا

اور تم کو باہر لے آوے گا • اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا • تاکہ تم اس کے

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالَهُ

کھلے رستوں میں چلو • نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا اور ایسے شخصوں کی پیروی کی جن کے مال

وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا ۝۲۱ وَمَكْرُوهًا مَكْرًا كُبْرًا ۝۲۲ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ

اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا • اور جنہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں • اور جنہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو

وَلَا تَذَرُنَّ وُدًّا وَلَا سُوءَ عَادَةٍ وَلَا يَفُوتُ وَيَعُوقُ وَنَسْرًا ۝۲۳ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۝۲۴

ہرگز نہ چھوڑنا، اور نہ ود کو اور سُوءِ عَادَةٍ کو، اور یعوق کو اور یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا • اور ان لوگوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا،

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ۝۲۵

اور ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھاد دیجئے •

**تشریح** ما قبل میں اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کی وہ دلیل بیان کی گئی تھی، جس کا تعلق انسان کی ذات سے تھا، یعنی وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا، اب یہاں سے ایسی دلیل کا بیان ہے جس کا تعلق آسمان و زمین سے ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے اور ان میں چاند کو نور کی چیز بنایا، اور سورج کو چراغ بنایا یعنی مثل چراغ کے روشن بنایا مطلب یہ ہے کہ سورج کا نور تیز اور گرم ہوتا ہے جس کے آتے ہی رات کی تاریکی کا نور ہو جاتی ہے شاید اس کو اسی لئے جلتے چراغ سے تشبیہ دی اور چاند کی روشنی کچھ دھیمی ہوتی ہے، (چاند سب آسمانوں میں نہیں ہے تو یاد رہے کہ فہمین باعتبار مجموعہ کے فرما دیا مراد ہے فی بَعْضِهِنَّ۔ (بیان القرآن))

۱۔ انہی بعضہن کیونکہ علماء یہ لکھتے چلے آئے ہیں کہ چاند آسمان دنیا میں ہے نہ کہ ساتوں آسمانوں میں، اور تحقیق جدید نے تو یہ ثابت کیا ہے کہ چاند آسمان سے بہت نیچے فضا کے آسمان میں ہے جس کو آج کل غلا کہتے ہیں۔

الغرض فہمین کی خمیر کا مرتبہ سب سلوات ہے، مگر مراد بعض ہے، جیسا کہ بولتے ہیں کہ میرے والد صاحب آج کل عرب میں ہیں، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا. اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا (یعنی یا تو اس طرح کہ حضرت آدم کو مٹی سے بنایا گیا اور یا اس طرح کہ انسان نطفہ سے بنا اور نطفہ یعنی قطرہ منی غذا سے بنا اور غذا عناصر سے بنی یعنی ہوا، پانی، مٹی وغیرہ سے اور عناصر میں غالب اجزاء مٹی کے ہیں) فَمَّ يُعِيدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ بِسَاطًا لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَا جَا پھر تم کو بعد مرگ زمین ہی میں لے جائے گا اور قیامت میں پھر اسی زمین سے تم کو باہر لے آئے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا تاکہ تم اس کے کھلے رستوں میں چلو، یعنی اس پر چلو پھرو، لیٹو، بیٹھو ہر طرف کشادہ راستے نکال دیئے ہیں، اگر کوئی چاہے اور اس کے پاس وسائل و اسباب بھی ہوں تو وہ ساری زمین کے گرد گھوم سکتا ہے راستہ کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالًا وَوَلَدًا اِلَّا خَسَارًا مذکورہ تمام تر کلام وہ تھا جو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بطور فریاد کے کیا، پھر حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے شخصوں یعنی رؤسا کی پیروی کی کہ جن کے مال اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا (مراد ان شخصوں سے رؤسا اور مالدار لوگ ہیں جن کا عوام اتباع کیا کرتے ہیں، اور مال اور اولاد کا ان رؤسا کو نقصان پہنچانا یا بس معنی ہے کہ مال و اولاد دونوں سرکشی کا سبب بن گئے اور مال و اولاد کے سبب ہی وہ دین سے محروم رہے۔ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كَبَّارًا وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ الْبِهْتِكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَا وَلَا سَوَاعَا وَلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا اور انہوں نے جن کا اتباع کیا ہے وہ ایسے ہیں جنہوں نے حق کے مٹانے میں بڑی بڑی تدبیریں کیں اور جنہوں نے اپنے تابع لوگوں سے یہ کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ بالخصوص وَا کو چھوڑنا اور نہ سَوَاع کو اور نہ يَغُوْثَ کو اور نہ يَعُوْقَ کو اور نہ نَسْرَ کو، یعنی اپنے معبودوں کی حمایت پر جسے رہنا اور نوح کے بہکائے میں نہ آنا، اور مذکورہ پانچ معبودوں کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ یہ بت زیادہ مشہور تھے (امام بغوی نے نقل کیا ہے کہ یہ پانچوں دراصل اللہ کے نیک صالح بندے تھے جو آدم و نوح علیہما السلام کے درمیانی زمانہ میں گذرے ہیں، بہت سے لوگ ان کے متبع و معتقد تھے۔) ان لوگوں نے ان کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ دراز تک انہیں کے نقش قدم پر اللہ کی عبادت کی، کچھ عرصہ کے بعد شیطان نے ان کو سمجھایا کہ تم اپنے جن

گذشتہ صفحہ کا بقیہ: اور مراد ہوتی ہے، مثلاً مکہ میں اور مکہ کے اندر بھی کسی ایک مکان میں، دوسری بات یہ ہے کہ چاند، ستارے، آسمان میں ہیں، یا آسمان سے نیچے فضا، آسمانی میں، جس کو خلا کہتے ہیں تو اس سلسلہ میں مختصر یہ سمجھئے کہ

سورۃ الفرقان کی آیت ہے تبارک الذی جعل فی السماء ہر وجا و جعل فیہا سیراجا و قمرًا مبینا۔ ترجمہ: وہ ذات بہت عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس میں ایک چراغ اور نورانی چاند بنایا، تفسیر کے بعد قائدہ کے ضمن میں حضرت تھانوی نے بیان القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ ظاہراً ”فیہا“ سے ان کو اکب کا آسمان کے اندر مرکوز ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ظاہر کے خلاف کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جائے تو ”فیہا“ کو ہی قمریہا کے ساتھ مؤول کرنا ممکن ہے، لہذا اقرب یا بیچے کے لئے بھی فی کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور لغت کی تصریحات کے مطابق لفظ سماء فضا، آسمانی کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور خود جرم آسمان کے لئے بھی، تو ایسی صورت میں جن آیات میں کو اکب اور سیارات کے لئے فی السماء کا لفظ استعمال ہوا ہے ان کے مفہوم میں دونوں احتمال موجود ہیں کہ یہ کو اکب و سیارات جرم آسمان کے اندر ہوں یا فضا، آسمان میں، لہذا تحقیق سے جو صورت ثابت ہو قرآن کے متافی نہیں۔

بزرگوں کے نقش قدم پر اللہ کی عبادت کرتے ہو اگر ان بزرگوں کی تصویریں بنا کر سامنے رکھا کرو تو تمہاری عبادت بڑی مکمل ہو جائے گی اور خشوع و خضوع حاصل ہوگا، یہ لوگ شیطان کے فریب اور دھوکہ میں آ گئے۔

اور ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر عبادت گاہ میں رکھ لئے اور ان کو دیکھ دیکھ کر عبادت میں ایک خاص کیفیت محسوس کرنے لگے یہاں تک کہ اسی حال میں سب لوگ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے، اور بالکل نئی نسل نے ان کی جگہ لے لی، تو شیطان نے ان کو یہ پڑھایا کہ تمہارے بزرگوں کے خدا اور معبود یہ بت تھے اور وہ انہیں کی عبادت کیا کرتے تھے، بس یہاں سے بت پرستی شروع ہو گئی۔ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا۔ اور ان رئیس لوگوں نے بہتوں کو بہکا بہکا کر گمراہ کر دیا (وہ مکو کبار یہی گمراہ کرنا ہے، بیان القرآن) اضلال کی ان لوگوں کی طرف نسبت بطور اسناد مجازی کے ہے کہ وہ لوگ اس گمراہی کا سبب بنے ورنہ تو گمراہ کرنے والا شیطان ہے۔ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا: الخ چونکہ حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو یہ بھی بتلادیا کہ آپ کی پوری قوم میں جس کو ایمان لانا تھا لے آیا، اب ان میں کوئی ایمان قبول نہ کرے گا کما فی قولہ تعالیٰ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ، تو نوح علیہ السلام نے مایوس ہو کر ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھاد بچئے (ضلال کی دعا کرنا مقصود نہیں بلکہ استحقاق ہلاکت کی دعا مقصود ہے کہ شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو کر جلد عذاب الہی کے مستحق ہوں اور ہلاک کر دیئے جائیں)

**نکتہ** آہتکم عام معبودوں کا ذکر کر کے خاص معبودوں کا ذکر کیا کیونکہ وہ ان کے معبودوں اور بتوں میں بڑے تھے، اور پھر ان پانچوں میں بھی وہ لوگ اپنے خیال میں بڑائی میں فرق کرتے تھے جیسا کہ اس بات کی طرف بعض کے ساتھ حرف نفی لاکا آنا اور بعض کے ساتھ نہ آنا اشارہ کر رہا ہے، بعض نے کہا کہ کثرت تکرار لاکا کی وجہ سے یحوق وشر کے ساتھ حرف نفی نہیں لایا گیا اور کوئی التباس بھی نہیں اس لئے مزید لاکا کی ضرورت بھی نہیں۔ (روح)

**ضمان کے مواج** ثم یعدکم فیہا ای فی الارض، قولہ ومکروا ای من لم یزدہ الخ ضمیر کو جمع من کے معنی کے اعتبار سے لایا گیا ہے جیسا کہ اس سے پہلے ضمیر کو واحد لایا گیا لفظ من کا اعتبار کرتے ہوئے اور لفظا وہ مفروہ۔ (روح) قولہ وقالوا لاتذرن ای قال بعضهم لبعض (منظہری)

**لغات** القمر: چاند جمع القمار (تیسری تاریخ ہے آخر ماہ یا تیسری تاریخ کے بعد والی رات سے آخر ماہ تک کا چاند۔ نوراً: روشنی، جمع انوار (نور کے مختلف آیات میں مختلف معانی مراد لئے گئے ہیں یہاں مراد ہے نور والا۔ لغات القرآن) الشمس: سورج جمع شمس۔ سراجاً: چراغ، (مجازاً سورج اور ہر روشن چیز کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے) جمع سرج۔ انبت: ماضی واحد کرغائب (افعال، بمعنی اگانا، بڑھانا، مراد پیدا کرنا) نباتاً: مصدر از باب

۱۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ ان بتوں میں سے ایک یعنی اور مردانہ قوت، اور شوق و محبت کا دیوتا تھا، اہل عرب اس سے خاص دلچسپی رکھتے تھے اور اس کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھتے تھے مثلاً عبد ذاکثر نام رکھتے، سوا عام محبوبیت اور جہال کی دیوی تھی اور اس کی تصویر بھی عورت ہی کی شکل میں تیار کی گئی تھی، بیٹھتے بیٹھتے جسمانی کا دیوتا تھا شیر اور حمل کی شکل میں اس کا بت تیار کیا گیا تھا، یحوق یہ بھاگ دوڑ کا دیوتا تھا اس کی صورت گھوڑے کی شکل کی بنائی گئی تھی۔ سردور بھی اور تیز لہی کا دیوتا تھا اس کی شکل ہانہ جانور کی طرح ڈھالی گئی تھی۔

نصر، بمعنی اگنا، یہاں نباتا بمعنی ابھانا ہے۔ بِسَاطًا: پھوٹنا، فرش (ہر وہ چیز جو پھائی جائے) جمع بُسَطٌ. تَسْلُكُوا: مضارع جمع مذکر حاضر، سَلَكَ (ن) سَلُّوْكُمْ: چلنا۔ سُبُلًا راستے، واحد سَبِيلٌ. فُجَجًا: واحد فُجٌّ بمعنی کشادہ، صفت مشبہ، فُجٌّ (ن) فُجَّجًا: کشادہ ہونا، (۲) کشادہ راستے (روح) غَضَوْنَا: ماضی جمع مذکر غائب، غَضَا (ط) مَغْضِيَةٌ وَعِضْيَانًا: نافرمانی کرنا۔ (در اصل غَضِيُوْا تھا، یا متحرک یا قبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا یا مردود بوجہ اجتماع ساکنین گر گیا)۔ خَسَرْنَا: نقصان، مصدر، خَسِرَ (س) خَسِرْنَا وَخَسِرْنَا وَخَسِرْنَا: نقصان اٹھانا۔ مَكْرُوْنَا ماضی جمع مذکر غائب، مَكَّرَ (ن) مَكَّرُوا: تدبیر کرنا، دھوکہ دینا۔ كَبَّرْنَا: اسم مبالغہ، بہت بڑا كَبَّرَ (ك) كَبَّرْنَا: مرتبہ میں بڑا ہونا۔ لَا تَذُرُّ: نہیں جمع مذکر حاضر، ہرگز نہ چھوڑنا تم، وَذَرْنَا (س) وَذَرْنَا: چھوڑنا، آيْتَكُمْ: اپنے معبودوں کو، واحد اَللّٰهُ وَذٌ، سَوَاعٍ، يَغُوثٌ، يَهُودٌ، نَسْرٌ قوم نوح کے بنوں کے نام ہیں جن کی قوم نوح پرستش کرتی تھی، بعد میں زمانہ جاہلیت کے اندر عرب کے مختلف قبیلوں میں بھی ان کی پوجا کا سلسلہ جاری تھا۔ يَهُوثٌ و يَهُودٌ اگر عربی لفظ ہوں تو علیت اور وزن فعل کی بناء پر غیر منصرف ہوں گے اور اگر نجی لفظ ہوں تو برائے علیت، مجہ غیر منصرف ہوں گے، وقرئ لا يَغُوثًا و يَهُودًا و صرفہما للتناسب اذ قبلہما اسمان منصرفان و بعدہما اسم منصرفٌ. کثیراً: بہت، صفت مشبہ، كَثُرَ (ك) كَثُرْنَا: بہت ہونا۔

**ترکیب** اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا..... ہمزہ حرف استفہام برائے انکار، لَمْ تَرَوْا فعل بفاعل، کیف اسم استفہام محل نصب میں حال آنے والے جملہ کے فاعل یا مفعول سے۔ (منظری) ای علی ای حال، خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا جملہ فعلیہ معطوف علیہ (طِبَاقًا صفت سبع سموات کی، اور وہ مفعول ہے) وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْہِنَّ نُورًا..... معطوف علیہ معطوف۔ (فیہن متعلق جعل کے اور نوراً مفعول بہ ثانی) وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا..... معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر لَمْ تَرَوْا کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، اور وہ جملہ مستانفہ۔ وَاللّٰهُ اَبْتَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا..... واو استنافیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اللّٰهُ مَبْتَدَا، اَبْتَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا جملہ فعلیہ معطوف علیہ (من الارض متعلق ابنت کے، نباتاً مفعول مطلق) لَمْ يَحْدِكُمْ فِيْہَا مَعطوف علیہ معطوف، وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا مَعطوف، تَبَيَّنَ مَعطوفات مل ملا کر خبر مبتدأ مع خبر، جملہ مستانفہ، وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ بِسَاطًا لِّتَسْلُكُوْا مِنْہَا سَبُلًا مُّجَاجًا..... واو عاطفہ، اللّٰهُ مَبْتَدَا، جَعَلَ فعل بفاعل، لَكُمْ متعلق جعل

۱۔ مصدر محذوف الزوائد ای ابنت ابھانا از افعال اب اس کو اسم مصدر کہیں گے۔

۲۔ یغوث دراصل یغوث تھا، واو کی حرکت مائل کو دے دی گئی، ہکنا یغوث۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)

۳۔ کثیر لفظ مفرد ہے مگر معنی میں کثرت ہے اس لئے مفرد کی بھی صفت واقع ہوتا ہے اور جمع کی بھی۔

۴۔ قولہ اَلَمْ تَرَوْا الخ الرویۃ علمیۃ ای لَمْ تَعْبُرُوْا وَتَسْکُرُوْا (و جملہ کیف خلق الخ سدّت مسد مفعولی تَرَوْا المعطوف عن العمل بالاستفہام)

۵۔ قولہ فیہن الضمیر المجرور يعود علی السموات بحسب الظاہر لافی الحقیقۃ و التفصیل تحت التشریح

کے، الارض مفعول بہ اول، بساطاً مفعول بہ ثانی، لام برائے تعلیل، نَسَلُکُوا فعل بفاعل، منها متعلق نَسَلُکُوا کے، سبلاً فبجاء موصوف مع مفت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور جار مجرور متعلق جعل کے، اور وہ خبر، مبتدأ مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ما قبل اللہ انہکم پر معطوف۔ قَالَ نُوحٌ رَبِّ انَّهُمْ عَصَوْنِي ..... قَالَ فعل نُوحٌ فاعل رب ای یا رب حرف ندا مع منادی ندا، انَّهُمْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، عَصُوا فعل بفاعل نون وقایہ یاء ضمیر متکلم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا ..... وَاتَّبَعُوا فعل ماضی، وَاو ضمیر فاعل مَنْ ام موصول (آنے والے جملے مل کر صلہ بنیں گے) لَمْ يَزِدْ فعل ما ضمیر مفعول بہ، مَالَهُ وولَدَهُ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، الْأ اداة حصر، خَسَارًا مفعول بہ ثانی، لَمْ يَزِدْ الخ مکمل جملہ معطوف علیہ، وَاو حرف عطف۔ مَكْرًا مَكْرًا كِبَارًا ..... جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (مَكْرًا كِبَارًا مفعول مطلق) وَاو عاطفہ۔ قَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ ..... قَالُوا فعل بفاعل، لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ فعل نہی مع فاعل و مفعول بہ، جملہ انشائیہ مقولہ معطوف علیہ، وَاو حرف عطف۔ لَا تَذَرُنَّ وَا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ..... مکمل جملہ انشائیہ معطوف (وَا وَلَا سُوَاعًا وَيَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا تمام معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، اور دونوں لا زائدہ برائے تاکید نفی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مقولہ، قَالُوا مع مقولہ معطوف علیہ معطوف وقد اضلوا کثیرا جملہ فعلیہ معطوف (کثیرا مفعول بہ) تمام معطوفات مل کر صلہ مع موصول مع صلہ مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ان حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔ وَاو عاطفہ، لَا تَزِدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا جملہ فعلیہ معطوف، (الظَّالِمِينَ مفعول بہ اول، الْأ اداة حصر، ضَلَالًا مفعول بہ ثانی) اس کا عطف رب انہم عصونی پر ہے، ای قَالَ رَبِّ انَّهُمْ عَصَوْنِي الخ وقال لا تزد الظالمين الخ) (روح)

**الانبات** قوله لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَا وَلَا سُوَاعًا الخ اس میں بوجہ اہتمام تخصیص بعدا تعمیم ہے کہ آلہ عام ذکر کر کے خاص بتوں کا ذکر کیا گیا، اور رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ میں تعمیم بعدا تخصیص ہے اور یہ دونوں از قبیل اطباب ہیں جو کہ محسنات بدیعیہ میں سے ہے، قوله انہکم ای انشاکم فاستعیر الانبات للانشاء لكونه ادل على الحدوث.

**اجراء** یغوث و یعوق غیر منصرف ہیں، اب طلبہ عزیز کو باہم اجراء کرنا چاہئے کہ غیر منصرف کسے کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے، اور غیر منصرف پر کونسی تونین آسکتی ہے، اور کونسی نہیں؟ تفصیل در ”مشکل ترکیبوں کا حل“۔

☆☆☆

مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أُغْرِقُوا فَأَدْخَلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ

اپنے ان ہی گناہوں کے سبب وہ غرق کئے گئے، پھر دوزخ میں داخل کئے گئے، اور خدا کے سوا ان کو کچھ حمایتی بھی

اللَّهِ أَنْصَارًا ﴿۱۵﴾ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا ﴿۱۶﴾

میسر نہ ہوئے • اور نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ

إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۱۷﴾

اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ ہی کریں گے اور انکے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی •

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي بِإِذْنِي وَاللْمُؤْمِنِينَ

اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿۱۸﴾

اور مسلمان عورتوں کو بخش دیجئے، اور ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھاد دیجئے •

### تشریح

جب حضرت نوح علیہ السلام کی کوئی بات ان کی قوم نے نہیں مانی تو انجام ان کا یہ ہوا کہ وہ اپنے ان ہی گناہوں کے سبب غرق کئے گئے یعنی طوفان آیا اور بظاہر وہ لوگ پانی میں ڈبائے گئے، پھر آگ میں داخل کئے گئے (یعنی برزخ کی آگ میں، کیونکہ جہنم کی آگ میں داخلہ تو قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد ہوگا، معارف القرآن، ترجمہ شیخ الہند) اور خدا کے سوا ان کو کچھ حمایتی بھی میسر نہ ہوئے۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ

نے یہ بھی کہا کہ اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ، یعنی سب کو ہلاک کر دے،

کیونکہ اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو حسب ارشاد باری تعالیٰ لَنْ يُؤْمِنَ الْبَخْسُ يَوْمَئِذٍ الْبَخْسُ يَوْمَئِذٍ الْبَخْسُ

گمراہ کریں گے، اور آگے بھی ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی، پھر نوح علیہ السلام نے کافروں کے لئے بددعا

کرنے کے بعد مومنین کے لئے دعا فرمائی کہ اے میرے رب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت

میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو (یعنی اہل و عیال کو مع استثناء زوجہ کنعان کے) اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان

۱۔ وہ لوگ ڈوبے تو پانی میں اور نکلے آگ میں تو یہ متضاد عذاب حق تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں، حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ وہ لوگ ادھر پانی میں

غرق ہوئے تھے ادھر مرتے ہی آگ میں جلنے لگے (مراد نار برزخ) اس آیت سے یہ بات ثابت ہوگی کہ عالم برزخ یعنی قبر میں مردوں پر عذاب ہوگا

(والغناء نفيد الترتيب مع التصيب، و نار الآخرة لم يذوقوها بعد فدل على أن المراد عذاب القبر، وهو استدلال لطيف) اس سے یہ

بھی ظاہر ہے کہ جب بد عملی پر قبر میں عذاب ہوگا تو نیک عمل والوں کو قبر میں ثواب اور نعمت بھی ملے گی، (معارف)

حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے مراد آخرت کی نار جہنم ہے، اور پانی میں ڈوبنے اور آخرت میں نار جہنم میں جلنے کی درمیانی مدت کو نظر انداز کر دیا

گیا، اور شیوہ اور معتزلہ لوگ تو عذاب برزخ کے قائل ہی نہیں، اس لئے وہ آیت مذکورہ میں عذاب جہنم مراد لیتے ہیں، (حالانکہ عذاب قبر کے ثبوت پر کئی احادیث موجود ہیں، اور اہل سنت و الجماعت عذاب قبر کو برحق سمجھتے ہیں۔

عورتوں کو بخش دیجئے۔

**تائید** علمائے شریعت و تاریخ میں یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے کہ طوفانِ نوح تمام دنیا میں آیا تھا یا صرف دجلہ اور فرات کے درمیان علاقہ میں جس کو جزیرہ کہا جاتا ہے اور جہاں قوم نوح آباد تھی، محققین دوسری رائے کو ترجیح دیتے ہیں، والتفصیل لایلیق بهذا المختصر.

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا: مومنین کے لئے دعا کا مضمون بددعا کے مقابلہ کی مناسبت سے آگیا تھا اس لئے پھر بددعا کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ اے اللہ ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجئے۔ (گویا یہ آیت ولا تزد الظالمین الا ضللاً کے مقصود کی تفسیر ہے اور اس سے مقصود استحقاقِ ہلاکت تھا)

**اشہ بات** ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے، ورنہ آپ ان کے لئے دعائے مغفرت نہ فرماتے، اور اگر اس کے خلاف ثابت ہو جائے تو والدین سے مراد آباء و امہات بعیدہ ہوں گے، واضح رہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا اس وقت کی جب ان کو بذریعہ وحی یہ بتلادیا گیا تھا کہ تیری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے بس لا چکے، اب کوئی ایمان لانے والے نہیں کما فی قولہ تعالیٰ انہ لن یومن من قومک الخ۔ اے اللہ ارحم الراحمین نوح علیہ السلام کی برکت سے اس بندۂ عاصی و خاطی خاکسار ہر دواری کو بھی اپنی رحمت سے دامنِ عفو میں لے کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما دیجیو، انک سمیع مجیب الدعوات، آمین یا رب العالمین

**لغات** خطیئات خطائیں، گناہ، واحد خطیئة (خطی) (س) خَطَاً وَخَطَاً: غلطی کرنا، گناہ کرنا۔ اُغْرَقُوا: ماضی مجہول جمع مذکر غائب، وہ ڈبوئے گئے، (افعال، اغراق، ڈبودینا) اَنْصَار: مددگار، حمایتی، واحد ناصر۔ ذَبَّارًا: بروزن فیعال، دراصل ذبوار تھا، واو اور یا جمع ہوئی اور پہلا ساکن ہے اس لئے واو یاء سے بدل کر اس میں مدغم ہوگئی جیسے سید کہ دراصل سیود تھا، ذَوْرًا سے اسمِ مبالغہ بمعنی گھومنے والا، ذَارَ (ن) ذَوْرًا: چکر لگانا، گھومنا، مراد کوئی باشندہ جو گھر میں رہے اور زمین پر چکر لگائے۔ یَلْدُوْا: مضارع جمع مذکر غائب، وَلَدَ (ض) وِلَادًا وِوِلَادَةً: بچہ جننا (یلدوا میں فاعلہ محذوف ہے، اور یہ معتل مثال واوی ہے) فَاجِرًا: اسم فاعل واحد مذکر، گناہ کرنے والا، فَجَرَ (ن) فَجُورًا: گناہ کرنا۔ كُفَّارًا: اسمِ مبالغہ، بہت کفر کرنے والا، كُفَّرَ (ن) كُفْرًا: کفر کرنا، انکار کرنا۔ تَبَارًا: مصدر، تَبَّرَ (س) تَبَارًا: ہلاک ہونا (بمعنی ہلاکت حاصل مصدر ہے)

۱۔ خطیئة اور سینۃ دونوں کے معنی ملتے جلتے ہیں، لیکن اکثر خطیئة اس برائی کو کہتے ہیں جو قصدانہ کی جائے بلکہ ارادہ کسی اور کام کا ہو اور وہ ارادہ اس برائی کا سبب بن جائے، اب اگر یہ ارادہ بھی برا ہے تو یہ خطا قابل معافی نہیں جیسے کسی نے بالقصد شراب پی پھر نشہ میں کسی کو گالی دی تو اس گالی پر اس سے مواخذہ ہوگا، لیکن اگر یہ ارادہ برائہ ہو اور اس کے نتیجہ میں کوئی برائی سرزد ہو جائے تو وہ عند اللہ قابل معافی ہوگی جیسے کسی نے شکار کے ارادہ سے گولی چلائی اور وہ کسی جانور کو جاگئی۔

۲۔ اعراب القرآن و صرف و بیانہ میں لکھا ہے کہ دہار اسم ہے بمعنی احد، وقیل هو ماخوذ من الدار ای نازل دارا وقیل هو ماخوذ من الدوران وهو التحرك.

**ترکیب** مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أُغْرِقُوا فَأَدْخَلُوا نَاراً فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَاراً..... من حرف جر، ما زائدہ، خطبتہم مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور متعلق مقدم أُغْرِقُوا کے، أُغْرِقُوا جملہ فعلیہ، معطوف علیہ، فا عاطفہ اَدْخَلُوا نَاراً جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف (ناراً مفعول بہ علی السعۃ، یعنی تو سنا مفعول بہ کہہ دیا ورنہ مفعول فیہ ہے طرف مکان) فا عاطفہ لم یجدوا فعل بفاعل لهم متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، اور ثانی اس لئے کیونکہ وہ صریح مفعول بہ نہیں بلکہ تاویلی ہے، من دون اللہ ظرف مستقر ہو کر حال مقدم انصاراً سے، انصاراً مفعول بہ اول، الغرض جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات باہم مل ملا کر جملہ متانفہ بیانیہ، کانہ قیل ما فعل بہم۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَيَّ الْأَرْضَ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا..... ترکیب ظاہر ہے ما قبل قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي پر معطوف (علی الارض متعلق لَا تَذَرْ کے، من الکافرین ظرف مستقر ہو کر حال دياراً سے، لانہ کان فی الاصل صفة لَدَيَّارًا، اور دياراً مفعول بہ) اِنَّكَ اِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلْتَدُوا اِلَّا فَاَجْرًا كُفَّارًا..... اِنَّكَ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، اِنْ تَذَرَهُمْ شرط يُضِلُّوا عِبَادَكَ فعل بفاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ لا یلندوا فعل منفی مع فاعل الا اداة حصر، فاجراً کفاراً موصوف مع صفت مفعول بہ، پھر جملہ منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جزاء، شرط مع جزاء خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْ وَاِلٰمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَاَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْمُؤْمِنَاتِ..... رَبِّ اِی یا رب (در اصل ربی تھا) حرف ندا مع منادی حسب سابق (لاکل لہا اعتراضیہ للاسترحام) اغفر فعل بفاعل، لی جار مجرور معطوف علیہ، لام جارہ وَاَلِدَيْ مضاف مع مضاف الیہ مجرور، جار مجرور معطوف علیہ معطوف واو عاطفہ لام جارہ من اسم موصول دَخَلَ فعل ضمیر ذوالحال بیٹی مفعول فیہ مرکب اضافی، مؤمننا حال، ذوالحال مع حال فاعل، جملہ فعلیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور معطوف علیہ معطوف، للمؤمنین والمؤمنات جار مجرور معطوف (المؤمنات کا عطف المؤمنین پر) تمام معطوفات مل ملا کر متعلق اغفر کے اور وہ جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ واو عاطفہ، لا تذد الظالمین الاتبارا حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف (تباراً مفعول بہ ثانی) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ما قبل قول کے تحت۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝۱

آپ کہئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔

يُهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝۲ وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا

جو راہ راست بتلاتا ہے، سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے • اور ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝۳ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝۴

اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد • اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے •

وَأَنَا ظَنَنَّا أَنَّ لَنْ تَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝۵ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ

اور ہمارا یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے • اور بہت سے لوگ

مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝۶

آدمیوں میں ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے سو ان آدمیوں نے ان جنات کی بددماغی اور بڑھادی •

**ربط** سورت سابقہ میں قوم نوح کا قصہ ذکر کر کے اس وقت کے کفار کو ایمان قبول نہ کرنے کی بنا پر ڈرایا گیا تھا، اب

اس سورت میں جنات کے ایمان قبول کرنے کے قصہ کو جو کہ توحید و رسالت کو متضمن ہے، ذکر کر کے کفار کو ایمان قبول

کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، گو یا سورت سابقہ میں ایمان نہ لانے پر ترہیب تھی اور اس سورت میں ایمان لانے کی ترغیب۔

**تشریح** اس سورت میں جنات کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت

ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے، (غالباً بغرض

دعوتِ اسلام و تبلیغِ دین تشریف لے جا رہے تھے۔ بیان القرآن) مقام نخلہ پر آپ نے فجر کی نماز پڑھائی جس کی قرأت

جنوں کے ایک گروہ نے سنی، تفصیل یہ ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شیاطین آسمان تک پہنچ کر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، یعنی اللہ تعالیٰ

آسمان میں جو فیصلے جاری فرماتے ہیں تو فرشتے عنانِ سماء یعنی بادلوں تک اتر کر ان فیصلوں کا تذکرہ کرتے ہیں، یہاں

سے شیطان یہ خبریں چراتے ہیں اور پھر اس میں اپنی طرف سے سوجھوٹ ملا کر کانہوں کو بتاتے ہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی بعثت کے وقت آپ کی آسمانی وحی کی حفاظت کے لئے اس سلسلہ کو اس طرح بند کر دیا کہ جب کوئی شیطان یہ

خبریں سننے کے لئے اور آتا ہے تو اس کی طرف شہاب ثاقب کا انکارہ پھینک کر اس کو دفع کر دیا جاتا ہے، اس حادثہ کی تحقیق کے لئے جنات نے باہم مشورہ کیا کہ ہم کو آسمانی خبروں کے حاصل کرنے سے جو روک دیا گیا یہ امر اتفاقی نہیں بلکہ دنیا میں کوئی نئی چیز پیش آئی ہے جو اس کا سبب ہوئی، اور انہوں نے یہ طے کیا کہ زمین کے مشرق و مغرب اور ہر طرف میں جنات کے وفد بھیجے جائیں اور اس کی تحقیق کر کے آئیں، چنانچہ انکا جو وفد تہامہ حجاز کی طرف بھیجا گیا تھا وہ مقام بطنِ نخلہ پر پہنچا تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ صبح کی نماز جماعت سے ادا کر رہے تھے، جنات کے اس وفد نے جب قرآن سنا تو اس کی عظمت و ہیبت ان کے دلوں پر چھا گئی اور یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان و یقین لے کر واپس ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہی وہ نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے، اور یہ قصہ اپنی قوم سے جا کر بیان کیا جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔ (معارف، روح)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے اور جانے اور سننے سنانے کا پتہ نہیں لگا، ایک درخت نے باذن اللہ کچھ اجمالی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور مفصل حال اس کے بعد وحی کے ذریعہ سے بتلایا گیا، بعدہ بہت بڑی تعداد میں جنات مسلمان ہوئے۔ (ترجمہ شیخ الہند) (سورۃ الاحقاف کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ جب جنات نے اپنی قوم کو خبر پہنچائی تو ان میں سے پھر تین سو اشخاص اسلام لانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے)

**قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الْخ** آپ کفار سے کہئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا، (لفظ نفر تین سے دس تک عدد کے لئے بولا جاتا ہے، جن جنات کا یہاں ذکر ہے روایت ہے کہ یہ نو حضرات تھے نصیبین یمن کے رہنے والے، (عراق والے نصیبین کے نہیں) پھر اپنی قوم میں واپس جا کر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے، سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے (قرآن ہونا تو اس کے مضمون سے معلوم ہوا، اور عجیب ہونا اس سے کہ کلام بشر کے مشابہ نہیں، یعنی سنتے ہی ان کو یقین ہو گیا کہ ایسا کلام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا) وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے (یہ بیان ہے آمنہ بہ کا) اور انہوں نے ان مضامین کا بھی باہم تذکرہ کیا جو ذیل میں آئے ہیں یعنی **وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا** الخ ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے، اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد، کیونکہ ایسا ہونا عقلاً محال ہے اور اس کی عظمت شان کے منافی ہے (یہ بیان ہے لَنْ نُشْرِكَ كَا)۔ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا الْخ اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے (یعنی شرکیہ کلمات، بیوی اور اولاد کا اثبات وغیرہ) **وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ تَقُولَ الْإِنْسُ الْخ** اس آیت میں جنات نے اپنے مشرک ہونے کی وجہ بیان کی کہ پہلے ہمارا خیال یہ تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے۔ تو چونکہ اکثر جن و انس شرک کرتے تھے

وہم سمعے کہ خدا کی شان میں اتنے مخصوں نے جھوٹ پر اتفاق نہ کیا ہوگا پس ہم نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کر لیا اور ہم بہک گئے اب قرآن سن کر قلبی کھلی اور اپنے پیشروؤں کی اندھی تقلید سے نجات ملی۔ **وَ اِنَّهٗ كَانَ رِجَالًا مِّنَ الْاِنْسِ الْغِیْبِ** اس آیت میں مومن جنات نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں انسانوں کی عادت یہ تھی کہ جب کسی جنگل یا وادی میں قیام کی نوبت آتی تو اس اعتقاد سے کہ جنات کے سردار ہماری حفاظت کریں گے یہ الفاظ کہتے "اعوذ بعزیز ہذا الوادی من شر سفہاء قومہ" یعنی میں اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتا ہوں اس کی قوم کے بیوقوف شریر لوگوں سے۔ تفسیر ملاحظہ فرمائیں! کہ بہت سے لوگ آدمیوں میں سے ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے، سو ان آدمیوں نے ان جنات کی بددماغی اور بڑھادی اور وہ اپنے آپ کو یہ سمجھنے لگے کہ ہم جنات کے سردار تو پہلے ہی سے تھے اب آدمی بھی ہم کو ایسا بڑا سمجھنے لگے، چنانچہ وہ کفر و عناد پر اور زیادہ مصر ہو گئے یہ تمام مضمون توحید سے متعلق تھا۔

**نائدہ** صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے مقام بطن نخلہ پر آپ نے فجر کی نماز پڑھائی، تفصیل کے ساتھ میں نے اس کو لکھ دیا، اب عرض یہ کرنا ہے کہ اکثر مفسرین نے اس روایت کی بناء پر یہ سمجھا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور سفر طائف سے واپسی پر پیش آیا اور روایات حدیث میں جو لیلۃ الجن کا واقعہ مذکور ہے جس میں حضرت عبداللہ آپ کے ساتھ تھے اس میں آپ کا بالقصد جنات کو تبلیغ و دعوت کے لئے مکہ مکرمہ کے قریب جنگل میں جانا اور قرآن سنانا منقول ہے، وہ بظاہر اس واقعہ کے بعد کا قصہ ہے جس کا ذکر سورۃ جن میں ہے، علامہ خفاجیؒ نے فرمایا کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ جنات کے وفود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چھ مرتبہ حاضر ہوئے ہیں اس لئے ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں۔ (معارف القرآن)

**مشہور سفر طائف** اکثر مفسرین نے فرمایا کہ ابوطالب کی وفات کے بعد آپ بے یار و مددگار رہ گئے تھے تو آپ نے طائف کا سفر کیا تاکہ وہاں قبیلہ بنو ثقیف سے اپنی قوم کے مظالم کا ذکر کر کے ان سے کچھ مدد حاصل کریں، الغرض آپ نے ان سے اپنی قوم کے مظالم کا ذکر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی مگر انہوں نے یہ دعوت قبول نہ کی بلکہ انہوں نے اپنی قوم کے بے وقوف لوگوں اور غلاموں کو آپ کے پیچھے لگا دیا کہ آپ کو گالیاں دیں اور شور مچائیں، مختصر یہ کہ آپ کو مایوس ہو کر لوٹنا پڑا، واپسی پر مقام بطن نخلہ میں ٹھہرے اور نماز پڑھی جس میں جبراً قرأت کی جس کو جنوں کی ایک جماعت نے سنا، وہ ایمان لے آئے۔

**ضائقہ کے مراجع** **قوله فقلوا انا سمعنا** قالوا کی ضمیر کا مرجع نفر من الجن ہے (مظہری) **قوله** فامنا به ای بالقرآن. **قوله** وَ اِنَّهٗ تَعَالٰی الْخِ اِنَّہٗ کی ضمیر یا تو ربنا کی طرف راجع ہے یا پھر ضمیر شان۔ **وَ اِنَّهٗ كَانَ رِجَالًا مِّنَ الْاِنْسِ**: انہ کی ضمیر ضمیر شان ہے **قوله** فَرَاذُوهُمْ رَهَقَا ای زاد الرجال الجن.

۱۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ اس طبقہ کے جنوں کا جو سردار ہے ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں تاکہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرے۔

**لغات**

**أَوْحَى:** ماضی مجہول واحد مذکر غائب، وحی کی گئی (افعال) أَوْحَى ایحاء: وحی بھیجنا، اشارہ کرنا۔  
**اسْتَمَعَ:** ماضی واحد مذکر غائب (افعال) اسْتَمَعَ اسْتِمَاعًا: کان لگا کر سننا، یعنی متوجہ ہو کر سننا۔ نَفَرَ: اسم جمع، تین سے دس تک عدد کی جماعت، جمع انفار (مصباح اللغات) الجن: اسم جنس، آگ سے پیدا کی ہوئی اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل مخلوق ہے، ان میں تو والد و تاسل کا سلسلہ بھی ہے اور ان میں نیک و بد بھی ہوتے ہیں، اور ہماری طرح یہ بھی احکام شرعیہ کے مکلف ہیں، جن سے مشتق ہے جس کے معنی چھپنے کے ہیں تو چونکہ یہ عام طور پر نظروں سے غائب رہتے ہیں اس لئے ان کا نام جن ہوا، جَنَّ (ض) جَنًّا: چھپنا، واحد جَنِّيُّ جمع جَنَّةٌ (مزید تفصیل سورۃ الذاریات میں) قرآنا: مصدر از باب فتح، پڑھنا بروزن فُعْلَان، بمعنی اسم مفعول جس کو پڑھا جائے، اللہ کی کتاب کا خاص نام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔ عَجَبًا مصدر بمعنی اسم مفعول، عجیب، وہ چیز جس پر حیرت اور اچنچا کیا جائے، عَجِبَ (س) عَجَبًا وَعَجَبًا: تعجب کرنا، حیرت کرنا۔ الرشد: مصدر، رَشِدًا (ن) رُشْدًا: ہدایت پانا (بمعنی ہدایت، راہ راست، بھلائی، حاصل مصدر ہے) جَدًّا: مصدر، جَدًّا (ض) جَدًّا: بلند مرتبہ ہونا۔ (بمعنی شان، رتبہ، عزت حاصل مصدر ہے) صاحِبَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، ساتھ رہنے والی، مراد بیوی، جمع صواحب، وصاحبات (صَحِبَ (س) صُحْبَةً: ساتھ رہنا۔ سفیة: صفت مشبہ واحد مذکر، احق، بے وقوف، جمع سُفَهَاء، سَفَهَ (س) سَفَهًا وَسَفَاهًا وَسَفَاهَةً: بے وقوف ہونا۔ شَطَطًا: مصدر، شَطَّ (ن، ض) شَطَطًا وَشَطُوطًا: حد سے تجاوز کرنا۔ ظَنًّا: ماضی جمع متکلم، ظَنَّ (ن) ظَنًّا: گمان کرنا۔ الانس: انسان (واحد انسی) جمع اناس۔ كَذِبًا: مصدر، كَذَبَ (ض) كَذِبًا وَكَذِبًا: جھوٹ بولنا (بمعنی جھوٹ حاصل مصدر) زَادُوا: ماضی جمع مذکر غائب، زَادَ (ض) زَيْدًا: وَزِيَادَةً: بڑھنا، بڑھانا۔ رَهَقًا: مصدر، زِيَادَتِي، بدوماغی، رَهَقَ (س) رَهَقًا: ظلم و زیادتی کرنا، گناہوں میں مبتلا ہونا۔ (بمعنی ظلم و سرکشی، بدوماغی، بے وقوفی، گناہگاری حاصل مصدر ہے)

**ترکیب**

**قُلْ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ..... قُلْ فَعَلٌ، ضمیر انت فاعل، ای یا محمد، أَوْحَى فَعَلٌ، إِلَيَّ متعلق، أَنَّهُ حرف مشبہ بالفعل، ضمیر شان اس کا اسم، اسْتَمَعَ فعل نَفَرٌ موصوف، من الجن کائناً کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت فاعل استمع کا (مفعول بہ محذوف ہے ای القرآن) پھر اسْتَمَعَ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا..... فَ**

۱۔ وحی بھی (ض) وحیا اشارہ کرنا، واضح رہے کہ صلات و مناہیل اور فاعل کے بدلنے سے عموماً معانی بدل جاتے ہیں۔

۲۔ اسم جمع وہ اسم ہے جس سے جمع کے معنی ظاہر ہوں اور اس کا کوئی مفرد نہ ہو جیسے قوم، رطب و غیرہ۔ واضح رہے کہ نذر کا اطلاق اس سے اوپر عدد کے لئے بھی ہو جاتا ہے۔

۳۔ اللہ کی کتاب کو قرآن کہنے کی وجہ قرأت اور تلاوت ہے چونکہ یہ کتاب نماز میں، دینی محافل میں، مدارس میں پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کو قرآن کہتے ہیں۔ (مزید تفصیل نجوم الحواشی اور لغات القرآن میں)

۴۔ رَهَقَ (س) رَهَقًا کے معنی ہیں ایک شئی کا دوسری شئی پر زبردستی چھا جانا، اور چونکہ اس کا لازمی نتیجہ ہے تباہی، اس لئے تباہ ہونے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، حضرت تھانوی نے بدوماغی ترجمہ کیا ہے۔

عاطفہ قالوا فعل بفاعل، انا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، سَمِعْنَا فعل بفاعل، قورانا موصوف عَجَبًا صفت اول، (عجب مصدر ہے، مبالغہ اس کو صفت بنا کر حمل کر دیا گیا)۔ يَهْدِي إِلَى الرَّشَدِ جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف مع دونوں صفتوں کے مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ، فا عاطفہ آمنا به معطوف علیہ معطوف، لن نشارك بربنا احداً معطوف، (بربنا متعلق لن نشارك کا، احداً مفعول بہ) تمام معطوفات مل ملا کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر مقولہ، قالوا مع مقولہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر اوحی کا نائب فاعل، پھر چند آیتوں کے بعد اَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا كَا اِسْمِ نَائِبِ فاعل پر عطف ہوگا، وَ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وُلْدًا..... واو عاطفہ، انہ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، تعالیٰ جَدُّ رَبِّنَا..... اَنْ کے اسم و خبر کے درمیان جملہ معترضہ دعائیہ مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وُلْدًا حرف مشبہ بالفعل کی خبر، (اتخذ کا مفعول بہ اول محذوف ہے ای امرء، صاحبة وولداً معطوف و معطوف علیہ مفعول بہ ثانی اور لا زائدہ برائے تاکید نفی) حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر کس پر معطوف ہوگا اس میں قدرے تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اَنْ یا اِنَّ یہاں سولہ جگہ مذکور ہے جن میں دو جگہ توفتہ متعین ہے جو اوحی کے نائب فاعل ہیں (۱) اِنَّهٗ اسْتَمَعَ، (۲) اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ، اور ایک جگہ کسرہ متعین ہے کیونکہ وہ مقولہ ہے، اور مقولہ میں کسرہ ہی آتا ہے یعنی اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا اور باقی تیرہ جگہوں میں قراء کرام نے فتہ اور کسرہ دونوں کی اجازت دی ہے، کسرہ کی صورت میں ہر جملہ کی مستقل حیثیت ہوگی اور اِنَّا سَمِعْنَا الخ مقولہ پر عطف ہوگا، اور سب جملے قول جنات کی حکایت ہوں گے، اور اَنْ مفتوحہ پڑھنے کی شکل میں دو ترکیبی احتمالات ہیں جن میں آسان یہ ہے کہ آمنا بہ میں جو ضمیر مجرور متصل ہے اس کے محل پر عطف ہو اور اس کا محل نصب ہے کیونکہ وہ صَدَقْنَاہ کے معنی میں ہے، گویا عبارت اس درجہ میں ہوگی صَدَقْنَا اِنَّهٗ تَعَالٰى الخ وَصَدَقْنَا اِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهًا الخ (اب یہ بھی اشکال نہ ہوگا کہ ضمیر مجرور پر تو بلا اعادہ جار عطف جائز نہیں عند البصرین) وَ اِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهًا عَلٰى اللّٰهِ شَطَطًا..... واو عاطفہ، اِنَّهٗ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كَانَ فعل ناقص، ضمیر شان اس کا اسم، يَقُوْلُ فعل سَفِيْهًا مرکب اضافی فاعل، عَلٰى اللّٰهِ متعلق يَقُوْلُ کے،

۱۔ اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ میں مذکورہ بالا ترکیب ہی اختیار کی ہے، فرمایا فال مصدر المؤول انہ تعالیٰ جد ربنا و ما بعدہ معطوف علی محل الضمیر لی بہ علی الرغم من عدم اعادۃ الجار، ولكن الحذف قیاسی فی هذا التصیر المبدوء بـ اَنْ، بعض حضرات نے کوفین کے مسلک پر عمل کر کے بہ کی ضمیر مجرور پر عطف کیا ہے، اور کوفین کے نزدیک ضمیر مجرور پر عطف کرنے کے لئے اعادہ جار ضروری نہیں ہے۔ صاحب کشاف نے بیان کیا کہ عطف تو بہ ضمیر مجرور پر ہی مانا جائے مگر معطوف میں ہر اَنْ سے پہلے باء حرف جر مقدر مانا جائے تاکہ جار مجرور کا عطف جار مجرور پر ہو جائے، اور اَنْ مفتوحہ نیز اَنْ نامہ سے پہلے باء حرف جر اور لام جر کا حذف مشہور اور مستعمل ہے جیسا کہ عزیز طلبہ کے سامنے اس کی نظر آگزر چکی ہیں، اب تمام جملے جوائز کے ساتھ ہیں جار مجرور ہو کر متعلق آمنا کے ہوں گے اور اگر کہیں معنوی اعتبار سے ترجمہ صحیح نہ بیٹھے گا وہاں دوسرے مناسب فعل کو نکال لیا جائے گا، ایک احتمال یہ ہے کہ اَنْ سے مل کر بننے والے تیرہ کے تیرہ جملوں کا عطف انہ استمع پر ہو اور وہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر اوتی کا نائب فاعل ہو، لیکن اس شکل میں اشکال یہ ہے کہ بعض جملوں کا اِنَّ استمع پر عطف کرنے کی شکل میں ترجمہ درست نہ ہوگا جیسے اِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ، اِنَّا لَنَدْرِي و غیرہ، ظاہر ہے کہ اس کا تعلق توفی سے نہ ہو سکے گا، جواب یہ ہے کہ انہ سے پہلے قولہم محذوف نکال لیا جائے تو معنی درست ہو جائیں گے مثلاً اوحی الی قولہم اِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ و غیرہ۔

شَطَطًا أَيْ قَوْلًا ذَا شَطَطٍ موصوف مع صفت مفعول بہ، (یا مفعول مطلق) بقول کمل جملہ خبر، کما فعل ناقص مع اسم و خبر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر ما قبل اِنَّه ما اتَّخَذَ صَاحِبَةً مَعْطُوفٌ۔  
 وَأَنَا ظَنُّنَا أَنْ لَنْ نَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا..... واو عاطفہ اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنُّنَا فعل بفاعل، اَنْ مخففہ من الممثلة ضمیر شان اس کا اسم، لَنْ نَقُولَ فعل الانس و الجن معطوف و معطوف علیہ فاعل، علی اللہ متعلق بقول کے، کَذِبًا ای قَوْلًا مفعول مطلق، کمل جملہ خبر، اَنْ مخففہ کی، اور وہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظننا کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، ظَنُّنَا الخ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، الغرض اَنَا ظَنُّنَا حسب سابق بتاویل مصدر ما قبل اِنَّه کَانَ يَقُولُ پر معطوف، وَاِنَّه کَانَ رِجَالٌ مِنَ الْاِنْسِ يَعْوَذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَرَادُوهُمْ رَهَقًا..... واو عاطفہ، اِنَّه حرف مشبہ بالفعل مع اسم، کَانَ فعل ناقص، رِجَالٌ موصوف من الانس ظرف مستقر ہو کر صفت، موصوف مع صفت کَانَ کا اسم، يَعْوَذُونَ فعل بفاعل، با جارہ رِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ موصوف صفت مجرور، جار مجرور متعلق يَعْوَذُونَ کے، اور وہ جملہ ہو کر خبر کَانَ، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ، فا عاطفہ زادوا فعل بفاعل، هم مفعول بہ اول، رَهَقًا مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ مع معطوف حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر ما قبل اَنَا ظَنُّنَا پر معطوف۔

وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۗ وَأَنَا لَمَسْنَا

اور جیسا تم نے خیال کر رکھا تھا ویسا ہی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا • اور ہم نے آسمان کی

السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلْتَأَمَةٌ فَجَعَلْنَا خِزْيًا لَهُمْ فِيهَا ۗ وَأَنَا كُنَّا نَحْقَعُ مِنْهَا

تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اس کو سخت پہرہ اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا • اور ہم آسمان کے موقعوں میں

مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۗ فَمَنْ يَسْمَعُ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا ۗ وَأَنَا لَا نَدْرِي

سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے سو جو کوئی اب سنا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے • اور ہم نہیں جانتے کہ

أَشْرٌ أُرِيدُ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۗ

زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے یا ان کے رب نے ان کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے •

وَأَنَا مِنَ الصَّالِحِينَ وَمِنَّا دُونَ ذَلِكَ ۗ كُنَّا طَرَائِقَ قِدْدًا ۗ وَأَنَا ظَنُّنَا

اور ہم میں بعض نیک ہیں اور بعض اور طرح کے ہیں ہم مختلف طریقوں پر تھے • اور ہم نے سمجھ لیا ہے کہ

أَنْ لَنْ نُعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نُعْجِزَهُ هَرَبًا ۗ وَأَنَا لَمَّا سَمِعْنَا

ہم زمین میں اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں • اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی

الْهُدَىٰ أَمَّا بِهِ فَمَنْ يُؤْمِنُ يُرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۚ ﴿۱۴﴾ وَأَنَا

تو ہم نے تو اس کا یقین کر لیا سو جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آوے گا تو اس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا ● اور ہم میں

مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۚ ﴿۱۵﴾

بعضے تو مسلمان ہیں اور بعضے ہم میں بے راہ ہیں، سو جو شخص مسلمان ہو گیا انہوں نے تو بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا ●

وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۚ ﴿۱۶﴾

اور جو بے راہ ہیں وہ دوزخ کے ایندھن ہیں ●

### تشریح

ما قبل میں توحید سے متعلق مضمون تھا، مذکورہ آیات میں بعثت یعنی رسالت سے متعلق مضمون ہے۔

تفسیر ملاحظہ ہو! وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ الخ یعنی ان جنات نے باہم اپنی قوم سے یہ بھی تذکرہ کیا کہ جیسا تمہارا خیال ہے بہت آدمیوں کا بھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کرے گا، جو رسول پہلے ہو چکے سو ہو چکے، اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک عظیم الشان پیغمبر بھیجا ہے جو لوگوں کو بتاتا ہے کہ تم سب موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور رتی رتی کا حساب ہوگا، بعض مفسرین نے اَنْ لَّنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا کی تفسیر یہ کی کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کریگا۔ وَأَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ الخ: ان جنات نے باہم یہ بھی تذکرہ کیا کہ ہم نے اپنی سابقہ عادت کے مطابق آسمان کی یعنی آسمان کی خبروں کی تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اس کو سخت پہرہ یعنی محافظ فرشتوں اور شعلوں سے کہ جن کے ذریعہ سے حفاظت کی جاتی ہے بھرا ہوا پایا۔ (یعنی اب پہرہ ہو گیا، اگر کوئی جن وہاں جائے گا شہاب ثاقب سے مارا جائے گا)

وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ الخ اور (اس سے قبل) ہم آسمان کے ٹھکانوں میں یعنی خبر سننے کے

ٹھکانوں میں خبر سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے، سو جو کوئی اب سننا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے، یعنی جو شیطان اب خبر سننے کا ارادہ کرتا ہے اس پر انگارے برستے ہیں۔ وَأَنَا لَا نَذَرِي أَشْرًا أُرِيدُ الخ اور ہم نہیں جانتے ہیں کہ ان جدید پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے سے زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے یا ان کے رب نے ان کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے، مطلب یہ ہے کہ رسول کی مخالفت سے تکلیف اور عقوبت جھیلنی ہوگی، اور ان کے اتباع سے رشد و ہدایت ملتی ہے اور آئندہ کی بات کہ کون مخالفت کریگا اور کون اتباع ہم کو معلوم نہیں، لہذا ہم یہ نہیں جانتے کہ ان کے مبعوث ہونے سے قوم کو بوجہ مخالفت تکلیف اور عقوبت جھیلنی ہوگی یا بوجہ اتباع قوم کو رشد و ہدایت ملے گی۔

وَأَنَا مِنَ الصَّالِحِينَ وَمِنَّا ذُوْنَ ذَٰلِكَ ..... الخ اور ہم میں پہلے سے بھی نیک ہوتے آئے ہیں اور بعضے اس

۱۔ شہاب ثاقب کی پوری تفصیل سورۃ حجر میں ہے۔

۲۔ شاید یہ اس لئے کہا کہ ان کو اپنی قوم کا اندازہ تھا کہ ایمان لانے والے کم ہوں گے اور وہ سزا کے مستحق ہو جائیں گے، نیز نفی علم غیب سے تقویت ہے مضمون توحید کی کہ دیکھو بعضے لوگ علم غیب کی جنات کی طرف نسبت کرتے ہیں مگر ان کو اتنی بھی خبر نہیں۔ (بیان القرآن)

کے علاوہ، ہم مختلف طریقوں پر تھے، یعنی نزول قرآن سے پہلے بھی سب جن ایک راہ پر نہ تھے، کچھ نیک تھے اور بہت سے بدکار و ناجار، کوئی مشرک، کوئی عیسائی، کوئی یہودی، وغیر ذلک، اب قرآن آیا جو اختلافات اور تفرقوں کو مٹانا چاہتا ہے مگر لوگ ایسے کہاں ہیں کہ سب کے سب حق کو قبول کر کے ایک راستہ پر چلنے لگیں، چنانچہ اب بھی ہم میں دونوں طرح کے لوگ ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ الصالحون سے مراد وہ جنات ہیں جو گذشتہ نبیوں اور کتب سماویہ پر ایمان رکھتے تھے خصوصاً تورات پر۔

وَأَنَا ظَنُّنَا أَنَّ لَنْ تَعْبُزَ اللَّهُ. اور ہم نے سمجھ لیا ہے اور خیال کر لیا ہے کہ ہم زمین کے کسی حصہ میں جا کر اللہ کو ہرا نہیں سکتے، اور نہ کہیں اور بھاگ کر اللہ کو ہرا سکتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اگر کفر کریں گے تو اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے، نہ زمین میں کسی جگہ چھپ کر نہ ادھر ادھر بھاگ کر، یا ہوا میں اڑ کر۔ (ترجمہ شیخ الہندی) وَأَنَا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَى آمَنَّا بِهِ. اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی یعنی قرآن تو ہم نے تو اس کا یقین کر لیا، سو ہماری طرح جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آوے گا تو اس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا (کی یہ کہ اس کی کوئی ٹکی لکھنے سے رہ جائے، اور زیادتی یہ کہ کوئی گناہ زیادہ لکھ لیا جائے) شاید اس سے مقصود ترغیب ہو۔ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمُونَ وَمِنَ الْقَائِمُونَ..... الخ اور ہم میں بعضے تو اللہ کا پیغام سن کر مسلمان ہو گئے ہیں اور بعضے ہم میں بدستور سابق بے راہ ہیں، سو جو شخص مسلمان ہو گیا انہوں نے تو بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا، جس پر ثواب مرتب ہوگا اور جو بے راہ ہیں وہ دوزخ کے ایندھن ہیں، یہاں تک مسلمان جنوں کا کلام ختم ہو گیا، جو معمول ہے قالوا کا، آگے اَوْجِئِ إِلَيْنِی کے دوسرے معمولات ہیں جو حق تعالیٰ نے اپنی طرف سے چند نصیحت کی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

**ضمان کے صراح** قولہ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا ضَمِيرٌ جَمْعٌ كَامِرٌ جَمْعٌ الْإِنْسَانِ ہے۔ قولہ فَوَجَدْنَاهَا: اِی السَّمَاءِ، قولہ، نَقَعْدُ مِنْهَا اِی مِنَ السَّمَاءِ قولہ فَمَنْ أَسْلَمَ فَالْوَلَكُ الْإِشَارَةُ اِلَى مَنْ أَسْلَمَ وَالْجَمْعُ بِإِعْتِبَارِ الْمَعْنَى.

**لغات** لَنْ يَنْفَعُ: نفی تاکید بن در فعل مستقبل معروف، بَعَثَ (ف) بَعَثًا وَبِعَثَّةً: بھیجنا، (۲) دوبارہ زندہ کرنا۔ لَمَسْنَا: ماضی جمع حَکَمٌ، لَمَسَ (ن) لَمَسًا: چھونا، ٹولنا، (اسی کو حضرت تھانویؒ نے تلاشی لینے سے تعبیر کیا ہے) مَلَيْتُ: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب، مَلَأَ (ف) مَلَأًا: بھرنا، حَوَمْنَا: چوکیدار، پہرہ دار، (اسم جمع ہے اسی وجہ سے اس کی صفت واحد لائی گئی، اعراب القرآن و صرفہ و بیان) حَوَمْنَا (ن) حَوَمًا وَجَوَامِنًا: پہرہ دینا، حفاظت کرنا، مگرانی کرنا۔ شَدِيدًا: صفت مشہ، سخت، مضبوط، جمع أَشْدَاءُ وَشِدَادًا، شَدَّ (ض) شَدَّةً: سخت ہونا۔ شُهْبًا: شعلے، انگارے، شُهَابٌ کی جمع جیسے كُتِبَ، كِتَابٌ کی جمع، نَقَعَدُ: مضارع جمع حَکَمٌ، قَعَدَ (ن) قَعُودًا: بیٹھنا، مقاعد: جمع شئی المجموع مَقْعَدٌ کی، بیٹھنے کی جگہ، گھات لگانے کے موقعے و مقامات (ظرف مکان) الْآنَ: ظرف

۱۔ لہذا بعض کا ایمان نہ لانا حق کے حق ہونے میں کوئی شبہ پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تو ہمیشہ سے ہوا آیا ہے۔  
۲۔ حَوَمْنَا: کواعراب القرآن و صرفہ میں حَامِسٌ کی جمع بھی لکھا ہے یعنی جمع و اسم جمع دونوں۔

زمان، اب، اس وقت، (الف لام بعض کے نزدیک تعریف کا اور بعض کے نزدیک زائد ہے) رَضَا: مصدر بمعنی اسم فاعل، گھات لگانے والا (اس کا حاصل ترجمہ ہے "تیار") رَضَدَ (ن) رَضَا وَرَضَا: گھات میں بیٹھنا، نگاہ رکھنا) لَانْدَرِي: مضارع منفی جمع شکلم ذری (ض) ذَرِيَا وَدِرَايَةَ: جانا، شَرُّ: اسم بمعنی برائی، جمع شُرُور. رَضَا: مصدر، بھلائی، ہدایت، رَضِدَ (س) رَضَا: ہدایت پانا، ہلکا رَضَدَ (ن) رَضَا. الصالحون: اسم فاعل جمع مذکر، نیک، صَلَحَ (ن) صَلَاحًا وَصَلُوْحًا: نیک ہونا۔ طَرَائِقَ وَاحِدَ طَرِيْقَةٍ، طَرِيْقَةٍ، قَدَا: مختلف، واحد قَدَةٌ، مختلف الخیال لوگوں کی جماعت، ٹکڑا (القاموس الوحید) هَرَبًا: مصدر، هَرَبَ (ن) هَرَبًا: بھاگنا، الھدی: اسم بمعنی ہدایت کی بات، (۲) مصدر از باب ضرب، ہدایت پانا، ہدایت دینا۔ بَخَسًا: مصدر، بَخَسَ (ف) بَخَسًا: کمی کرنا، (بمعنی کمی حاصل مصدر) رَهَقًا: مصدر، زیادتی، باقی تفصیل گزر چکی۔ القاسطون: اسم فاعل جمع مذکر، بے راہ یعنی حق سے انحراف کرنے والے، قَسَطَ (ض) قَسَطًا: انصاف کرنا وَقَسَطَ (ض) قَسَطًا وَقَسُوْطًا: نا انصافی کرنا، حق سے انحراف کرنا۔ تَحَرَّوْا: ماضی جمع مذکر غائب، (تفعل) مصدر تَحَرَّوْا، قصد کرنا، مناسب رائے ڈھونڈنا، رَضَا: گذر چکا۔ حَطَبًا: اسم جمع، ایندھن، ایک ٹکڑے کے لئے حَطْبَةٌ، جمع أَحْطَابٌ.

**ترکیب** وَأَنْتُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا..... واو عاطفہ، أَنْتُمْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، ظَنُّوا فعل بفاعل، کاف حرف جر، ما حرف مصدری، ظَنَنْتُمْ فعل بفاعل، أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا..... أَنْ مخففہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظَنَنْتُمْ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، ظَنَنْتُمْ الخ مکمل جملہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق ہو کر صفت مصدر محذوف کی ای ظَنَّا كظنکم، موصوف مع صفت مفعول مطلق، پھر ظنوا مکمل جملہ خبریَّ اَنْ، (اور ظنوا کے دونوں مفعول محذوف، یا اَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا کے دو مفعولوں کے درجہ میں اور ظَنَنْتُمْ کے دونوں مفعول محذوف، جن پر ماقبل دونوں مفعول دال ہیں) اَنْ مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف، یعنی اِنَّهٗ كَانَ رَجَالَ مِّنَ الْاِنْسِ عَلَى مَعْطُوفٍ۔ وَأَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلْتًا حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا..... واو عاطفہ، اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَسْنَا فعل، ناضیر فاعل، السماء مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فا عاطفہ وَجَدْنَا فعل بفاعل، هَا ضمیر مفعول بہ اول، مُلْتًا فعل مجہول، ضمیر نائب فاعل، میتر حرساً شدیداً موصوف مع صفت معطوف علیہ، واو عاطفہ شُهَبًا معطوف، معطوف علیہ مع معطوف تمیز، الغرض ملنت محل نصب میں مفعول بہ ثانی، وجدنا مکمل جملہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق، معطوف علیہ معطوف، وَأَنَا كُنَّا نَقْعِدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلْسَّمْعِ..... واو عاطفہ، اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كُنَّا فعل ماضی ناقص مع اسم نَقْعِدُ فعل، ضمیر نحن فاعل، مِنْهَا متعلق مقدم مَقَاعِدَ کے، مَقَاعِدَ مفعول فیہ نَقْعِدُ کا، للسمع متعلق نَقْعِدُ کے (خواہ مَقَاعِدَ کے متعلق ہو کر ای مَقَاعِدَ كَانَتْ لِلْسَّمْعِ) الغرض نَقْعِدُ الخ جملہ فعلیہ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق

بتاویل مصدر ماقبل پر معطوف علیہ معطوف۔ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا..... فَاِسْتَحْتَفِيَ بِاِعَاطِفِهِ تعقیبہ، من اسم شرط جازم مبتدا يستمع الآن جملہ فعلیہ شرط (الان مفعول فیہ یستمع کا) یجد له شہابا رصدا جملہ فعلیہ جزا (لہ مفعول بہ ثانی کی جگہ، شہابا رصدا مرکب توصلی مفعول بہ اول) شرط مع جزاء خبر، مبتدا مع خبر جملہ مستانہ۔ وَ اَنَا لَا نَذْرِي اَشْرًا اُرِيْدُ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادِبِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا..... وَ اُو عَاطِفِهِ، اَنَا حَرْفِ مِشْبَهٍ بالفعل مع اسم، لا نذری فعل بفاعل، همزہ حرف استفہام شرط فعل محذوف کا نائب فاعل، از قبیل ما اضمیر عاملہ علی شرطیۃ التفسیر، ای اُریدُ شرًّا اُریدُ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ، یا حَصَلَ شرُّ الخ۔ الغرض اُریدُ شرًّا جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اُریدُ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ جملہ تفسیری، (فی الارض سکن کا متعلق ہو کر صلہ، موصول صلہ مجرور، جار مجرور متعلق اُرید کے) اَمْ حَرْفِ عَطْفِ مَعَادِلٍ۔ اَرَادِبِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا..... جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر لا نذری کے مفعول بہ کے قائم مقام، الغرض لا نذری الخ جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ وَ اَنَا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَلِكَ..... وَ اُو عَاطِفِهِ اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، مِنَّا ظرف مستقر مثلاً کائنوں کے متعلق ہو کر خبر مقدم، الصَّالِحُونَ مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وَ اُو عَاطِفِهِ، مِنَّا ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، دُونَ ذَلِكَ مرکب اضافی ہو کر صفت موصوف محذوف کی ای لہریق دُونَ ذَلِكَ، موصوف مع صفت مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ كُنَّا طَرَائِقَ قِدْدًا..... كُنَّا فعل ناقص مع اسم طرائق قیداً موصوف صفت خبر، مضاف کے حذف کے ساتھ، أَي ذَوِي طَرَائِقٍ (ای لِرِقَابًا مُخْتَلِفِينَ) فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ مستانہ بیانیہ یا تعلیلیہ وَ اَنَا ظَنَّا اَنْ لَنْ نُعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُعْجِزَهُ هَرَبًا..... وَ اُو عَاطِفِهِ، اَنْ حَرْفِ مِشْبَهٍ بالفعل مع اسم، ظَنَّا فعل بفاعل، اَنْ مخففہ من المثلث ضمیر شان اس کا اسم۔ لَنْ نُعْجِزَ اللّٰهَ فعل بفاعل و مفعول بہ، فِي الْاَرْضِ متعلق کائنین کے ہو کر حال از فاعل نُعْجِزُ، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔ وَ اُو عَاطِفِهِ لَنْ نُعْجِزَهُ هَرَبًا جملہ فعلیہ معطوف، (ہربنا بمعنی ہاربین حال نُعْجِزُ کے فاعل سے) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر اَنْ مخففہ کی، اور وہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر ظننا کے دو موصولوں کے درجہ میں، اور ظننا الخ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ وَ اَنَا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰى اٰمَنَّا بِهِ..... وَ اُو عَاطِفِهِ، اَنَا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَّا ظرف بمعنی حین مضاف، مَحْتَضَمِنٍ معنی شرط، سَمِعْنَا الْهُدٰى فعل بفاعل

۱۔ اور ام کو عاظف مانا بایں وجہ صحیح ہے کہ اس کے بعد کی عبارت بتاویل مفرد ہے ای اشر اريد بمن فی الارض ام غیر و جاء التعبیر عن "خبر" بالجملة۔

۲۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ شر کو مبتدا بتایا جائے اور اريد الخ کو خبر پھر جملہ اسمیہ معطوف علیہ اور ادا الخ جملہ فعلیہ معطوف، اور اگر ام مطلقہ مانیں تو ام کے بعد جملہ مستانہ ہوگا۔

۳۔ افسوس کے نزدیک دون بمعنی ہر ہے ای غیر ذلك (مبتدا مؤخر) وانما فتح دون لاضافہ الی غیر منمکن کقولہ لقد لقطع بہکم

ومفعول بہ، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب آہنا کا، آہنا بہ جواب شرط، الفرض آہنا بہ جملہ فعلیہ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر حسب سابق معطوف علیہ معطوف۔ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا..... فا استئنافیہ یا عاطفہ، مَنْ اسم شرط جازم مبتدأ، یومن برہ فعل شرط، فا رابطہ لا یخاف ای لہو لا یخاف الخ مبتدأ و خبر جملہ اسمیہ جواب شرط (بخساً و رھقاً مفعول بہ، لا زائدہ برائے تاکید لی) شرط و جواب شرط مل کر خبر، مبتدأ و خبر جملہ اسمیہ متساوہ تعلیلیہ (اعراب القرآن حرف و بیانیہ) وَأَنَا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنَ الْقَاسِطِينَ..... حسب سابق معطوف علیہ معطوف، (منا کائنون کے متعلق ہو کر خبر مقدم) (ایک ان جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی فتح و کسر وہ انہ لما قام عبد اللہ ہے جو بعد میں آ رہا ہے) لَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا..... ترکیب فَمَنْ یُؤْمِنُ بِرَبِّهِ الخ کی طرح ہے، (رَشَدًا مفعول بہ تَحَرَّوْا فعل کا) وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا..... واو عاطفہ اما حرف شرط و تفصیل، القاسطون مبتدأ فا رابطہ برائے جواب آہنا، کانوا فعل ناقص مع اسم، لجہنم متعلق ہو کر حال حَطَبًا سے، اور وہ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر، خبر، مبتدأ مع خبر جملہ اسمیہ معطوف فَمَنْ اسلم الخ پر۔

وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَّاءً غَدَقًا ۝۱۷ لِنَفْسِهِمْ فِيهِ

اور اگر یہ لوگ رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے • تاکہ اس میں ان کا امتحان کریں،

وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝۱۸ وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا

اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کریگا • اور جتنے مسجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ

مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝۱۸ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۱۹

کسی کی عبادت نہ کرو • اور جب خدا کا خاص بندہ خدا کی عبادت کرنے کفر ہوتا ہے تو یہ لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں •

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝۱۹

آپ یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا •

**تشریح**

یہاں سے اُوْجِی اِلَیَّ کے دوسرے معمولات ہیں، گویا ”اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا کا عطف اِنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ“ پر ہے، یعنی مجھ کو ان مضامین کی بھی وحی ہوئی ہے، ایک یہ کہ اگر یہ مکہ والے لوگ سیدھے راستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس میں ان کا امتحان کریں، کہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں یا ناشکری و نافرمانی کرتے ہیں (مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے قحط پڑا تھا اور کئی سال تک رہا، مقاتل کہتے

ل لا یخاف سے پہلے ہو مبتدأ محذوف مان کر جملہ اسمیہ بنایا گیا فان الجملة الاسمية ادل واکد من الفعلية علی تحقیق مضمون الجملة (اعراب القرآن)

ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے اہل مکہ سات سال تک قحط سالی میں مبتلا رہے اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی، تو مطلب یہ ہے کہ اگر اہل مکہ شرک نہ کرتے جس کی مذمت بضمین کلام جنات آچکی تو ان پر قحط مسلط نہ ہوتا، مگر انہوں نے بجائے سیدھی راہ اختیار کرنے کے اس سے اعراض کیا اس لئے مبتلائے قحط ہوئے، (تفسیر مظہری میں ہے کہ ماء غدق سے مراد رزق واسع ہے مجازاً، کیونکہ پانی سبب رزق ہوتا ہے۔ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔ اور کفر و شرک پر سزا ملنے میں اہل مکہ ہی کی تخصیص نہیں بلکہ جو شخص اپنے پروردگار کی یاد یعنی ایمان و اطاعت سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کریگا۔ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ان وحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہے، یعنی یہ جائز نہیں کہ کوئی سجدہ اللہ کو کیا جائے اور کوئی سجدہ غیر اللہ کو جیسا کہ مشرکین کرتے تھے۔ سو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا: اور ان وحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ جب خدا کا خاص بندہ (مراد رسول اللہ ﷺ ہیں) خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کافر لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے یعنی تعجب و عداوت سے ہر شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے اب حملہ کر دیگا (گویا توحید سے ان کو عداوت و نفرت ہے) آگے اس تعجب و عداوت کا جواب دینے کے لئے آپ ﷺ کو ارشاد ہے یعنی قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا: آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، اور یہ کوئی تعجب اور عداوت کی بات نہیں تو تم مخالفت کی نیت سے بھیڑ کیوں لگاتے ہو؟ یہ سب مضمون توحید کے متعلق تھا، آگے رسالت کے متعلق مضمون ہے۔

**ضمائر کے مراجع** قولہ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ، اَنَّهُ کی ضمیر منصوب ضمیر شان ہے، قولہ عَبْدُ اللَّهِ نبي یارسول کے بجائے لفظ عبد تو اضاعاً لایا گیا۔ (لہذا واقع موقع کلامہ عن نفسه) قولہ عَلَيْهِ لِبَدًا میں عَلَيْهِ کی ضمیر مجرور کا مرجع عبد اللہ ہے۔

**لغات** استقاموا: ماضی جمع مذکر غائب (استعمال) اِسْتِقَامَ اِسْتِقَامَةٌ: ثابت قدم رہنا، قائم رہنا۔ اَسْقَيْنَا: ماضی جمع متکلم (افعال) اَسْقَاهُ اِسْقَاءً: پلانا، سیراب کرنا (سقى ض) سَقِيًا: پلانا) غَدَقًا: کثیر پانی، بافراغت پانی، مصدر از باب سغ: غَدِيقُ الْمَطَرِ غَدَقًا: خوب بارش ہونا۔ (بمعنی کثیر پانی حاصل مصدر ہے یعنی اسم) نَفَعِنِ:

۱۔ بعض مفسرین نے مساجد کا ترجمہ مساجد سے ہی کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ یوں تو ساری زمین اس امت کے لئے سہ ہادی تھی ہے لیکن بطور خاص وہ مکانات جو مسجدوں کے نام سے خاص عبادت الہی کے لئے بنائے جاتے ہیں ان کو اور زیادہ امتیاز حاصل ہے وہاں جا کر کسی اور کو پکارنا ظلم عظیم اور شرک کی بدترین صورت ہے، یعنی اللہ کے علاوہ کسی کو کہیں بھی مت پکارو، خصوصاً مساجد میں، بعض مفسرین نے مساجد سے مراد وہ اعضاء لئے ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ یہ خدا کے دیئے ہوئے اعضاء ہیں، جائز نہیں کہ ان کو اس مالک و خالق کے سوا کسی دوسرے کے سامنے بجاؤ۔ (ترجمہ الخ البند)

مضارع جمع متکلم، فتن (ض) فتنۃ: آزمائش کرنا۔ یَسْلُکُ: مضارع واحد مذکر غائب، سَلَکَ الشیء (ن) سَلَکًا وَسَلُّوْکًا: داخل کرنا (لازم و متعدی) صَعْدًا اسم بمعنی سخت، اعراب القرآن میں لکھا ہے کہ یہ مصدر ہے از باب سح، اور بطور وصف یعنی بمعنی اسم الفاعل استعمال ہوا ہے یعنی بطور مبالغہ، ای عذاباً عالیاً یَغْمُرُهُ وَيَعْلُوْ عَلَيْهِ۔  
المساجد: مسجدیں، عبادت خانے واحد مَسْجِدٌ، باب نصر سے اسم ظرف (۲) مَسْجِدٌ مصدر میس کی جمع، بمعنی سجدے۔ لَبَدًا: لہدہ کی جمع گروہ درگروہ، بمعنی مجتمعین و متراکمین، بھینٹ لگانے والے۔

**ترکیب** وَأَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً غَدَقًا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ..... وَوَاوِ عَاطِفُهُ أَنْ تَخْفَهُ مِنْ الْمُحْتَلَّةِ، ضمیر شان اسم، لَوْ شرطیہ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ شرط، لام واقع در جواب لَوْ، اسْقَيْنَا فعل بفاعل، هُمْ ضمیر مفعول بہ اول، مَاءً غَدَقًا: موصوف صفت مفعول بہ ثانی، لام تعلیلیہ۔ نَفْتِنَ: مضارع جمع متکلم، ضمیر نحن فاعل، فیہ، جار مجرور متعلق نَفْتِنَ کے، اور وہ پھر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق اسْقَيْنَا کے، اسْقَيْنَا الخ جواب شرط، شرط مع جواب خبر "أَنْ تَخْفَهُ" کی، اور وہ بتاویل مصدر معطوف "انہ استمع" پر جو کہ مصدر کی تاویل میں ہے  
أَيُّ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ الْخِ وَأَنْ لَوْ اسْتَقَامُوا الْخِ. وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا.....  
وَوَاوِ اعْتَرَضِيهِ، مَنْ اسم شرط جازم مبتدا۔ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ شرط، يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا جواب شرط، (عذاباً صعداً موصوف صفت، مفعول بہ ثانی محضمین معنی يُدْخِلُهُ، یا پھر عذاباً صعداً منصوب بزعم الخاقض ہے ای فی العذاب الخ) شرط مع جواب خبر، مبتدا مع خبر جملہ معترضہ، وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ..... وَوَاوِ عَاطِفُهُ، أَنْ حرف مشبہ بالفعل، الْمَسَاجِدَ اسم، لِلَّهِ متعلق ثابتہ کے ہو کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر معطوف علیہ سبب، فَا عَاطِفُهُ لاندعوا فعل بفاعل، مع اللہ ظرف لاندعوا کا، احداً مفعول بہ، جملہ فعلیہ مل ملا کر معطوف سبب، پھر معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مصدر معطوف ان لَوْ اسْتَقَامُوا بِرَبِّهِ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا..... وَوَاوِ عَاطِفُهُ أَنَّهُ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَمَّا ظرفیہ بمعنی حین مضاف محضمین معنی شرط، قَامَ عَبْدُ اللَّهِ فعل بفاعل، يَدْعُوهُ جملہ فعلیہ حال قَامَ کے فاعل سے، اور قَامَ كَمَلِ جملہ مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ ظرف ہے، اپنے جواب کادوا کا، كَادُوا فعل مقارب مع اسم، يَكُونُونَ فعل ناقص مع اسم علیہ متعلق ہو کر حال لَبَدًا سے اور لَبَدًا خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر کادوا فعل مقارب کی خبر، الغرض کادوا اپنے اسم و خبر سے مل کر جواب شرط، شرط مع جواب حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر یا تو معطوف ہے مصدر موصول  
أَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ پُر، جس کا تعلق أَنَّهُ اسْتَمَعَ سے ہے ای يُوْحَى إِلَيَّ أَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ. (یا پھر یہ مقولہ جن سے ہے)

۱ یا پھر واو اعترضیہ احتیاف اور ان لَوْ اسْتَقَامُوا نائب فاعل اوحی محذوف کا۔

۲ اعراب القرآن و صرفہ یا شمس فاکویرے رابطہ قرار دیا ہے اور شرط مقدر مانی گئی ای ان تہیاتم للعبادة فلا تدعوا الخ۔

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا..... قُلْ فَعَلْ بِفَاعِلٍ، إِنَّمَا كَافٍ وَمَكْفُوفٍ، أَدْعُوا رَبِّي جملہ فعلیہ معطوف علیہ، لَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا جملہ فعلیہ معطوف، (بہ متعلق أُشْرِكُ کے اور أَحَدًا مفعول بہ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ متانفہ۔

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۲۱ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۲۲

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا • آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو خدا سے کوئی نہیں بچا سکتا،

وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۲۳ إِلَّا بَلَّغْنَا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَتِهِ ۲۴ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ

اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ پاسکتا ہوں • لیکن خدا کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پیغاموں کو ادا کرنا یہ میرا کام ہے۔ اور جو لوگ اللہ

وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۲۵ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْ مَا يُوعَدُونَ

اور اسکے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کیلئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے • یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضَعُفُ نَاصِرًا ۲۶ وَأَقَلُّ عَدَدًا ۲۷ قُلْ إِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبُ

اس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے • آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک ہے

مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ۲۸ عَالِمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۲۹

یا میرے پروردگار نے اس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے • غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا •

إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۳۰

ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے •

لَيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولًا رِسَالَتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ

تا کہ اللہ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہے

كُلِّ شَيْءٍ عَدَدًا ۳۱

اور اس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے •

**تشریح** مذکورہ آیات میں رسالت کے متعلق مضمون ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا، یعنی تم جو ایسی فرمائشیں کرتے ہو کہ

اگر آپ رسول ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر دیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي

مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا: اور اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک طرح ہم آپ کو رسول مان سکتے

ہیں کہ آپ مضامین توحید اور قرآن میں کچھ تغیر و تبدل کر دیں تو اس کے جواب میں آپ کہہ دیجئے کہ (اگر خدا خواستہ میں

ایسا کروں تو) مجھ کو خدا کے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا، اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ پاسکتا ہوں (یعنی اگر اللہ کا غضب آجائے تو تلاش کرنے سے بھی ایسی کوئی جگہ نہیں ملے گی جہاں بھاگ کر پناہ حاصل کی جاسکے) إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ ضرر اور رشد و ہدایت تو میرے اختیار میں نہیں اور نہ وہ نبوت کے لوازمات میں سے ہیں، ہاں مگر خدا کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پیغاموں کو ادا کرنا یہ میرا کام ہے۔ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا۔ توحید و رسالت دونوں سے متعلق مضمون ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کے لئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْ مَا يُوعَدُونَ فَسَيَقْلُمُونَ مَنْ أضعف ناصراً وَاقلُّ عذاباً مگر کفار مسلمانوں کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدْبًا۔ اور یہ اس جہالت سے باز نہ آئیں گے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے، (یعنی کافر ہی ایسے ہوں گے جن کے کوئی کام نہ آئے گا) قُلْ إِنْ أَخْرَجَ الْقُرَيْبُ مَا تُوْعَدُونَ الخ یہ لوگ بطور انکار کے، قیامت کا وقت دریافت کرتے ہیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک آنے والی ہے یا میرے پروردگار نے اس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے (لیکن آئے گی ضرور بالضرور) رہا اس کی تعیین کا علم تو وہ محض غیب ہے اور غیب کا جاننے والا وہی ہے (یعنی علم غیب کلی کا) فَلَا يُظْهِرُ عِلْمِي غَيْبِهِ أَحَدًا۔ جب غیب پر کسی کو مطلع کرنے میں مصلحت نہیں ہوتی تو وہ اپنے ایسے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا اور علم تعیین قیامت ایسا ہی ہے کہ اس پر مطلع کرنے میں مصلحت نہیں، کیونکہ وہ ایسے علوم میں سے نہیں جن کا نبوت سے تعلق ہو۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا۔ ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو کہ جس کو اس نے برگزیدہ اور پسند کر لیا ہو کسی ایسے علم پر مطلع کرنا چاہے جو کہ علم نبوت سے ہو تو اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے یعنی تمام جہات میں وحی کے وقت محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے (تاکہ وہاں شیطان کا گذر نہ ہو اور وہ شیطان وحی کو سن کر کسی اور سے نہ کہے، یا کسی دوسرے کا لہانہ کر سکے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے پہرہ دار

۱۔ ترجمہ دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگتی ہے مجلس۔ (ترجمہ شیخ الحداد)

۲۔ علم الغیب میں الغیب کا الف لام استغراق جنس کے لئے ہے یعنی ہر فرد غیب اور جنس غیب کا عالم، یعنی علم غیب کلی رب العالمین کا خصوصی وصف ہے، اس سے جہاں کا کوئی ذرہ غیب نہیں، لیکن کسی بے توقف کو اس سے یہ شہ ہو سکتا تھا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی غیب کی خبر نہیں تو پھر وہ رسول ہی کیا ہوئے اس لئے استثناء کر کے فرمایا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ الخ مطلب یہ ہوا کہ علم غیب کلی کی لگتی سے ہر غیب کی مطلقاً لگتی مراد نہیں بلکہ منصب رسالت کے لئے جس قدر علم غیب کی خبروں اور غیب کی چیزوں کا علم دینا ضروری ہوتا ہے وہ ان کو بذریعہ وحی دے دیا جاتا ہے، اس کو قرآن میں جا بجا انباء الغیب کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے بعض نادانف غیب اور انباء الغیب میں فرق نہیں سمجھتے، اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں اور آپ کو بالکل اللہ تعالیٰ کی طرح ہر ذرہ کائنات کا علم رکھنے والا کہتے جلتے ہیں جو کھلا ہوا شرک ہے، لہذا ایسا بھی نہیں ہے کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غیب کی چیز کی خبر نہیں، یہاں ہونے سے تو خود نبوت و رسالت کی لگتی ہو جاتی ہے جس کا کسی مومن سے امکان نہیں، اور ایسا بھی نہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی ہر چیز کا علم ہے، کیونکہ یہ صحیحہ رکھنا شرک کلی ہے۔ (معارف القرآن)

فرشتے چارتھے، (کافی الروح)۔ لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ۔ فرشتوں کے پہرہ کا انتظام اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام (رسول تک بحفاظت) پہنچادئے، اور اس میں کسی شیطان وغیرہ کی مداخلت نہیں ہوئی۔ (پہنچانے والا تو صرف وحی کا فرشتہ ہے لیکن معیت اور ساتھ رہنے کی وجہ سے رَصَد یعنی محافظ فرشتوں کی طرف بھی اسناد کردی اور جمع کا صیغہ استعمال کر لیا یعنی اَبْلَغُوا) وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ: اور اللہ تعالیٰ ان پہرہ داروں کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہیں (اس لئے پہرہ دار ایسے مقرر کئے گئے ہیں جو اس کام کے پورے اہل ہوں) وَ اَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا: اور اللہ کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے، پس وحی کے سب اجزاء اس کو معلوم ہیں اور وہ سب کی پوری حفاظت کرتا ہے۔

**ضامی کے مراجع** قوله وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا. يَعْصِي اور لہ کی ضمیر کا مرجع لفظ مَنْ ہے اور لفظ مَنْ لفظاً مفرد ہے، اور خالدین کی ضمیر جمع لائی گئی مَنْ کے معنی کی طرف دیکھتے ہوئے۔ قوله مَنْ ارْتَضَى ضمیر فاعل کا مرجع اللہ ہے اور مَنْ اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے۔ قوله يَسْأَلُكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اَيُّ الرُّسُولِ قَوْلَهُ لِيَعْلَمَ مَرَجِعَ اللّٰهِ، قوله ان قَدْ اَبْلَغُوا اَيُّ الرُّسُولِ (مظہری)

**لغات** ضَرًّا: مصدر، ضَرَّ (ن) ضَرًّا: نقصان دینا۔ رَشْدًا: گذر چکا، لَنْ يُجِيرَ: نفی تاکید بن در فعل مستقبل معروف، واحد مذکر غائب (افعال) اَجَارَ اجارَةً: بچانا، پناہ دینا، (مادہ جَوْرُ) (ن) پناہ کا طالب ہونا، جار علیہ: ظلم کرنا) مُلْتَحِدًا: اسم ظرف بروزن اسم مفعول، از باب افتعال، التحاد، بمعنی پناہ کی جگہ، یا مصدر میسی بمعنی پناہ، بلاغاً: مصدر از باب تفعیل، بَلَّغَ تَبْلِيغًا وَبَلَاغًا: پہنچانا، (بَلَّغَ) (ن) بَلَّوْغًا: پہنچانا) رِسَالَاتٍ: پیغامات، واحد رسالۃ. اَبَدًا: ہمیشہ، زمانہ مستقبل غیر محدود، جمع آباد، اَضْعَفَ: اسم تفضیل واحد مذکر، زیادہ کمزور۔ ضَعْفًا (ك) ضَعْفًا: کمزور ہونا، اَقَلَّ اسم تفضیل، زیادہ کم، قَلَّ (ض) قَلَّةً: کم ہونا۔ عَدَدًا: گنتی، تعداد، شمار، جمع اَعْدَادٌ، اَدْرَى: مضارع واحد متکلم، درى الشئى وبه (ض) درایۃ: جاننا، قَرِيبٌ: نزدیک، صفت مشبہ، (قَرَبَ الشئى (ك) قَرَبًا: قریب ہونا، قَرَبَ الشئى (س) قَرَبًا وَقَرَبَانًا: نزدیک ہونا۔ اَمَدًا: مدت جمع اَمَادٌ. ارْتَضَى: ماضی واحد مذکر غائب (افتعال) (مادہ رَضَى) ارْتَضَى ارْتِضَاءً: پسند کرنا، منتخب کرنا۔ رَصَدًا: مصدر بمعنی اسم فاعل، نگہبانی کرنے والے، بالفاظ دیگر محافظ فرشتے، رَصَدَ (ن) رَصَدًا وَرَصَدًا: گھات میں بیٹھنا، نگاہ رکھنا۔ اَحَاطَ: ماضی واحد مذکر غائب (افعال) احاطہ کرنا۔ (در اصل اَحَوَطَ تھافتہ واؤ پر ثقیل تھا ماقبل کو دے دیا پھر واؤ چونکہ دراصل متحرک تھا اور اب اس کے ماقبل مفتوح اس لئے واؤ کو الف سے بدل دیا) اَحْصَى: ماضی واحد مذکر غائب از باب

۱۔ پہرے دار فرشتوں کا بھیجنا صرف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری طور پر جان لے کہ فرشتوں نے احکام پہنچادئے ہیں، اور یہ پہرے شان حکومت کے اظہار اور اسباب ظاہری کے طور پر ہیں اور اس میں بہت سی حکمتیں مضمحل ہو سکتی ہیں، ورنہ جس کا علم اور قبضہ ہر چیز پر حاوی ہو اس کو ان چیزوں کی کوئی احتیاج اور ضرورت نہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

۲۔ اور رسالۃ اسم ہے از ارسال بمعنی بھیجنا۔

افعال، شمار کرتا۔ (در اصل اخصی تھا)

**ترکیب** قُلْ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًا وَّلَا رَشَدًا قُلْ لَعَلْ یَفْعَلُ اِنِّیْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لا املك فعل بفاعل لكم جار مجرور متعلق املك کے، ضرا و رشدا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، اور لا زائدہ برائے تاکید نفی، الغرض لا املك الخ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر مقولہ، الغرض قُلْ جملہ مستانفہ ہے۔ قُلْ

اِنِّیْ لَنْ یُجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحِذًا اِلَّا بِلَاغًا مِنَ اللّٰهِ وَرِسَالًا قُلْ لَعَلْ یَفْعَلُ اِنِّیْ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، لَنْ یُجِیْرَنِیْ فعل، نون و قایہ، یاء ضمیر متکلم مفعول بہ، مِنَ اللّٰهِ جار مجرور متعلق یجیر فعل کے، اَحَدٌ فاعل، کمل جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ، لَنْ اَجِدَ فعل بفاعل، مِنْ دُوْنِہٖ متعلق ثابتا کے ہو کر مفعول بہ ثانی، مُلْتَحِذًا مفعول بہ اول، کمل جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر مقولہ، قول مع مقولہ جملہ معترضہ، (یعنی مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ کے درمیان جملہ معترضہ) اِلَّا حرف استثناء، بلاغًا موصوف، مِنَ اللّٰهِ کائنا کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت معطوف علیہ واو عاطفہ رسالاتہ مرکب اضافی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اَمْلِكُ کے مفعول بہ ضرا و لا رشدا سے مستثنیٰ متصل ای لا

اَمْلِكُ لَكُمْ شَیْئًا اِلَّا بِلَاغًا (اعراب القرآن) وَمَنْ یُعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْہَا اَبَدًا وَ اَوَّحْتَنٰی بَعْضَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ فَعَلَّ شَرْطًا فَاجْزَآئِیْہٖ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل لہ ثابتہ کے متعلق ہو کر خبر مقدم نار جہنم مرکب اضافی اسم مؤخر، خَالِدًا صیغہ اسم فاعل، ضمیر فاعل، فِیْہَا متعلق خالدین کے، ابدأ طرف خالدین کا، خالدین شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق اور ظرف سے مل کر لہ کی ضمیر سے حال حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جزاء، شرط و جزاء مل کر خبر، مبتدأ مع خبر جملہ مستانفہ۔ حَتّٰی اِذَا رَاوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقْلُّ عَدُوًّا حَتّٰی اِبْتَدَآئِیْہٖ (مگر ابتدائی ہونے کے باوجود اس میں غایت کے معنی موجود ہیں، لمدخولہا غایۃ للمحدوف کأنه قیل لا یزالون یستضعفون ویستہزؤن ویقولون ای الفریقین خیر مقاما واحسن ندیًا) اِذَا ظرفیہ مضاف مضمین معنی شرط، رَاوْا فعل بفاعل، ما یوعدون اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، کمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف سے اپنے جواب و جزاء یعلمون کا، فا رابطہ سین محض تاکید کے لئے۔ یَعْلَمُوْنَ فعل بفاعل، مَنْ اسم موصول، اَضْعَفُ اسم تفضیل، ضمیر تمیز ناصرا تمیز، تمیز مع تمیز فاعل، پھر اَضْعَفُ ناصرا معطوف علیہ، اَقْلُّ عداً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر مبتدا

۱۔ الابلغا کی ترکیب میں مزید احتمالات بھی ہیں جس کی تفصیل اعراب القرآن میں ہے۔

۲۔ والعامل فی الحال الاستقرار المحذوف

۳۔ اس طرح بھی ترکیب کر سکتے ہیں کہ من مبتدا بعض اللہ ورسولہ خبر، مبتدأ مع خبر شرط، فان لہ الخ جزاء۔

۴۔ تاکہ استقبال کے لئے، کیونکہ جب وہ ما یوعدون یعنی عذاب کو دیکھیں گے تو فوراً ان کو قوی اور ضعیف کا علم حاصل ہو جائے گا اور اگر سین کو استقبال کے لئے مانیں تو مطلب یہ ہوگا کہ علم مذکور ان کو تاخیر سے حاصل ہوگا۔

محذوف ہو کی، مبتدأ مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ يعلمون کا، اس ترکیب کے مطابق يعلمون بمعنی  
 يعرفون ہوگا، لہذا ایک مفعول بہ کافی ہوگا) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ ابتدائیہ۔ قُلْ اِنَّ  
اَدْرِىْ اَقْرَبَ مَا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّىْ اَمْدًا..... قُلْ فعل بفاعل، اِنَّ تافیہ، اَدْرِىْ فعل، ضمیر انا فاعل،  
 ہمزہ حرف استفہام قریب خبر مقدم۔ مَا تُوْعَدُوْنَ اسم موصول مع صلہ مبتدأ مؤخر، مبتدأ مع خبر جملہ اسیہ معطوف  
 علیہ، اَمْ حرف عطف معادل للہمزہ، يَجْعَلُ فعل لہ بمنزلہ مفعول بہ ثانی ربی فاعل، اَمْدًا مفعول بہ اول، مکمل  
 جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اَدْرِىْ کے لئے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور اَدْرِىْ الخ  
 مقولہ، پھر جملہ قُلْ الخ جملہ متانفہ۔ عالم الغیب مرکب اضافی خبر، مبتدأ محذوف ہے یعنی ہو، مبتدأ مع خبر جملہ  
 اسیہ خبریہ معطوف علیہ، فا عاطفہ لَا يُظْهِرُ فعل بفاعل، عَلٰى غَيْبِهٖ متعلق يُظْهِرُ کے، اَحَدًا مفعول بہ، جملہ فعلیہ  
 منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانہ۔ اِلَّا مَنْ اَرْتَضٰى مِنْ رَسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ  
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَحَدًا..... الا حرف استثناء، مَنْ اسم موصول ارتضیٰ فعل، ضمیر ہو فاعل راجع اللہ کی  
 طرف، ضمیر مفعول محذوف ذوالحال مِنْ رَسُوْلٍ کائنا محذوف کے متعلق ہو کر حال، ذوالحال مع حال مفعول بہ  
 ارتضیٰ کا، اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مبتدأ، فا جزائیہ کیونکہ اسم موصول مبتدأ شرط کے معنی کو متضمن ہے، اِنَّہٗ حرف  
 مشبہ بالفعل مع اسم، يَسْلُكُ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف۔ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ معطوف و معطوف  
 علیہ ہو کر متعلق يَسْلُكُ کے، رَحَدًا مفعول بہ، يَسْلُكُ کا مکمل جملہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل مع اسم  
 و خبر، خبر مبتدأ کی، مبتدأ مع خبر بدل ہے، ماقبل اَحَدًا سے (بطریق مستثنیٰ متصل) لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رَسٰلٰتِ  
رَبِّهٖم..... لام جارہ تعلیلیہ يَعْلَمُ فعل بفاعل، اَنْ مخففہ من المثلثہ، ضمیر شان اسم، قد حرف تحقیق، اَبْلَغُوْا فعل  
 بفاعل، رسالات ربہم، مرکب اضافی مفعول بہ، جملہ فعلیہ خبر اَنْ مخففہ کی، پھر اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا الخ بتاویل مصدر  
يَعْلَمُ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور يَعْلَمُ الخ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق يَسْلُكُ ماقبل کے۔ وَ اَحَاطَ  
بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا..... واو عاطفہ، اور معطوف علیہ مقدر ہے، اِنِّیْ فَعَلِمْتُ ذٰلِكَ وَاَحَاطَ الخ  
 احاطَ فعل، ضمیر فاعل راجع اللہ کی طرف، با جارہ، ما اسم موصول لدیہم ثبت محذوف کا ظرف، اور وہ صلہ اسم  
 موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق احاطَ کے اور وہ معطوف علیہ، واو عاطفہ احصیٰ فعل بفاعل كُلَّ شَيْءٍ میتر  
عَدَدًا تیز، میتر مع تیز مفعول بہ، مکمل جملہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر معطوف علیہ مقدر پر معطوف۔

۱۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ من اسم استفہام مبتدأ، اور اضعف ناصر الخ خبر، اس وقت یہ جملہ استفہامیہ دو مفعولوں کے قائم مقام ہوگا۔

۲۔ اوہو مبتدأ معتمد علی الاستفہام، نحو انا من ابوالک۔ وما توعدون خبرہ۔

۳۔ یا ربی سے حال مجل نصب میں۔

۴۔ یا مستثنیٰ منقطع اور الا بمعنی لکن اور ما بعد مبتدأ مؤخر۔

## سُورَةُ الْمُرْمَلِ مَكِّيَّةٌ

يَا أَيُّهَا الْمُرْمَلُ ۝ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝

اے کپڑوں میں لپٹنے والے • رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات، یعنی نصف رات یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو •

أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سَنُلْقِيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝

یا نصف سے کچھ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو • ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں •

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝

بے شک رات کو اٹھنا خوب موثر ہے کچلنے میں اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے • بیشک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے •

**ربط** سورت سابقہ میں کفار کو توحید و رسالت اور جزا و سزا پر ایمان لانے کی ترغیب تھی، اس سورت میں ان کے ایمان نہ لانے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے، اور تقویت تسلی کے لئے بعض آیات میں آپ کو کثرت ذکر اور قیام لیل کا امر ہے، پھر بعد کی آیتوں سے جو پہلی آیات سے ایک سال بعد نازل ہوئیں قیام لیل کے امر کو جو کہ بطور فرضیت کے تھا منسوخ فرما دیا گیا۔

**تشریح** مذکورہ آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عنوان خاص ”مزل“ سے خطاب فرما کر نماز تہجد کا حکم اور اس کی کچھ تفصیل بتلائی ہے (یعنی نماز تہجد کو فرض کیا گیا ہے) اور اس عنوان سے خطاب کرنے کی وجہ بیان القرآن میں یہ لکھی ہے کہ ابتدائے نبوت میں قریش نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا کہ آپ کی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہئے جس پر سب متفق رہیں، چنانچہ کسی نے ”کاہن“ کہا مگر اس کو دوسروں نے رد کر دیا، کسی نے مجنون کہا، پھر اس کو بھی سب نے غلط قرار دیا، پھر ساحر کہا، پھر بعض نے اس کو بھی رد کر دیا، لیکن پھر یہی کہنے لگے کہ ساحر اس لئے ہیں کہ دوست کو دوست سے جدا کر دیتے ہیں، آپ کو یہ خبر پہنچ کر رنج ہو اور کپڑوں میں لپٹ گئے، جیسا کہ اکثر سوچ اور غم میں مغموم آدمی اس طرح کر لیتا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے اور لطف کا اظہار کرنے کے لئے اس عنوان مخصوص یعنی لفظ مزل سے خطاب فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ کو ابوتراب فرمایا تھا جب کہ وہ گھر سے رنجیدہ ہو کر چلے گئے اور مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے، اور آپ کے پہلو پر مٹی لگ گئی تھی، غرض آپ کو خطاب ہے کہ ان باتوں کا رنج نہ کرو، بلکہ حق تعالیٰ کی طرف مداومت اور ہمیشگی کے ساتھ اور زیادہ توجہ رکھو اس طرح سے کہ قُمْ اللَّيْلَ الْخِ الْعِ يٰ أَيُّهَا الْمُرْمَلُ ۝ رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو، مگر

تھوڑی سی رات، یعنی نصف رات کہ اس میں آرام کرو۔ او انقض منه للیلہ۔ اس کا تعلق قم اللیل سے ہے کہ ”یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو یعنی نصف سے کم قیام کرو، اور نصف سے زیادہ آرام کرو، (نصف سے کم قیام کرنے کا مصداق ایک ٹکٹ ہے بقرینہ قولہ تعالیٰ فیما بعد ”وثلثہ“۔ او ذذ علیہ: یا نصف سے ہمہ یہ حاوہ، یعنی نصف سے زیادہ قیام کرو، اور نصف سے کم آرام کرو، (یعنی قریب دو ٹکٹ قیام کرو) فرض قیام لیل (نماز تہجد) بہہ امر ”قم“ جو کہ برائے وجوب ہے، فرض ہوا البتہ مقدار قیام میں تین صورتوں میں اختیار ہے (۱) نصف شب (۲) ایک تہائی شب (۳) دو تہائی شب، لہذا جلدی جلدی چند رکعتیں پڑھ لینے سے تہجد کا حق ادا نہیں ہوتا، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی چار رکعتوں میں سورۃ البقرۃ آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ) ورتیل القرآن ترقیلاً: اس قیام لیل یعنی نماز تہجد میں قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو، یعنی جس قدر قرآن اتر چکا ہے اس کو خوب صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو کہ ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آئے۔

**ثالثہ** لفظ منزل اور مدثر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیات بالکل شروع اسلام اور نزول قرآن کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی ہیں جب کہ اس وقت پانچ نمازیں امت پر فرض نہیں ہوئی تھیں، کیونکہ پانچ نمازیں تو شب معراج میں فرض ہوئی ہیں، اس حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رات کے اکثر حصہ کو نماز تہجد میں صرف فرماتے تھے یہاں تک کہ ان کے قدم ورم کر گئے، اور یہ حکم خاصا بھاری معلوم ہوا، پھر سال بھر کے بعد اسی سورت کا آخری حصہ فتاب علیکم، فافروا ما تیسرہ منہ“ نازل ہوا جس نے اس قیام لیل کو منسوخ کر دیا اور اس کے بعد قیام اللیل صرف نفل و مستحب رہ گیا۔ انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً اس آیت میں قیام اللیل کے حکم کی علت اور مصلحت کا بیان ہے، یعنی اس آیت میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ نماز تہجد کا حکم اس لئے دیا گیا کہ انسان مشقت اٹھانے کا خوگر بنے اور شب بیداری کو آسان سمجھے، کیونکہ ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں، یعنی پے بہ پے قرآن تم پر نازل کریں گے جو ایسا بھاری بھرم ہے کہ نزول کے وقت بھی آپ کی حالت کو متغیر کر دیتا ہے، جیسا کہ احادیث میں ہے کہ ایک بار آپ کی ران زید ابن ثابت کی ران پر رکھی تھی کہ وحی نازل ہوئی تو زید ابن ثابت کی ران پھٹنے لگی، اور جب آپ ناقہ پر سوار ہوتے تو ناقہ گردن ڈال لیتی اور حرکت نہ کر سکتی، اسی طرح بوقت وحی شدت کے جاڑوں میں آپ پسینہ

۱۔ قولہ الا للیلہ نصفہ اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ نصف تو لیل نہیں کہلاتا جواب یہ ہے کہ رات کا ابتدائی حصہ تو نماز مغرب پھر عشاء وغیرہ میں گزری جاتا ہے، اب نصف سے مراد باقی ماندہ رات کا نصف ہوگا اور وہ پوری رات کے اعتبار سے لیل ہے، اور اس آیت میں چونکہ نصف سے کم کرنے کی بھی اجازت ہے اور نصف سے زیادہ کی بھی، اسلئے مجموعی طور پر اس کا حاصل یہ ہوا کہ کم از کم چوتھائی رات سے کچھ زیادہ قیام اللیل میں مشغول رہنا فرض ہوگا۔ (صاف)

۲۔ ورتیل القرآن ترقیلاً سے معلوم ہوا کہ قرآن کا صرف بڑھنا ہی مطلوب نہیں بلکہ ترتیل سے پڑھنا مطلوب ہے، ترتیل میں تحسین صوت یعنی بقدر اختیار خوش آوازی سے پڑھنا بھی شامل ہے، حضرت علقمہ نے ایک شخص کو حسن صوت کے ساتھ تلاوت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: لقد رتل القرآن، فداہ اسی و اسی یعنی اس شخص نے قرآن کی ترتیل کی ہے، میرے ماں باپ اس پر قربان ہوں، (قرطبی) لہذا قرآن کو اچھی طرح پڑھنے کی سعی کرنی چاہئے لیکن یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ قرآن کریم کو شاعروں یا فلسفوں کی طرح گا گا کر پڑھنے لگے، یہ سخت گناہ ہے، حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن۔ رواہ البخاری، ولیس المراد الا تحسین الصوت.

پینہ ہو جاتے، نیز قرآن شریف کو محفوظ رکھنا، پھر دوسروں تک اس کی دعوت و تبلیغ کرنے میں پریشانیاں اٹھانا ان تمام اعتبارات سے اس کو قتل کہا گیا، مقصد یہ ہے کہ قیام لیل کو بھاری نہ سمجھو، ہم تو اس سے بھی بھاری کام تم سے لینے والے ہیں۔ **إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلاً**: اس میں قیام لیل کی دوسری مصلحت کو بیان کیا کہ بے شک رات کا اٹھنا خوب موثر ہے نفس کے کچلنے میں، یعنی رات کو اٹھنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ اس میں بڑی بھاری ریاضت اور نفس کشی ہے جس سے نفس رونداجاتا ہے، اور نیند، آرام و خواہشات پامال کی جاتی ہیں۔ **وَأَقْوَمُ قِيلاً** اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے، اقوم کے معنی زیادہ درست اور زیادہ ثابت کے ہیں، مراد یہ ہے کہ رات کے وقت میں دعاء تلاوت قرآن زیادہ درست اور جماد و ثبات کے ساتھ ہو سکتی ہے، کیونکہ وہ فرصت کا وقت ہوتا ہے، کسی طرح کا شور و شغب نہیں ہوتا، بنا بریں عبادت میں جی خوب لگتا ہے، اور دعاء، ذکر وغیرہ سیدھے دل سے ادا ہوتے ہیں، (یہی مطلب ہے واقوم قیلاً کا)۔ **إِنَّ لَكَ لِيَوْمَئِذٍ النَّهَارَ سَبْحًا طَوِيلًا** اس آیت میں قیام لیل کی تیسری حکمت و مصلحت کا بیان ہے، لفظ سبحا کے معنی گھومنے پھرنے اور جاری ہونے کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ بے شک تم کو دن میں بہت کام اور چلنے پھرنے کا مشغلہ رہتا ہے، یعنی دن میں تو تبلیغ و تعلیم اور اصلاح خلق اور اپنی دنیوی ضروریات کے لئے چلنے پھرنے کے مشاغل رہتے ہیں لہذا عبادت، و مناجات کے لئے رات کا وقت مخصوص رکھنا چاہئے۔

**صنائع کے مواضع** قولہ نصفہ ضمیر کا مرجع لیل ہے (روح) قولہ **أَنْقَضَ مِنْهُ** ای من النصف أَوْزِدَ عَلَيْهِ ای علی النصف۔

**لغات** **الْمُزْمَلُ**: اسم فاعل واحد مذکر، کپڑوں میں لپٹنے والا، (تفعل) **مَزْمَلٌ** و **أَزْمَلٌ** بشوبہ (تفعل، **الْفَعْلُ**) کپڑے میں لپٹنا، اصل میں منزل تھا تاء تفعل کو زاء سے بدل کر زاء کا زاء، میں ادغام کر دیا۔ **أَنْقَضَ**: امر واحد مذکر حاضر، **نَقَضَ الشَّيْءَ** (ن) **نَقَضًا** و **نُقْضَانًا**: کم کرنا، **زَدَ**: امر واحد مذکر حاضر، **زَادَ الشَّيْءَ** (ض) **زِيَادَةً** و مزیداً بڑھانا، زیادہ کرنا، (لازم و متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے) **رَقِلَ**: امر واحد مذکر حاضر، (تفعیل) **رَقِلَ الْقُرْآنُ** ترقیلاً: قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر واضح اور صاف طور پر پڑھنا۔ **سُنِّقِيَ**: سین برائے استقبال، **نُلِّقِيَ** مضارع جمع متکلم، **الْقِيَاءُ** (افعال) **ذَالِئًا**۔ **ثَقِيلًا**: صفت مشبہ، بھاری، **ثَقُلَ** (ک) **ثِقَلًا** و **ثِقَالَةً**: بھاری اور وزنی ہونا، ناشئہ: مصدر، **نَشَأَ اللَّيْلُ** (ف) **نَاشِئَةً**: رات کو سو کر اٹھنا۔ **أَشَدُّ**: اسم تفضیل واحد مذکر، بہت سخت، **شَدَّ الشَّيْءُ** (ض) **شِدَّةً**: سخت ہونا (۲) بھاری ہونا، **شَدَّ الشَّيْءَ** (ن) **شَدًّا**: سخت کرنا) **وَطْأً**: مصدر از باب **سَخَّ** و **وَطِئَ** (س) **وَطْأً**: کچلنا۔ **أَقْوَمُ**: اسم تفضیل واحد مذکر، درست تر، **قَامَ الْأَمْرُ** (ن) **قِيَامًا**: درست ہونا۔ **قِيلاً**: مصدر از باب **نَفَرَ** جیسا کہ قول مصدر ہے (بمعنی بات، کلام، حاصل مصدر ہے) **قَالَ** (ن) **قَوْلًا** و **قَالًا** و **قِيلاً** و **قَوْلَةً** و **مَقَالًا**

۱۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ بطور کنایہ منزل سے مراد ہوتا ہے ضعیف، کسی کام میں سستی کرنے والا، پہل انکاری سے کام کرنے والا، مجروح سے اس معنی میں استعمال نہیں ہے۔

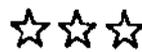
۲۔ بروزن غلیظ مصدر ہے۔

ومقالة: کہنا، بولنا۔ سَبَحًا: مصدر، سَبَحَ (ف) سَبَحًا: مشغول ہونا۔ طَوِيلًا: صفت مشبہ لبا، دراز، طال (ن) طَوِيلًا: لبا ہونا، جمع طَوَالٍ.

**ترکیب**

بایدھا المزمّل قم اللیل الا قليلاً نصفه او انقص منه قليلاً او زد عليه یا حرف ندا، ای مبدل منہ، ہا برائے تشبیہ، المزمّل بدل، مبدل منہ مع بدل منادی، حرف ندا اپنے منادی سے مل کر ندا، قم فعل امر، بفاعل اللیل مشقی منہ الا حرف استثناء، قليلاً مبدل منہ، نصفہ بدل، مبدل مع بدل مشقی، مشقی منہ اپنے مشقی سے مل کر مفعول فیہ قم کا قم اللیل مکمل جملہ انشائیہ معطوف علیہ، او حرف عطف انقص فعل امر بفاعل منہ متعلق فعل مذکور کے، قليلاً مفعول بہ (ای مقداراً قليلاً) مکمل جملہ معطوف علیہ معطوف، او حرف عطف، زد علیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر معطوف علیہ، وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً..... ترکیب ظاہر ہے، معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا جملہ مستانفہ، اِنَّا سَلَقْنِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا..... ترکیب ظاہر ہے، جملہ تعلیلیہ، (یعنی قم اللیل کی علت، عليك متعلق سَلَقْنِي کے) اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَاَقْوَمُ قِيَالًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ناشئۃ اللیل مرکب اضافی اسم اِنَّ، ہی ضمیر فصل۔ اَشَدُّ اسم تفضیل، ضمیر متمیز، وَطْأً تمیز، متمیز مع تمیز فاعل، پھر اَشَدُّ وَطْأً معطوف علیہ، و او حرف عطف۔ اَقْوَمُ قِيَالًا، اَشَدُّ وَطْأً کی طرح، معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر اِنَّ، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ (قم اللیل کی علت) اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل لك ثابت محذوف کا متعلق ہو کر خبر مقدم، فی النهار کائنا محذوف کے متعلق ہو کر سَبْحًا سے حال، سَبْحًا طَوِيلًا موصوف مع صفت اسم اِنَّ، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ (قم اللیل کی علت) (۵)

**السلامة** المجاز المرسل فی قوله تعالى "قم اللیل الا قليلاً" ای صَلِّ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا وَالْقِيَامُ جَزْءٌ مِنَ الصَّلَاةِ فَعَبْرًا بِالْجِزْءِ وَهُوَ الْقِيَامُ وَاَرَادَ الْكُلَّ وَهُوَ الصَّلَاةُ لِعِلَاقَةِ الْمَجَازِ جِزْئِيَّةً.



- ۱۔ بعض اہل لغت نے قول اور قبل میں فرق کیا ہے کہ قول کل خبر کو کہتے ہیں اور قال و قبل و فالة کلمہ شکر و بحر قرآنی استعمال میں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔
- ۲۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ سبوح کے معنی ہیں پانی اور ہوا میں تیز گزرتا، اور حسب ذیل معانی میں بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ (۱) آسمان میں ستاروں کی گردش کے لئے جیسے و کل فی ہلک یسبحون۔ (۲) گھوڑے کے دوڑنے کے لئے جیسے والشبعت سبحاً۔ (۳) کام میں جلد لگ جانے کے لئے جیسے ان لك فی النهار سبحاً طویلاً۔
- ۳۔ بعض نے باجملہ مستانفہ بعض نے کہا جملہ مترضہ یعنی بین الامر بقیام اللیل و بین تعلیلہ بقولہ الاتی اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ الْخ۔
- ۴۔ یا ہی متبداً، ما بعد ضمیر سے مل کر خبر اِنَّ۔
- ۵۔ یہاں سے متعلق بھی کر سکتے ہیں۔

وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۙ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ

اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو • وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا

إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۙ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا

کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنے کام سپرد کرنے کیلئے قرار دیئے رہو • اور یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو، اور خوبصورتی کے ساتھ

جَمِيلًا ۙ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهَلْهُمْ قَلِيلًا ۙ

ان سے الگ ہو جاؤ • اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں کو ناز و نعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو اور ان لوگوں کو تھوڑے دنوں اور مہلت دیدو •

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۙ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۙ يَوْمَ

ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہیں • اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے • جس روز

تَرَجُّفُ الْأَرْضِ وَالْجِبَالِ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۙ إِنَّا أَرْسَلْنَا

زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے، اور پہاڑ (ریزہ ریزہ ہو کر) ریگ رواں ہو جائیں گے • بیشک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا

إِلَيْكُمْ رَسُولًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۙ

رسول بھیجا ہے، جو تم پر گواہی دیں گے جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا •

فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِئْسَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا

پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت کیڑنا پکڑا • سو اگر تم کفر کرو گے

يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۙ ۙ السَّمَاءُ مُنْفِطِرٌ بِهِ ۙ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۙ

تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دیگا • جس میں آسمان پھٹ جاویگا، بیشک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہیگا •

إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۙ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۙ

یہ ایک نصیحت ہے، سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف رستہ اختیار کر لے •

**تشریح** ما قبل میں قیام لیل یعنی رات کی نماز کا حکم تھا، اب فرماتے ہیں کہ علاوہ قیام لیل کے دوسرے اوقات میں

بھی اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو، یعنی چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اسی کی یاد میں مشغول رہو، ظاہر ہے کہ ذکر اللہ ایسی

عبادت ہے کہ جو رات یا دن کے ساتھ مخصوص نہیں۔ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا: اور سب سے قطع تعلق کر کے اسی کی طرف

متوجہ رہو، اور قطع تعلق کرنا مطلب یہ ہے کہ خالق کا تعلق مخلوق کے سب تعلقات پر غالب رہے، (صوفیہ کے یہاں اس

یعنی ذکر پر مداومت ہو ایک حدیث میں ہے کہ کان بذكر الله على كل حين، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر فرماتے تھے گویا ذکر کی دو قسمیں ہیں ذکر لسانی، ذکر قلبی، بیت الخلاء وغیرہ میں آپ کا ذکر لسانی نہ کرنا روایات حدیث سے ثابت ہے مگر ذکر قلبی ہر وقت جاری رہ سکتا ہے۔

کو بے ہمد و ہامہ، یا غلوت و راہمن سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور ایسا ترک تعلق تمام معاملات نکاح، رشتہ داری وغیرہ کے منافی نہیں بلکہ ان سب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ ذَبَّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا۔ اس آیت میں توحید کے ساتھ مضمون بالا یعنی قطع تعلق کی مزید تاکید و تصریح ہے کہ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں، تو اسی کو اپنا وکیل و کارساز بنا، (وکیل لغت میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کوئی کام سپرد کیا جائے تو مطلب یہ ہوا کہ اپنے سب کار و بار، معاملات اور حالات کو اللہ کے سپرد کرو، اسی کا نام اصطلاح میں توکل ہے وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا۔ اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں یعنی آپ کو ساحر، کاہن، مجنون وغیرہ کہتے ہیں ان پر صبر کرو، اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ، (الگ ہونا تو یہ ہے کہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھو، اور خوبصورتی سے یہ کہ ان کی شکایت اور انتقام کی فکر میں مت پڑو) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفین کے مظالم کو صرف انگیز ہی نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، نرم دلی، اور خوش خلقی کا معاملہ کیا۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے  
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

وَذُرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النُّعْمَةِ اس آیت میں کفار پر جو عذاب آخرت ہونے والا ہے اس کا بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ”اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں، ناز و نعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو، یعنی رہنے دو۔“ (میں ان سے خود نمٹ لوں گا) وَمَهْلَهُمْ قَلِيلًا: اور ان لوگوں کو تھوڑے دن اور مہلت دیدو، مقصد یہ ہے کہ کفار کے ظلم و جور سے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ کچھ دن اور صبر کر لیجئے، عنقریب ان کو سزا ہونے والی ہے، کیونکہ ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے (غصہ کے لفظی معنی گلے میں لگ جانے والے پھندے کے ہیں کہ کوئی لقمہ گلے میں اس طرح پھنس جائے کہ نہ نگلا جاسکے اور نہ باہر اگلا جاسکے) اور دردناک عذاب ہے، پس ان مکذبین کو ان چیزوں سے سزا دی جائے گی، چند معین عذابوں کو ذکر کے لفظ عذابا البصا

۱۔ اس آیت میں جس ترک تعلق کا حکم ہے وہ اس ترک تعلق اور ترک دنیا سے بالکل مختلف ہے جس کو قرآن میں رہبانیت کہا ہے اور اس کی مذمت کی طرف قرآن میں اشارہ ہے، وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا، اور حدیث میں ہے لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ اس کی تعریف واقسام تذریب قرآن پارہ قال لہما خطبکم میں ملاحظہ فرمائیں، گویا جس مفہوم کو یہاں لفظ قہتل سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کا دوسرا نام سلف صالحین کی زبان میں اخلاص ہے۔ (معارف)

۲۔ اللہ پر توکل کے یہ معنی نہیں کہ سب معاش اور دفع بلا کے جو اسباب اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں ان کو چھوڑ کر اس پر بھروسہ کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کر کے نتیجہ اللہ کے سپرد کر کے بے فکر ہو جاؤ، البتہ اسباب مادہ میں غلو اور انہماک زیادہ نہ ہونا چاہئے۔

۳۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت کا حکم بعد میں نازل ہونے والی آیات جہاد و قتال سے منسوخ ہو گیا، لیکن غور کیا جائے تو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ آیت مذکورہ میں کفار کی ایذاؤں پر صبر اور ہجر جمیل کی تلقین ہے، یہ جزا و سزا و قتال کے منافی نہیں، اس آیت کا حکم ہر حال میں ہے اور قتال و جہاد میں جو جزا و سزا ہے اس کا حکم خاص خاص اوقات میں ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی قتال و جہاد و حقیقت کوئی انتقام یا اپنا غصہ نکالنا نہیں ہے، جو صبر اور ہجر جمیل کے منافی ہو بلکہ خالص حکم خداوندی کی تعمیل ہے، جس طرح صبر اور ہجر جمیل عام حالات میں اس کی تعمیل ہے۔ (معارف القرآن)

۴۔ قولہ اولی النعمۃ..... اس میں اشارہ ہے کہ دنیا کے مال و اولاد اور ناز و نعمت میں مست ہو جانا اسی شخص سے ہو سکتا ہے جو آخرت کی تکذیب کرنے والا ہو، مومن کا قلب ہوت عیش و عشرت بھی فکر آخرت سے خالی نہیں ہوتا۔



کث جاتا، الی اللہ کی عبادت کے لئے ہر شی سے یکسو ہو جانا۔ تَبَيَّنًا: مصدر از تَبَيَّنَ، تَبَيَّنَ ہی کے معنی میں ہے۔ اتَّخَذَ: امر واحد مذکر حاضر (اتَّعَالَ) اتَّخَذَ اتَّخَذًا: بنانا، قرار دینا۔ دراصل اتَّخَذَ اتَّخَذًا، دوسرا امرہ بقاعدہ ایمان یا ہو گیا، پھر خلاف قیاس تاء سے بدل کر تاء میں ادغام ہو گیا (مادہ اتَّخَذَ) وَكَيْلًا: کارساز، کام بنانے والا، صفت مشبہ، وَكَلَّ (ض) وَكَلًّا: ذمہ دار ہونا، جمع وَكَلَاءُ (اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے) اَنْجَمُوا: امر واحد مذکر حاضر، هَجَرُوا (ن) هَجْرًا: چھوڑنا، هَجَرًا اسی کا مصدر ہے۔ اُولَى: ذو کی جمع بحالت نصی۔ النُّعْمَةُ: اسم، ناز و نعمت، خوشحالی۔ مَهْلَهُم: امر واحد مذکر حاضر مَهْلَهُ مَهْلًا: مہلت دینا۔ اَنْكَالًا: بیڑیاں بَنَكَلُ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں سخت قید، اور آہنی لگام، دوسری جمع نَكُول ہے۔ جَعِيمًا: دوزخ میں دکتی ہوئی آگ۔ غُصَّةٌ: پھندہ، یعنی گلے میں اٹک جانے والی کھانے یا پینے کی چیز، جمع غُصَصُ (غُصَّ بِالْمَاءِ (س) غُصًا: پانی حلق میں اٹکنا، اچھو لگنا) یہاں مراد زقوم کا درخت ہے یا ضریح، جو دوزخیوں کی خوراک ہے، یا غسلین یا دوزخ کے کانٹے) قَرَجُفٌ: مضارع واحد مؤنث غائب، رَجَفَ (ن) رَجْفًا وَرَجُوفًا: کانپنا، زور زور سے ہلنا، ہلانا (لازم و متعدی) كَثِيْبًا: ریت کا لہاڑھیر، ریت کا ٹیلہ، جمع كَثَبٌ وَكَثِبَانٌ وَكَثْبَةٌ، كَثَبٌ (ن) كَثِبًا: جمع کرنا، جمع ہونا، فعل بمعنی مفعول ہے۔ مَهِيْلًا: گرایا جانے والا ریت، اسم مفعول واحد مذکر، هَالِ التَّرَابِ (ض) هَيْلًا: مٹی ڈالنا، اصل میں مَهْيُولٌ تھا، مبيع کی طرح تغلیل ہوئی ہے (کثیبہ مہیلہ ریگ رواں) شَاهِدًا: گواہ، شَهِدَ (س) شَهَادَةٌ: گواہی دینا، جمع أَشْهَادٌ وَشُهُودٌ (شاہد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے ہے) (مزید تفصیل ملاحظہ ہو سورۃ بروج میں) عَضِيٌّ: ماضی واحد مذکر غائب، عَضَى (ض) عَضِيَانًا وَمَعْصِيَةً: نافرمانی کرنا، وَبِيْلًا: اسم فاعل، سخت، ناخوشگوار، جمع رُبْلٌ، وَبُلٌ الشَّيْءِ (ك) وَبَالًا وَوِبَالَةٌ: سخت ہونا۔ تَتَّقُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر اتقى الشئ اتقاءً (اتَّعَالَ) بچنا، دور رہنا (مادہ وَقَى ہے) الْوَالِدَانِ: ولید کی جمع، نُوْمُوْلُوْدِيْنَجے۔ شَيْبًا: اُشْبٌ صیغہ صفت کی جمع ہے بمعنی بوڑھا، سفید بالوں والا (شَابٌ (ض) شَيْبًا وَشَيْبَةٌ: سفید بالوں والا ہونا) مُنْقَطِرٌ: اسم فاعل واحد مذکر، انْفَطَرَ انْفِطَارًا (انْفَعَالَ) پھٹنا، مَفْعُولًا: اسم مفعول واحد مذکر، فَعَلَ: (ف) فَعَلًا وَفَعَالًا: کرنا۔ مَسِيْلًا: راستہ جمع مَسِيْلٌ۔

**ترکیب** وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَيَّنَ اِلَيْهِ تَبَيَّنًا ..... وَاو استئنافیہ، اذکر فعل بفاعل، اسم ربك مرکب اضافی مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، وَاو عاطفہ۔ تَبَيَّنَ اِلَيْهِ تَبَيَّنًا جملہ انشائیہ معطوف (الیہ متعلق تَبَيَّنَ کے، تَبَيَّنًا مفعول مطلق) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ مستأنفہ۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ ..... ہو مبتدا محذوف، رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مرکب

ل جمع (ف) جَعِيمًا: آگ بھڑکنا، آگ روشن کرنا، جَعِيمٌ اسی سے مشتق ہے صفت مشبہ اور فعل بمعنی فاعل ہے، جَعِيمٌ (س) جَعِيمًا وَجَعِيمًا وَجَعِيمًا: آگ بھڑکنا۔

اضافی ہو کر خبر اول، لا لائے نفی جنس اللہ اس کا اسم الّا حرف استثناء ہو ضمیر بدل اس ضمیر سے جو خبر محذوف موجود  
 میں ہے یعنی لا اللہ موجود الا ہو، موجود، خبر، لائے نفی جنس مع اسم و خبر، خبر ثانی، مبتدأ اپنی دونوں خبروں سے مل کر  
 جملہ معترضہ، فَاَتَّخَذَهُ وَكَيْلًا..... فَاَفِيصُوْا اِنِّ اِنْ عَرَفْتْ ذَلِكَ وَآمَنْتْ بِهِ فَاَتَّخِذْهُ، اتَّخَذَ فاعل امر، بفاعل،  
 ہا ضمیر مفعول بہ اول، و کھیلا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جزا، شرط مع جزا جملہ مستحکم،  
 (مظہری میں فَاَتَّخَذَ کی فَا کو سبب لکھا ہے)۔ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا... واو  
 عاطفہ اصبر فعل بفاعل، علی حرف جر، ما بقولون اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق اصبر کے، اور  
 اصبر جملہ انشائیہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ، اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا جملہ انشائیہ معطوف علیہ معطوف۔  
وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولٰٓئِ الْنُّعْمَةِ وَمَهَلْهُمۡ قَلِيْلًا..... واو عاطفہ، ذر فعل بفاعل، نون و قایہ، یاہ ضمیر معطوف  
 علیہ، واو عاطفہ المکذبین موصوف اولی النعمۃ مضاف مع مضاف الیہ صفت، موصوف مع صفت معطوف،  
 معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، مکمل جملہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ، مَهَلْهُمۡ قَلِيْلًا معطوف،  
 (قلیلًا ای زمانا قلیلاً مفعول فیہ، یا تمہیلاً قلیلاً، مفعول مطلق) تمام معطوفات مل ملا کر ماقبل و اذکر اسم الخ  
 پر معطوف۔ اِنَّ لَدٰٓئِنَا اَلْاٰكِلَا وَجَحِيْمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل لدینا مرکب  
 اضافی ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، اَنکالا و جحیمًا و طعامًا ذَا غُصَّةٍ و عذابا الیما سب معطوف و معطوف علیہ  
 ہو کر اسم اِنَّ (ذَا غُصَّةٍ مرکب اضافی صفت طعاما کی) حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ۔ یَوْمَ تَرْجُفُ  
الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ کَثِيْبًا مَّهِيْلًا..... یَوْمَ مضاف تَرْجُفُ فعل الارض و الجبال معطوف  
 و معطوف علیہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا فعل ناقص مع  
 اسم و خبر معطوف، (مہیلاً صفت ہے، کثیبا کی اور وہ خبر کانت کی) معطوف علیہ مع معطوف مضاف الیہ، مضاف  
 اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے، واقعا محذوف کا اور وہ عذابا کی صفت ای عذابا واقعا یوم تَرْجُفُ الخ۔  
اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَٰهِدًا عَلَیْكُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا..... اِنَّا حرف مشبہ بالفعل مع اسم،  
 ارسلا فعل بفاعل، الیکم جار مجرور متعلق ارسلا کے، رَسُوْلًا موصوف شَٰهِدًا عَلَیْكُمْ صفت (علیکم  
 متعلق شہدا کے) موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ، کاف حرف جر ما مصدریہ، ارسلا فعل بفاعل الی  
فِرْعَوْنَ متعلق ارسلا کے، رَسُوْلًا مفعول بہ، مکمل جملہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور مصدر محذوف کی صفت، ای  
اِرْسَالًا کار سالنا ای مثل اِرْسَالِنَا اور یہ مفعول مطلق، الغرض ارسلا الیکم حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ  
 بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ، متانفہ۔ فَقَعَضٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّیَبِيْلًا..... فَا تعقیبہ عاطفہ،  
عَضٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فعل و فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ فَا تفریحیہ عاطفہ اَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّیَبِيْلًا

جملہ فعلیہ معطوف، (اخذاً وھیلاً مرکب توصلی مفعول مطلق) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر معطوف ماقبل ارسلنا الی فرعون پر۔ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ..... لا رابطہ اور شرط مقدر ہے، ای ان جحدتم یوم القیامۃ، کیف اسم استفہام کل نصب میں حال از ضمیر تتقون، تتقون فعل، و او ضمیر جمع قائل، ان کفرتم شرط، جزا محذوف جس پر ماقبل جملہ دال ہے ای فکیف تتقون، یوماً موصوف، بجعل الولدان شیباً جملہ فعلیہ صفت اول (الولدان مفعول بہ اول، شیباً مفعول بہ ثانی) السماء منقطعہ بہ ..... مبتدا و خبر صفت ثانی یوماً کی (ای عذاب یوم، مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ رکھ دیا) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول بہ تتقون کا نہ کہ کفرتم کا، اور وہ جزا شرط محذوف کی، شرط و جزا جملہ متانفہ۔ کان وعدہ مفعولاً جملہ متانفہ۔ ان هذه تذکرۃ جملہ اسمیہ معطوف علیہ، فمن شاء اتخذ الی رہہ سبیلاً ..... لا عاطفہ، من اسم شرط مبتدا، شاء فعل بفاعل، (مفعول بہ محذوف ہے ای النجاة والایمان) جملہ فعلیہ شرط، اتخذ فعل بفاعل، الی رہہ متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، سبیلاً مفعول بہ اول، جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط مع جواب خبر، متبداع خبر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔

**السابق** قوله إنا أرسلنا إليكم ..... اس میں التفات ہے یعنی غائب سے حاضر کی طرف، اگر کلام اپنی اصل پر ہی جاری رہتا تو انا ارسلنا الیہم ہوتا، والغرض من الالتفات التوبيخ علی عدم الایمان۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ  
 آپ کے رب کو معلوم ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعضے آدی دو تہائی رات کے قریب اور آدی رات اور تہائی رات  
 مِنَ الدِّينِ مَعَكَ وَاللَّهُ يَقْدِرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عِلْمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْا  
 کھڑے رہتے ہیں، اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے اس کو معلوم ہے کہ تم اس کو ضبط نہیں کر سکتے  
 فَنَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ عِلْمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ  
 تو اس نے تمہارے حال پر عنایت کی سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ بعضے آدی تم میں بیمار ہوں گے  
 وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۗ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ  
 اور بعضے تلاش معاش کے لئے ملک میں سفر کریں گے اور بعضے اللہ کی راہ میں  
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۗ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۗ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ  
 جہاد کریں گے، سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔ اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو

۱۔ بعض نے الی رہہ کو سبیلاً سے حال مانا ہے۔

وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ

اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو، اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے، اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں

اللَّهُ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۹﴾

بڑا پاؤ گے، اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بیشک اللہ غفور رحیم ہے •

### تشریح

شروع میں قِمِ اللَّيْلِ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں پر قیام اللیل یعنی نماز تہجد کو فرض قرار دیا گیا تھا، اور اس میں قیام کا طویل ہونا بھی فرض تھا، جیسا کہ گذر چکا، پھر سال بھر کے بعد مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں جمہور علماء کے نزدیک قیام اللیل کی فرضیت امت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے منسوخ ہو گئی، اور اس کے بعد قیام اللیل صرف نفل و مستحب رہ گیا (روح) (اس کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے تہجد پڑھتے تھے مگر گاہے نماز تہجد چھوٹ بھی جاتی، پھر اس کی تلافی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعتیں ادا فرما کر کرتے تھے، ہدایۃ القرآن، بحوالہ مسلم شریف)

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ۔ بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعضے آدمی (کبھی) دو تہائی رات کے قریب، اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہیں، یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اس کے حکم کی پوری تعمیل کی چنانچہ روایات میں ہے کہ صحابہ کرامؓ کے پاؤں راتوں کو کھڑے کھڑے سوچ جاتے، اور پھٹنے لگتے، اس تو اپنے بال رسی سے باندھ لیتے تھے کہ اگر نیند آجائے تو جھٹکا لگ کر تکلیف سے آگے کھل جائے۔ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ: اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے یعنی رات اور دن کی پوری پیمائش اور صحیح اندازہ تو صرف اللہ کو معلوم ہے، وہی ایک خاص اندازہ سے کبھی رات کو دن سے گھنٹاتا، کبھی بڑھاتا اور کبھی دونوں کو برابر کر دیتا ہے، لہذا آدھی یا تہائی رات کا صحیح اندازہ اللہ ہی کو ہے۔ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ۔ اس کو معلوم ہے کہ تم اس مقدار وقت کو ضبط نہیں کر سکتے، یعنی بندوں کو نیند اور غفلت کے وقت روزانہ، آدھی، تہائی یا دو تہائی رات کو مکمل طور سے ضبط اور متعین کر کے عبادت میں گزارنا کوئی سہل کام نہ تھا خصوصاً جب کہ گھڑی گھنٹوں کا سامان نہ ہو، اور اندازہ سے عبادت کریں تو کمی و زیادتی کا شبہ رہتا ہے اسی لئے بعض صحابہ کرامؓ رات بھر سوتے نہیں تھے کہ کہیں نیند میں ایک تہائی رات بھی جا گنا نصیب نہ ہو۔ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔ تو ان وجوہات سے اللہ نے تمہارے حال پر عنایت کی، اور اس سے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ سواب تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو (مراد اس قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا ہے کہ اس میں قرآن پڑھا جاتا ہے) تسمية الكل باسم الجزء) اور یہ امر استحباب کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ تہجد کی فرضیت تو منسوخ ہو گئی، اب جس قدر وقت تک آسان ہو بطور استحباب کے اگر چاہو پڑھ لیا کرو، اور منسوخ ہونے کی اصل علت مشقت ہے جس پر عَلِمَ أَنْ لَنْ



بوجہ قتل یا کوساکن کیا پھر وہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ تَابَ: ماضی واحد مذکر غائب، تَابَ اللہ علی عبدہ  
(ن) تَوْبًا وَتَوْبَةً: مہربان ہونا، معاف کرنا، تَيْسَّرَ ماضی واحد غائب، تَيْسَّرَ تَيْسَّرًا: (تفعیل) آسان ہو جانا (۲)  
میسر آنا، مَرَضَى: صیغہ صفت مریض کی جمع، جیسے قَتَلَى قَتِيلَ کی جمع، مَرَضَ (س) مَرَضًا: بیمار ہونا۔ يَضْرِبُونَ  
مضارع جمع مذکر حاضر، ضَرَبَ ہی الارض ضَرْبًا: زمین میں چلنا، سفر کرنا۔ (ضَرَبَ کے بہت سارے معانی  
ہیں)۔ اِقْرَضُوا: امر جمع مذکر حاضر، اِقْرَضَ اِقْرَضًا (افعال) قَرَضَ دینا، قَرَضًا: ادھار، دراصل یہ مصدر ہے  
قَرَضَ (ن) قَرَضًا: کترنا، کاٹنا، ادھار پر قَرَضَ کا اطلاق اس لئے ہوتا ہے کہ وہ بھی مال کا ایک حصہ ہوتا ہے جسے مالک  
اپنے سے منقطع کر کے مقروض کو دیتا ہے پس یہ مصدر بمعنی مفعول ہے۔ حَسَنًا: صفت مشبہ، حَسُنَ (ک) حَسَنًا: بہتر  
اور اچھا ہونا۔ تَقَدَّمُوا: مضارع جمع مذکر حاضر، قَدَّمَ تَقَدِيمًا فلانا: آگے کرنا، پہلے بھیجنا، قَدَّمَ الْقَوْمَ (ن) قَدَمًا:  
آگے آگے ہونا۔ غَفُورًا: رکوع (۱) میں گذر چکا۔

**ترکیب**

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ۔ إِنَّ  
حرف مشبہ بالفعل، رَبَّكَ مرکب اضافی اسم، يَعْلَمُ فعل بفاعل، أَنَّكَ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، تَقُومُ فعل ضمیر  
انت فاعل، أَدْنَىٰ ای وقتاً أَدْنَىٰ مفعول فیہ، مِنْ حرف جر، ثُلُثِي اللیل، مرکب اضافی مجرور، جار مجرور متعلق أَدْنَىٰ  
کے، اور وہ معطوف علیہ، وَإِوَاءٌ عاطفہ، نِصْفَهُ وثلثہ دونوں أَدْنَىٰ پر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر  
مفعول فیہ ظرف زمان، طَائِفَةٌ موصوف، مِنْ حرف جر الذین اسم موصول، مَعَكَ استقر و محذوف کا ظرف، اور وہ  
صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنۃ محذوف کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت معطوف تَقُومُ کی ضمیر پر  
الغرض تَقُومُ کمال جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر بتاویل مصدر يَعْلَمُ کے دو مفعولوں کے درجہ میں، يَعْلَمُ  
جملہ فعلیہ خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔ وَإِوَاءٌ استثنائیہ  
يَا بَقُولُ دیگر عاطفہ اللَّهُ مبتدا، يُقَدِّرُ اللیل والنہار جملہ فعلیہ خبر، مبتدا مع خبر جملہ متانفہ، یا ما قبل جملہ پر معطوف،  
عَلِمَ أَنَّ لَنْ تُحْصَوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔ عَلِمَ فعل، ضمیر فاعل، راجع اللہ کی طرف، أَنَّ مخففہ من المشقلہ، لَنْ  
تُحْصَوْهُ فعل واو ضمیر فاعل، ہا ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، پھر أَنَّ لَنْ تُحْصَوْهُ  
عَلِمَ کے لئے بمنزلہ دو مفعولوں کے، عَلِمَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ، فَا عاطفہ تَابَ عَلَيْكُمْ  
جملہ فعلیہ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ متانفہ (لامحل لها استئناف فی حکم التعلیل، اعراب القرآن)  
فَاقْرَأُوا مَا تَيْسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ فَا جزائیہ، اقْرَأُوا فعل بفاعل، مَا اسم موصول، تَيْسَّرَ فعل، ضمیر فاعل  
راجع ما کی طرف، مِنَ الْقُرْآنِ، متعلق تیسر کے۔

ک جاز العطف من غیر توکید بالضمیر المنفصل لوجود الفاصل

ک من القرآن کو تیسر کی ضمیر سے تیز اور حال بنانا بھی صحیح ہے۔ (اعراب القرآن و صرف و بیان)

پھر وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جزاء، اور شرط مقرر ہے اِیْ اِنْ رَغِبْتُمْ فِی الثَّوَابِ . عَلِمَ اَنْ سَیْکُوْنَ مِنْکُمْ مَرَضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ ..... عَلِمَ فعل بفاعل، اَنْ مخففہ من المثلہ اِیْ اِنَّ ضمیر شان اس کا اسم، سَیْکُوْنَ فعل ناقص منکم محذوف کے متعلق ہو کر یکنون کی خبر مقدم، مَرَضٰی معطوف علیہ، وَاو حرف عطف، آخرون موصوف یَضْرِبُوْنَ فی الارض جملہ فعلیہ صفت۔ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ جملہ فعلیہ حال یَضْرِبُوْنَ کی ضمیر سے، الغرض آخرون یَضْرِبُوْنَ موصوف صفت معطوف علیہ معطوف، وَاو عاطفہ۔ آخرون یُقَاتِلُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ ..... موصوف صفت معطوف، تینوں معطوفات مل ملا کر یکنون فعل ناقص کا اسم، فعل ناقص مع اسم و خبر اَنْ مخففہ کی خبر، اور اَنْ مخففہ مع اسم و خبر بتاویل مصدر عَلِمَ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر علم حسب سابق جملہ متانفہ، (فی حکم التعلیل) فاقرؤا ما تیسر منہ حسب سابق۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاَتُوا الزَّکٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ..... ترکیب آسان ہے، تینوں جملے معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل اقرؤا پر معطوف، (قرضاً حسناً مفعول مطلق) وَمَا تَقَدَّمُوا لِانْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَاَعْظَمَ اَجْرًا ..... وَاو اعتراضیہ ما اسم شرط، مفعول بہ مقدم تَقَدَّمُوا کا، تَقَدَّمُوا فعل بفاعل، لِانْفُسِکُمْ متعلق تقدموا کے، مِنْ خَیْرٍ کائنا محذوف کے متعلق ہو کر ما سے حال۔ تَقَدَّمُوا مکمل جملہ شرط، تجدوا فعل، وَاو ضمیر فاعل، ہا ضمیر مفعول بہ اول، عند اللہ ظرف تجدوا کا، ہو ضمیر فصل، خَیْرًا معطوف علیہ وَاو عاطفہ اعظم اسم تفضیل ضمیر ممیز، اجراً تمیز، ممیز مع تمیز فاعل اور پھر اعظم معطوف خیراً کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ تجدوا الخ جواب شرط، شرط مع جواب جملہ معترضہ تعلیلیہ۔ وَاَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ جملہ انشائیہ ماقبل اقیموا الصلوٰۃ پر معطوف، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جملہ اسمیہ تعلیلیہ (تعلیل للاستغفار، رحیم خبر ثانی)

**فائدہ** قولہ علم ان لن تحصوه: ہا ضمیر کا مرجع یُقَدَّرُ کے ضمن میں جو مصدر مفہوم ہے وہ ہے، اِی علم انہ لا یصح منک ضبط الاوقات.

**فائدہ** تحصوه: میں جو ضمیر ہے مثلاً اس کو ہ ضمیر نہ کہنا چاہئے بلکہ ہا ضمیر کہنا چاہئے، اس کی پوری تفصیل تدریس قرآن پارہ عم، سورۃ النبا کے ختم پر ہے۔

**سوال** عند اللہ ہو خیراً الخ ہو ضمیر فصل دو معرفوں کے درمیان آتی ہے، حالانکہ اس کے بعد خیراً معرفہ نہیں، بلکہ نکرہ ہے۔

**جواب** خیراً خالص نکرہ نہیں ہے بلکہ معرف کے مشابہ ہے، اس وجہ سے کہ اس پر حرف تعریف داخل نہیں ہوتا اگر یہ خالص نکرہ ہوتا تو اس پر دخول الف لام درست ہوتا۔ (اور دخول الف لام بایں وجہ درست نہیں کہ جب اسم تفضیل من کے ساتھ

استعمال ہوتا ہے تو اس پر الف لام نہیں آتا (من خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً، یہاں تقدیراً ہے ای ہو خیراً مما خلفتم  
**البلاغۃ** **قوله** فاقروا ما تیسر من القرآن اس میں مجاز مرسل ہے کہ قرأت جو نماز کا جز ہے اس کو بول کر  
 مراد ہے، **قوله** واقموا الصلوۃ الی **قوله** و ما تقدموا لانفسکم من خیر اس میں ذکر العام بعد الخاص ہے۔  
**قوله** واقروا اللہ قرصاً حسناً اس میں استعارہ تبعیہ ہے کہ فقراء و مساکین کے ساتھ احسان کرنے کو یہ  
 العالمین کو قرض دینے سے تعبیر کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۱ قُمْ ۲ فَاَنْذِرْ ۳ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ ۴ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۵

اے کپڑے میں لپٹنے والے • اٹھو پھر ڈراؤ • اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو • اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے •

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۶ وَلَا تَمَنَّٰ تَسْتَكْثِرُ ۷ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۸ فَاِذَا نَقَرْنَا فِي

اور بتوں سے الگ رہو • اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ زیادہ معاوضہ چاہو • اور اپنے رب کے واسطے صبر کیجئے • پھر جس وقت صبر

النَّاقُورِ ۹ فَذٰلِكَ يَوْمَ يَمِيْدُ يَوْمٌ عَسِيْرٌ ۱۰ عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرٌ يَسِيْرٌ ۱۱

پھونکا جائے گا • سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی •

**ربط** سورہ مُزَّمِّل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ مقصوداً اور انذار کفار تبعاً مذکور تھا، اس سورت میں انذار مقصوداً

اور تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تبعاً مذکور ہے، اسی لئے سابقہ سورت میں تسلیہ کی آیات زیادہ اور انذار کی کم، اور یہاں

انذار کی زیادہ اور تسلیہ کی کم ہیں، اور اس سورت میں بعض واقعات کی طرف بھی اشارہ ہے۔

**تشریح** روایات صحیحہ کی رو سے سب سے پہلے سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیات مالم يعلم تک نازل ہوئیں، پھر کچھ

مدت تک نزول قرآن کا سلسلہ بند رہا جس کو زمانہ فترت وحی کہا جاتا ہے، اسی زمانہ فترت کے آخر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے، اوپر سے کچھ آواز سنی تو آپ نے آسمان کی طرف

نظر اٹھا کر دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں سورہ اقرأ کی آیات لے کر آیا تھا وہ آسمان کے نیچے فضاء میں ایک معلق کرسی پر

بیٹھ ہوا ہے، اس کو اس حال میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہی طبعی رعب اور ہیبت کی کیفیت طاری ہو گئی جو غار

حرا میں ہوئی تھی، آپ نے گھرا کر فرمایا: زَمَلُونِيْ زَمَلُونِيْ "مجھے ڈھانپو، مجھے ڈھانپو، آپ کپڑوں میں لپٹ گئے، اس

پر سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات فاهجر تک نازل ہوئیں، اس لئے آپ کو خطاب یا ایہا المدثر کے الفاظ سے کیا گیا

(مدثر دثار سے مشتق ہے جسکے معنی ان زائد کپڑوں کے ہیں جن کو آدمی لباس کے اوپر سردی وغیرہ کے دفع کرنے کیلئے استعمال کیا کرتا ہے جیسے چادر، چونہ، شیردانی وغیرہ) اور شعرا اس کپڑے کو کہتے ہیں جو بدن سے متصل ہو جیسے بنیان وغیرہ) واضح رہے کہ لفظ منزل اور مدثر دونوں تقریباً ہم معنی ہیں، ہو سکتا ہے کہ ایک ہی واقعہ میں ان دونوں کا نزول ہوا ہو یعنی ابھی چند سطر قبل جو واقعہ مذکور ہوا اس میں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ منزل کے لقب کا واقعہ وہ ہو جس کو احقر نے سورۃ المزمل کی تفسیر میں نقل کیا ہے (یعنی دار الندوة میں مشورہ کرنے کا) اور سورۃ مدثر کا واقعہ وہ ہو جو یہاں اوپر مذکور ہوا۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ الخ اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو، یعنی اپنی جگہ سے اٹھو، یا یہ مطلب ہے کہ مستعد ہو جاؤ، پھر ڈراؤ (یعنی کافروں کو ڈراؤ) نذیر اور بشیر دونوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام کے لقب ہیں، نذیر کے معنی ہیں شفقت و ہمدردی کی بناء پر مضر چیزوں سے ڈرانے والا، (جیسے باپ اپنے بچہ کو سانپ بچھو وغیرہ سے ڈراتا اور بچاتا ہے) اور بشیر کے معنی ہیں خوشخبری سنانے والا، اس جگہ صرف انذار کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ یہ آیت بالکل ابتدائے نبوت کی ہے، اس وقت مسلمان گئے چنے چند ہی تھے باقی سب کفار و مکھن تھے جو کسی بشارت کے مستحق نہیں تھے بلکہ انذار یعنی ڈرانے ہی کے مستحق تھے اس لئے یہاں انذار کا ذکر ہی مناسب تھا۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ اور صرف اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے (کہ تبلیغ میں سب سے پہلی چیز توحید ہے، مفعول بہ یعنی ربك کو بقصد حصر مقدم کیا گیا ہے) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یہاں سے بعض ضروری اعمال و عقائد و اخلاق کی تعلیم ہے چنانچہ فرمایا کہ اپنے کپڑے کو پاک رکھئے یعنی نجاست اور گندگی سے کپڑے پاک صاف رہنے چاہئے کہ ظاہری طہارت کا اہتمام بھی ضروری ہے، یہ اعمال میں سے ہے اور چونکہ ابتدا میں نماز نہ تھی اس لئے یہاں اس کا حکم نہیں ہوا، بیان القرآن ۱۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور بتوں سے الگ رہو، جیسے اب تک الگ ہو، یہ عقائد میں سے ہے، یعنی بدستور سابق توحید پر دوام اور ہمیشگی رکھو، اور باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک میں مبتلا ہونے کا کوئی احتمال نہ تھا پھر بھی یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ عقیدہ توحید کی اہمیت معلوم ہو کہ معصوم کو بھی باوجود احتیاج نہ ہونے کے اس کی تعلیم کی جاتی ہے۔ وَلَا تَمَنَّوْا تَسْتَكْبِرُوا اور کسی پر احسان اس نیت سے نہ کرو یعنی کسی کو ہدیہ تحفہ اس غرض سے مت دو کہ دوسرے وقت میں زیادہ معاوضہ چاہو، یہ حکم اخلاق کی قبیل سے ہے اور گودوسروں کے لئے یہ امر جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان چونکہ اعلیٰ و ارفع ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ اور پھر انذار و تبلیغ میں جو ایذا پیش

۱۔ سورہ مزمل پہلے نازل ہوئی یا سورۃ مدثر تو اس سلسلہ میں یہ بات گوش گذار فرمائیں کہ صحیحین کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سورہ مدثر نازل ہوئی (یعنی فترت وحی کے بعد) اور روح المعانی میں جابر بن زید تابعی سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سورہ مدثر، منزل کے بعد نازل ہوئی، الغرض کون پہلے نازل ہوئی اور کون بعد میں اس میں روایتیں مختلف ہو گئیں۔

۲۔ معارف القرآن میں تفسیر مظہری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مجازی طور پر عمل کو بھی ثوب اور لباس کہا جاتا ہے، نیز قلب اور نفس کو بھی، خلق اور دین کو بھی، اور انسان کے جسم کو بھی لباس سے تعبیر کیا جاتا ہے، مطلب یہ ہوگا کہ اپنے کپڑوں اور جسم کو ظاہری ناپاکی اور قلب و نفس کو عقائد باطلہ و اخلاق رذیلہ سے پاک رکھئے۔

۳۔ بتوں سے الگ رہنے کا حکم دراصل امت کے لئے تعلیم ہے، جو غایت تاکید کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دیا گیا ہے تاکہ امت یہ سمجھے کہ جب پیغمبر معصوم کو بھی اس کا حکم ہے تو ہمیں اس کا کیا اہتمام کرنا چاہئے۔ (معارف)

آئے اس پر اپنے رب کی خوشنودی کے واسطے صبر کیجئے۔ (یہ خاص اخلاق تبلیغ سے متعلق ہے) فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ لَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ۔ پھر اس ڈرانے کے بعد جو کوئی ایمان نہ لائے اس کے لئے یہ وعید ہے کہ جس وقت صور پھونکا جائے گا سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا، جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔ (مومنین اگر سختی بھی دیکھیں گے تو کچھ مدت کے بعد پھر آسانی کر دی جائے گی، ترجمہ شیخ الہند) آگے بعض خاص کفار کا ذکر ہے۔

**لغات المدثر:** کپڑے میں لپٹنے والے، اسم فاعل واحد مذکر، تَدَثَّرَ بالثوب تَدَثَّرُوا: (تفعیل) کپڑے میں لپٹنا۔ (۲) چادر کھیل اوڑھنا، اصل میں مَتَدَثَّرُوا تھاتے تفعیل کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ كَبَّرَ: امر واحد مذکر حاضر، بڑائی بیان کرنا، كَبَّرَ فلان تَكْبِيرًا (تفعیل) تعظیم اور بڑائی بیان کرنا۔ طَهَّرَ: امر واحد مذکر حاضر، طَهَّرَ الشئ بالماء وغیرہ تَطْهِيرًا: (تفعیل): پانی وغیرہ سے دھو کر پاک صاف کرنا (۲) عَيُوبٌ و نِقَائِصٌ سے بری کرنا، الرُّجُزُ: اسم، بت، بتوں کی پرستش (۲) گندگی۔ لَا تَمَنَّيْنِ: نہی واحد مذکر حاضر۔ مَنْ عَلَيْهِ بَكَدَا (ن) مَنَا: بھلائی کرنا۔ تَسْفِكِيْرٌ: مضارع واحد مذکر حاضر، اسْتَكْفَرًا، اسْتِكْفَارًا (استفعال) کوئی چیز زیادہ چاہنا (مادہ کثر ہے کثر الشئ (ك) كَثْرَةٌ زیادہ ہونا) نُقِرَ: ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نُقِرَ فِي الصُّورِ (ن) نُقِرَ: صور پھونکنا، (۲) بِجَانًا۔ فَاقُورٌ: اسم، صور، سینگ نما چیز جس میں پھونک مار کر آواز نکالی جائے جمع نواقیر۔ عَسِيْرٌ: صیغہ صفت، واحد مذکر، سخت، بھاری، عَسْرًا (ك) عُسْرًا و عَسَارَةً: کٹھن ہونا۔ يَسِيْرٌ: صفت مشبہ، واحد مذکر، آسان، يَسْرًا (س) يَسْرًا: آسان ہونا و يَسْرًا و يَسَارَةً آسان ہونا، کم اور معمولی ہونا۔

**ترکیب** يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ..... حسب سابق حرف ندا اپنے منادی سے مل کر نَادَا، قُمْ فَانذِرْ معطوف و معطوف علیہ ہو کر پھر معطوف علیہ (انذِرْ کا مفعول بہ محذوف ہے، ای اهل مكة بالنار۔ جلالین) وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ..... واو عاطفہ رَبِّكَ مفعول بہ مقدم كَبَّرَ کا، فَا عاطفہ۔ كَبَّرَ فعل امر، ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدر قُمْ پر، ای وَقُمْ فَكَبِّرْ رَبِّكَ، یہ دونوں آپس میں معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل قُمْ فَانذِرْ سے معطوف علیہ معطوف، وَتِيَابِكَ فَطَهِّرْ..... واو عاطفہ تِيَابِكَ مفعول بہ مقدم طَهَّرَ کا، فَا عاطفہ طَهَّرَ فعل، ضمیر فاعل، فعل

۱۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ گناہوں سے دور رہ۔

۲۔ نُقِرَ کے اصل معنی کھٹ کھٹ کرنے کے ہیں اور کھٹ کھٹ کرنے کے لئے آواز لگانا ضروری ہے، اور صور پھونکنے سے آواز نکلتی ہے اس لئے اس کا ترجمہ صور پھونکنا کیا جاتا ہے۔

۳۔ بعض نے اس فاکوز اندمانا ہے کیونکہ عطف کے لئے واو موجود ہے، بعض نے فاکوز برائے رابطہ مانا اور حسب مقام شرط مقدر ہوگی کمانہ قبل و ایضا کان فلا تدع تکبیرہ، بعض نے کہا تمنا پوشیدہ ہے اس کے جواب میں فَا آئی ہی و اما رَبِّكَ فَكَبِّرْ، مگر اس پر ابن ہشام نے معنی الییب میں رد کیا کہ اس میں حذف بعد حذف ہے اس لئے کہ اما خود مہما یکن من شیء کے عوض میں ہوتا ہے اور جب اس کو کلام سے حذف کر دیا اور اس کے عوض میں کوئی لفظ نہیں آیا تو اس کے حذف پر کوئی دلیل نہیں ہے، لہذا سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ یہ عاطفہ ہے اور ہر جگہ فعل محذوف ہے، مثلاً قُمْ فَا تَنْتَبِهْ یا ان جیسے۔ (امراب القرآن و صرفہ بیان)

اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدر قُم پر ای وَقُم فَطَهَّرْ ثِيَابَكَ، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف علیہ معطوف، و الرُّجُزُ فَاهْجُرْ..... و او عاطفہ الرُّجُزُ مفعول بہ مقدم اھجر کا، فا عاطفہ اھجر فعل، ضمیر انت فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدر قُم پر ای وَقُم فَاهْجُرِ الرَّجُزَ، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف علیہ معطوف، و لا تمنن تستکثر..... و او عاطفہ لا تمنن فعل نہیں، ضمیر انت ذوالحال، تستکثر جملہ فعلیہ حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل نہیں اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ معطوف، و لربک فاصبر..... و او عاطفہ لربک متعلق مقدم اصبر کے، فا عاطفہ، اصبر فعل امر، ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے مل کر معطوف فعل مقدر قُم پر ای وَقُم فَاصْبِرْ لِرَبِّكَ، یہ دونوں باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر ماقبل سے معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جواب ندا، ندا مع جواب ندا جملہ متانفہ۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ..... فَاسْتِنَافِيَّةٌ - إِذَا ظَرْفِيَّةٌ مضاف متضمن معنی شرط، نُقِرَ فعل مجہول، فی الناقور نائب فاعل، مکمل جملہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف اس کا جس پر عَسِيرٌ دلالت کر رہا ہے ای عَسَرَ الْأَمْرُ عَلَى الْكَافِرِينَ. فا رابطہ، ذلك مبتدأ، (ذلك إشارة الى وقت النقر المفهوم من فاذا نُقِرَ الخ) يومئذ ذلك سے بدل (مبنى على الفتح لاضافته الى غير متمكن) يومٌ موصوف عسير على الكافرين شبه جملہ صفت، غیر یسیر صفت ثانی برائے تاکید، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر، مبتدأ مع خبر جواب شرط۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۙ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۙ وَبَنِينَ شُهُودًا ۙ

مجھ کو اور اس شخص کو رہنے دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا • اور اس کو کثرت سے مال دیا • اور پاس رہنے والے بیٹے •

وَمَهْدَتْ لَهُ تَمْهِيدًا ۙ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۙ كَلَّا ۗ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۙ

اور سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا • پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ اور زیادہ دوں • ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے •

سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۙ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ فَقَتِلَ كَيْفَ قَدَرَ ۙ

میں اس کو عنقریب دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤنگا • اس شخص نے سوچا پھر ایک بات تجویز کی • سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی •

ثُمَّ قَتِلَ كَيْفَ قَدَرَ ۙ ثُمَّ نَظَرَ ۙ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ

پھر اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی • پھر دیکھا • پھر منہ بنایا اور زیادہ منہ بنایا • پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا •

۱۔ بعض نے فاسیہ قرار دیا کہانہ قبل اصبر علی اذا هم فیین ایدیہم یوم ہائل یلقون فیہ عاقبۃ اذامہ۔  
۲۔ خود عسیر عامل نہ ہوگا بعض نے کہا اذا نقر کا عامل ذلک اسم اشارہ کے معنی ہیں۔

فَقَالَ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَرُ ۝۳۱ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝

پھر بولا کہ یہ تو جادو ہے منقول • بس یہ تو آدمی کا کلام ہے •

**تشریح** یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں جس کا واقعہ یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے مال و اولاد خوب دی تھی، بقول ابن عباس اس کی زمین، جائداد اور باغات مکہ سے طائف تک پھیلے ہوئے تھے، اور بقول ثوری اس کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ دینار تھی، بعض نے اس سے کم بھی بتلائی ہے، اور یہ عرب کا سردار مانا جاتا تھا، لوگوں میں اس کا لقب ریحانہ قریش مشہور تھا، یہ خود اپنے کو بطور فخر و تکبر وحید ابن الوحید یعنی یکتا کا بیٹا یکتا کہا کرتا تھا، کہ نہ قوم میں میری کوئی نظیر ہے نہ میرے باپ مغیرہ کی (قرطبی) مگر اس ظالم نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اور قرآن کو کلام الہی یقین کر لینے کے باوجود جھوٹی بات بنائی، اور قرآن کو سحر کہا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہا، اس کا واقعہ تفسیر قرطبی میں یہ بیان کیا ہے کہ جب قرآن کی آیت حم تنزیل الکتب من اللہ العزیز العظیم سے الیہ المصیر تک نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت کر رہے تھے، جب ولید بن مغیرہ نے یہ قرأت سنی تو بے ساختہ اس کے کلام الہی ماننے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ واللہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسا کلام سنا ہے جو نہ کسی انسان کا کلام ہو سکتا ہے نہ کسی جن کا، اور اس میں بڑی حلاوت ہے، اور اس پر خاص رونق ہے، اس کا اعلیٰ پھل دینے والا اور اسفل پانی جاری کرنے والا ہے، وہ بلاشبہ سب سے بلند و بالا ہو کر رہے گا، اس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا، یہ بشر کا کلام نہیں، چنانچہ عرب کے سب سے بڑے مالدار و سردار کے اس طرح کہنے سے قریش کے کافر سرداروں کو فکر اور بیحد تشویش ہوئی اور جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے، ابو جہل نے کہا فکر نہ کرو میں ابھی اس کو ٹھیک کروں گا (یعنی ولید بن مغیرہ کو، کہ کیوں اس نے محمد سے سنے ہوئے کلام کو کلام الہی بتایا)

**ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کا مکالمہ اور آنحضرت ﷺ کی حقانیت پر**

**دونوں کا اتفاق:** ابو جہل، ولید بن مغیرہ کے پاس غمگین صورت بنا کر پہنچا، ولید نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے غمگین نظر آتے ہو، ابو جہل نے کہا کہ غمگین کیسے نہ ہوں، یہ سارے لوگ باہم چندہ کر کے تجھے مال دیتے ہیں کہ اب تو بوڑھا ہو گیا ہے تیری مدد کرنا چاہئے، اور تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابن ابی قحافہ (ابو بکرؓ) کے پاس اس لئے جاتے ہو کہ کچھ کھانے پینے کو مل جائے، اور ان کی خوشامد میں ان کے کلام کی تعریف کرتے ہو (ظاہر ہے کہ قریش کا چندہ کر کے ولید کو دینا، اور ولید کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے پینے کی چیزیں لینا، سب جھوٹ تھا) اس پر ولید کو بجد غصہ آیا اور کہنے لگا کہ کیا میں محمد اور ان کے ساتھیوں کے ٹکڑوں کا محتاج ہوں، کیا تمہیں میرے مال کی کثرت معلوم نہیں، قسم ہے لات و عزی کی کہ میں اس کا ہرگز محتاج نہیں، البتہ تم جو یہ کہتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجنون ہیں یہ بات بالکل غلط ہے اس کا کوئی یقین نہیں کر سکتا کیا تم میں سے کسی نے ان کو کوئی مجنونانہ کام کرتے دیکھا ہے، ابو جہل نے اقرار کیا کہ لا والله

یعنی واللہ ہم نے کوئی ایسا کام ان کا نہیں دیکھا، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو شاعر کہتے ہو کیا تم نے ان کو کبھی شعر کہتے ہوئے سنا ہے، ابو جہل نے اس پر بھی یہی کہا لا واللہ، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو کذاب کہتے ہو، تو بتلاؤ کہ تم نے عمر بھر میں کبھی ان کی کسی بات کو جھوٹا پایا ہے، اس پر بھی ابو جہل کو یہی اقرار کرنا پڑا کہ لا واللہ، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو کافران کہتے ہو، کیا تم نے ان کے کلمات کا ہنوں جیسے سنے ہیں، اس پر بھی ابو جہل نے کہا لا واللہ، تمام الزامات سے ابو جہل دستبردار ہو گیا، اب فکر یہ پڑی کہ آخر پھر کیا کہہ کر لوگوں کو اسلام سے روکا جائے، اس لئے خود ولید ہی کو خطاب کر کے کہا کہ پھر تم ہی بتلاؤ کہ ان کو کیا کہا جائے، اس پر اس نے پہلے تو اپنے دل میں سوچا، اور ایک بات تجویز کی، پھر ابو جہل کی طرف نظر اٹھائی، پھر منہ بنایا جس سے نفرت کا اظہار ہو پھر اور زیادہ منہ بنایا اور آخر میں کہنے لگا کہ چونکہ ان کے کلام کا اثر ایسا ہوتا ہے جیسے ساحروں کے کلام کا، کیونکہ جو آپ پر ایمان لے آتا ہے تو وہ اپنے کافر ماں باپ اور رشتہ داروں سے نفرت کرنے لگتا ہے، اور جادوگر بھی اپنے عمل سے میاں بیوی اور بھائی بھائی میں جدائیگی کر دیتا ہے، اس لئے اگر ان کو ساحر کہو تو بات چل جائے گی، حالانکہ یہ گنہگار خوب جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساحر بھی نہیں ہے، اسی کو قرآن نے انہ فکروا وقدرا الخ سے بیان کیا، اور اس پر لعنت فرمائی۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا. اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اور اس شخص کو اپنے اپنے حال پر رہنے دو جس کو میں نے مال و اولاد سے خالی اور اکیلا پیدا کیا (ظاہر ہے کہ بوقت پیدائش آدمی کے پاس نہ مال ہوتا ہے اور نہ اولاد، مراد اس سے ولید بن مغیرہ ہے جس کا قصہ تحریر ہو چکا، مطلب یہ ہے کہ ایسے منکروں کے معاملہ میں آپ غمگین نہ ہوں اور نہ ان کو مہلت ملنے سے تنگ دل ہوں بلکہ مجھ کو اور اس شخص کو اپنے اپنے حال پر چھوڑ دو میں ان سے خود نمٹ لوں گا) وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا الخ اور میں نے اس کو کثرت سے مال دیا، اور پاس رہنے والے بیٹے دیئے، (شہوداً کے لفظ سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کا اپنے پاس ہونا بھی ایک بڑا انعام ہے جو باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور سکون قلب کا ذریعہ ہے، اس کے دسویں بیٹے ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہتے اور مجلس میں باپ کی عزت بڑھاتے اور دھاک بٹھلاتے تھے اور تجارتی کاروبار اور دیگر کام کاج کے لئے نوکر چاکر بہت تھے۔ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا. اور میں نے سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا تھا، یعنی دنیا میں خوب عزت جمادی، چنانچہ تمام قریش ہر مشکل کام میں اسی کی طرف رجوع کرتے اور اس کو اپنا حاکم جانتے تھے۔ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ. پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ میں اس کو اور زیادہ دوں، (یعنی بجائے اس کے کہ مال و اولاد کے ملنے پر شکر بجالاتا اور ایمان لے آتا، اس نے یہ کیا کہ ہمیشہ بت پرستی کی، اور مزید مال جمع کرنے کی حرص و ہوس میں منہمک رہا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ) كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا. ہرگز نہیں، یعنی وہ شخص زیادہ دیئے جانے کے ہرگز قابل نہیں، کیونکہ وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے، کہ قرآن کو

۱۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس کے تیرہ بیٹے تھے، ایک قول یہ ہے کہ دس بیٹے تھے، مقاتل فرماتے ہیں کہ سات تھے یعنی ولید بن ولید، خالد، عمار، ہشام، عامر، قیس، عبد شمس، بلزکی ایک بھی تھی، ان بیٹوں میں تین بیٹے ہشام ابن ولید، ولید ابن ولید، خالد بن ولید مسلمان ہو گئے تھے۔

جادو اور کلام بشر کہتا ہے، (کہتے ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد اس کی ترقی بند ہوگئی، چنانچہ پھر نہ کوئی اولاد ہوئی اور نہ کچھ مال بڑھا، آخر فقیر ہو کر ذلت کے ساتھ مر گیا) (ترجمہ شیخ البند) سَارَهُقَهُ ضَعُوذًا۔ مذکورہ سزا تو دنیا میں ہوئی اور آخرت میں یہ سزا ملے گی کہ میں اس کو عنقریب یعنی مرنے کے بعد صعود پر یعنی دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا (حدیث ترمذی میں مرفوعاً ہے کہ صعود دوزخ میں ایک پہاڑ ہے، ستر برس میں اس کی چوٹی پر پہنچے گا پھر وہاں سے گر پڑے گا، پھر اسی طرح ہمیشہ چڑھے گا اور گرے گا، جب اس کی وہی عناد اور ناشکری ہے جو اوپر مذکور ہوئی، اور کچھ تفصیل اس کی یہ ہے کہ) إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ الخ اس نے سوچا، یعنی قرآن کی شان میں سوچا کہ کیا بات تجویز کروں، پھر سوچ کر ایک بات تجویز کی۔ ثُمَّ نَظَرَ پھر نگاہ کی، یعنی نظر اٹھائی کہ وہ تجویز کی ہوئی بات حاضرین سے کہوں۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ پھر منہ بنایا، (تا کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت و ناپسندیدگی ہے) اور زیادہ منہ بنایا۔ ثُمَّ أَذْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ۔ پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا اور غرور و تکبر کے انداز میں کہنے لگا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتُونَ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ کہ بس یہ تو جادو ہے جو اوروں سے منقول ہے، بس یہ تو آدمی کا کلام ہے، (مطلب یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے جس کو آپ کسی جادوگر سے نقل کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ متکبر شخص ولید بن مغیرہ پہلے قرآن کی حقانیت کا اقرار کر چکا تھا) آگے اس عناد کی سزا تفصیلاً بیان فرماتے ہیں جیسا کہ سارہقہ میں اجمالی سزا کا ذکر ہے۔

### لغات

**وَجِيدًا:** صفت مشبہ واحد مذکر، تنہا اکیلا، وَخَدٌ يَجِدُ (ض) وَخَدًا وَحِدَةً وَوَحْدَةً: اکیلا ہونا، ایک ہونا، تنہا ہونا۔ مَمْدُودًا: اسم مفعول واحد مذکر، کثیر (۲) کشادہ، مَدَّ (ن) مَدًّا بڑھانا، شَهُودًا: حاضر یعنی پاس رہنے والے، شَاهِدٌ كِي جَمْعُ شَهِدِ الْمَجْلِسِ (س) شُهُودًا: حاضر ہونا (مزید تفصیل در سورہ بروج) مَهْدُتٌ: ماضی واحد متکلم، مَهَّدَ الْأَمْرَ تَمَهِيدًا: کسی معاملہ کو آسان کرنا، ہموار کرنا، مہیا اور تیار کرنا۔ يَطْمَعُ: مضارع واحد مذکر غائب، طَمِعَ (س) طَمَعًا: چاہنا، لالچ کرنا۔ عَنِيدًا: صفت مشبہ واحد مذکر، مخالف، ضِدِّي عِنْدَ فَلَانٍ (ض) عِنْدًا وَغَنُودًا: مخالف ہونا، نہ ماننا، تکبر کرنا۔ أَرَهَقُ: مضارع واحد متکلم، أَرَهَقَ فَلَانًا (افعال) إِرْهَاقًا: پریشانی میں ڈالنا، کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ (حضرت تھانوی نے آیت کا وہ ترجمہ کیا ہے جو حاصل ترجمہ ہے)۔ ضَعُوذًا: مشقت، دشواری گزار گھائی (۲) دوزخ کے ایک پہاڑ کا نام، جَمْعُ أَصْعَدَةٍ وَضَعْدٌ. فَكَّرَ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعیل) فَكَّرَ تَفَكِيرًا: غور کرنا، سوچنا، عَبَسَ: ماضی واحد مذکر غائب، عَبَسَ: (ض) عَبَسًا وَغَبُوسًا: ترش رو ہونا، بَسَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، بَسَرَ (ن) بَسَرًا وَبُسُورًا: ترش رو ہونا، چہرہ پر شکن پڑنا، أَذْبَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، أَذْبَرَ إِذْبَارًا: پیٹھ پھیرنا، سِخْرٌ: مصدر از باب فتح، یہاں بطور حاصل مصدر مستعمل ہے بمعنی جادو، جَمْعُ اسْتِخَارٍ وَاسْتِخْوَرٍ. يُؤْتُونَ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، أَثَرَ الْحَدِيثِ (ن) أَثْرًا: بات نقل کرنا، بَشَرًا: انسان، واحد اور جمع دونوں کے لئے، تَشْبِيہ کے لئے بَشَرِينَ۔

۱۔ دراصل بشریہ ظاہری کمال کو کہتے ہیں اور ادمیہ باطنی سطح کو، انسان کو بشری اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی کمال ظاہر ہوتی ہے، دیگر حیوانات کی طرح بالوں سے چھپی نہیں رہتی۔

**ترکیب** ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ..... ذَرْ فعل امر، ضمیر انت قائل، نون وقایہ، یا ضمیر مفعول بہ معطوف علیہ، واو عاطفہ مَن اسم موصول، خَلَقْتُ فعل بفاعل، ضمیر مفعول محذوف ہے جو کہ ذوالحال ہے، و وحیداً حال ای مفرداً، خَلَقْتُ کمال جملہ معطوف علیہ۔ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا وَبَنِينَ شُهُودًا ..... وَوَعَدْتُ لَكَ مَا لَمْ نَحْمَدُكَ بِهِ مِن قَبْلُ، وَجَعَلْتُ فعل بفاعل، واو عاطفہ، جَعَلْتُ فعل بفاعل، لَہ متعلق ہو کر مفعول بہ ثانی، مَالًا مَمْدُودًا موصوف صفت معطوف علیہ واو عاطفہ، بَنِينَ شُهُودًا موصوف صفت معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ اول، فعل اپنے قائل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف علیہ معطوف۔ وَوَعَدْتُ لَكَ تَمْهِيدًا مَعطوف علیہ معطوف (لَہ متعلق مہدت کے، تمہیداً مفعول مطلق) لَمْ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ..... لَمْ حرف عطف، للترتیب مع التراخي، يَطْمَعُ فعل بفاعل، ان ازید بتاویل مصدر منسوب بزوع الخافض ای بَأَنْ أَزِيدَ جار مجرور متعلق يَطْمَعُ فعل کے، اور وہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر مَن اسم موصول کا صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف لفظ یا ضمیر پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے قائل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ متانفہ۔ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ..... كَلَّا حرف ردع وزجر، إِنَّہ حرف مشبہ بالفعل مع اسم، كَانَ فعل ناقص ضمیر ہو اس کا اسم، لِآيَاتِنَا متعلق عنیداً بمعنی جاہداً کے، صیغہ صفت اپنے قائل وغیرہ سے مل کر خبر کان کی، فعل ناقص مع اسم و خبر، حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ (تعلیل للردع) سَأَرَهُنَّ حَصُودًا ..... سَيْنَ برائے استقبال أَرْهَقُ فعل بفاعل، هَا ضمیر مفعول بہ اول، حَصُودًا مفعول بہ ثانی، (لَا نَأْرَهُنَّ مَضْمُونِ مَعْنَى أَكَلَفَهُنَّ)۔ فعل اپنے قائل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ۔ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ..... إِنَّهُ حرف مشبہ بالفعل مع اسم فَكَّرَ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، قَدَّرَ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (فَقِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ..... فَا عْتَرَضِيهِ قِيلَ جملہ فعلیہ معترضہ دعائیہ، كَيْفَ حال از ضمیر قَدَّرَ اور قَدَّرَ جملہ تعلیلیہ، ای تعلیل لقوله قِيلَ. ثُمَّ قِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ..... حسب سابق ترکیب ہو کر قِيلَ پر معطوف، وَكَلِمَةٌ لِّمَن لِّلدَّلَالَةِ عَلَىٰ أَنْ الثَّانِيَةِ أَبْلَغَ مِنَ الْأُولَىٰ) ثُمَّ نَظَرَ مَعطوف علیہ معطوف، یعنی ما قبل فَكَّرَ وَقَدَّرَ پر معطوف۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ ..... مختصر یہ کہ تمام جملے باہم معطوف و معطوف علیہ ہیں اور پھر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، اور حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ تعلیلیہ، اِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَرُ ..... اِنْ نَافِيَةٌ هَذَا مَبْتَدَأُ الْاِذَا حَصَرَ، سِحْرٌ يُؤْتَرُ موصوف صفت خبر، مَبْتَدَأُ مَعْ خَبْرٍ مَقُولُهُ قَالَ كَا۔ اِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ..... اِنْ نَافِيَةٌ هَذَا مَبْتَدَأُ الْاِذَا حَصَرَ، قَوْلُ الْبَشَرِ مرکب اضافی خبر، مَبْتَدَأُ مَعْ خَبْرٍ مَقُولُهُ قَالَ كَا۔

☆☆☆

۱۔ قولہ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا میں دوہرا احتمال یہ ہے کہ یہ ذَرْنِي کی ضمیر منسوب سے حال ہو یا خَلَقْتُ کی تاء ضمیر قائل سے حال ہو ای خَلَقْتَهُ وَحِيدًا لَمْ يَشْرِكْنِي فِي خَلْقِهِ أَحَدٌ فَانَا أَهْلُكَ وَلَا أَحْتَا جِ إِلَىٰ نَصِيرٍ۔  
 ۲۔ اگر أَرْهَقُهُ كَوَ اِكْلَفَهُ كے معنی میں نہ لیں تو حَصُودًا منسوب بزوع الخافض ہوگا، بعض نے اس کو تیسرا مانا ہے اور بعض نے مفعول نہیں۔

سَأْصِلِيهِ سَقْرًا ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقْرٌ ۚ لَا تَبْقَىٰ وَلَا تَذَرُ ۚ لَوْ أَحَاطَ لِلْبَشَرِ ۙ

میں اس کو جلدی دوزخ میں داخل کروں گا • اور تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے • نہ تو باقی رہے گی اور نہ چھوڑے گی • وہ بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی •

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۚ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۚ وَمَا جَعَلْنَا

اس پر انیس فرشتے ہوں گے • اور ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں اور ہم نے جو ان کی

عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لِيَسْتَيَقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

تعداد صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو، تو اسلئے تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں

وَيَزِدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ

اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے اور اہل کتاب اور مومنین شک نہ کریں

وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۙ

اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے، وہ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہے

كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ

اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کر دیتا ہے اور تمہارے رب کے

جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۙ

لشکروں کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا۔ اور دوزخ صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے •

### تشریح

یہاں سے ولید بن مغیرہ کے عناد کی سزا تفصیل سے بیان کرتے ہیں کہ سَأْصِلِيهِ سَقْرًا الخ میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا، اور تم کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے۔

لَا تَبْقَىٰ وَلَا تَذَرُ وہ ایسی ہے کہ نہ تو باقی رہنے دے گی یعنی دوزخیوں کی کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہے گی جو جلنے

سے بچ جائے، اور جو کفار داخل ہونے سے پہلے جہنم سے باہر ہوں گے ان کو اپنے اندر لئے بغیر نہ چھوڑے گی۔ لَوْ أَحَاطَ

لِلْبَشَرِ وہ جہنم جلا کر بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی، (یعنی کفار جب جہنم میں ڈالے جائیں گے تو وہاں ان کے چہرے

آگ سے مجلس کر کباب ہو جائیں گے، اور بدن کی حالت بگڑ جائے گی، اور شکلیں بدنما ہو جائیں گی کہ نیچے کا ہونٹ لنگ

کر ناف کو چھو لے گا، اور اوپر کا ہونٹ پھول کر کھوپڑی تک پہنچ جائے گا، اللَّهُمَّ أَعِدْنَا مِنَ النَّارِ، علیہا تِسْعَةَ

عَشْرًا دوزخ پر انیس فرشتے ہوں گے (جو جہنم کے خازن اور افسر ہیں جن میں سب سے بڑے ذمہ دار کا نام مالک ہے،

وہ فرشتے اہل دوزخ کو انواع انواع کا عذاب دیں گے، اگرچہ عذاب دینے کے لئے ایک فرشتہ بھی کافی ہے مگر انیس

فرشتوں کے مقرر ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عذاب کا بہت ہی اہتمام ہوگا اور خاص طور پر انیس ہی کیوں ہے تو اس عدد

میں جو نکتہ ہے اس کو حقیقۃ اللہ ہی جانتے ہیں، حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں ایک نکتہ بیان کیا ہے جس کو حاشیہ میں دیکھا جاسکتا ہے) وما جعلنا اصحاب النار الا ملئکة الخ انیس کا عدد سن کر مشرکین ٹھٹھا مذاق کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں، انیس ہمارا کیا کر لیں گے، اگر وہ کچھ طاقتور ہی ہوئے تو ہم میں سے دس دس ان کے ایک ایک کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں گے، ایک پہلوان بولا کہ سترہ کو تو میں اکیلا کافی ہوں، باقی دو فرشتوں کا تم لوگ مل کر کام تمام کر دینا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ انیس تو ضرور ہیں مگر آدمی نہیں بلکہ فرشتے ہیں جن کی قوت کا حال یہ ہے کہ ایک فرشتہ نے قوم لوط کی ساری بستی کو ایک بازو پر اٹھا کر پنک دیا تھا۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں۔ وَمَا جَعَلْنَا عَدْتَهُمُ الخ اور ہم نے جو ان کی تعداد (ذکر و حکایت میں) صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو، مراد اس سے انیس کا عدد ہے، تا کہ اہل کتاب یقین کر لیں یعنی سننے کے ساتھ ہی، اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے، اور اہل کتاب اور مومنین شک نہ کریں اور تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے یعنی شک کا مرض ہے وہ۔ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ شانہ کا کیا مقصود ہے۔ (الذین فی قلوبہم مرض میں مرض سے مراد نفاق بھی ہو سکتا ہے یعنی منافقین، یعنی یہ لوگ کہیں گے کہ انیس کے عدد سے خدا کی کیا غرض اور کیا مقصود ہے، (بھلا ایسی بے تکی اور غیر موزوں بات کو کون مان سکتا ہے، العیاذ باللہ)

**سوال** اگر مرض سے مراد نفاق لیں تو اس صورت میں اشکال یہ ہوگا کہ منافقین تو مدینہ میں ہوئے ہیں جب کہ یہ آیات مکی ہیں۔

**جواب** یہ ہے کہ یہ بات بطور پیشین گوئی کے ہے یعنی اللہ کو معلوم تھا کہ حضور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے

۱۔ کفار کو اصل عذاب عقاب و حدیقت پر ہوگا، اور عقاب و حدیقت جو عملیات کے قبیل سے نہیں تو ہیں، اور عقاب و حدیقت جو عملیات سے متعلق ہیں دس ہیں، لہذا اکل تعداد انیس ہوگی، وہ نو ہے ہیں (۱) اللہ پر ایمان لانا (۲) عالم کے حادث ہونے کا یقین رکھنا۔ (۳) فرشتوں پر ایمان لانا (۴) اللہ کی تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا۔ (۵) پیغمبروں پر ایمان لانا۔ (۶) تقدیر پر ایمان لانا۔ (۷) قیامت کے دن پر ایمان لانا۔ (۸) جنت کا یقین کرنا (۹) دوزخ کا یقین کرنا اور وہ دس یہ ہیں ان میں پانچ وہ ہیں جن کے وجود کا اعتقاد ضروری ہے (۱) کلمت ہاشداتین (۲) اقامت صلوٰۃ (۳) اتاء زکوٰۃ (۴) صوم رمضان (۵) حج بیت اللہ، اور پانچ وہ ہیں جن کے حرام ہونے کا اعتقاد ضروری ہے (۱) سرقہ (۲) زنا (۳) قتل، خصوصاً قتل اولاد (۴) بہتان (۵) عصیان فی معروف جس میں نیت، ظلم، پیچیدگی کا مال ناجائز طور پر کھانا، یہ کل انیس عدد ہوئے، شاید ایک ایک عقیدہ کے مقابلہ میں ایک ایک فرشتہ مقرر ہو اور چونکہ ان سب میں ایک ہی عقیدہ بڑا ہے یعنی توحید، اس لئے ان فرشتوں میں بھی ایک فرشتہ سب سے بڑا مقرر ہوا، یعنی مالک و اللہ اعظم۔ (بیان القرآن) ترجمہ شیخ الہند میں حضرت شاہ عبدالعزیز کا قول نقل کیا ہے کہ جہنم میں انیس قسم کے عذاب دیئے جائیں گے ہاں طور کہ ایک عذاب پر ایک فرشتہ مقرر ہو کیونکہ ایک فرشتہ سے ایک ہی قسم کا عذاب دوزخیوں پر ہو سکتا تھا، دوسری قسم کا عذاب جو اس کے دائرہ استعداد سے باہر ہے ممکن نہ تھا جیسے حضرت جبرئیل وحی تو لاسکتے ہیں مگر پانی برسانا ان کا کام نہیں، ملک الموت لاکھوں آدمیوں کی جان ایک آن میں نکال سکتا ہے مگر عورت کے پیٹ میں ایک بچہ کے اندر جان نہیں ڈال سکتا، علی ہذا القیاس آگہ کچھ کہتی ہے سن نہیں سکتی، کان ہزاروں آوازیں سن سکتا ہے گرد کچھ نہیں سکتا، تفصیل در تفسیر عزیزی۔

۲۔ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اولاً تو ایک فرشتہ ہی سب کے لئے کافی ہے اور انیس کا عدد جو یہاں بتلایا گیا ہے یہ ان فرشتوں کے بڑوں اور ذمہ داروں کا عدد ہے ان میں سے ہر ایک کے تحت لاکھوں فرشتے ہیں جو کفار و کفار کو عذاب دیں گے۔

۳۔ عمود حق کے بعد بیٹے مگر ہو جاتے ہیں اور بیٹے مترادف یعنی شک کرنے والے۔

جائیں گے، اور وہاں منافق بھی ہوں گے، جو اس قسم کا مذاق کریں گے جو نزول آیت کے وقت اہل مکہ کر رہے ہیں۔

**اہل کتاب کے یقین کی وجہ** ان کے یقین کر لینے کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ فرشتوں کے انیس ہونے کا عدد ان کی کتاب میں بھی لکھا ہوا ہے لہذا انہیں بھی یہ ہو سکتی ہے کہ عدد ان کی کتاب میں نہ ہو لیکن وہ فرشتوں کی قوت کے قائل تھے (لہذا انہیں بھی تھوڑے نہیں، پس یقین سے مراد عدم انکار و عدم استہزاء ہے، لیکن توجیہ اول ظاہر ہے، بیان القرآن)

**اہل ایمان کے ایمان میں زیادتی کی وجہ** مومنین کے ایمان میں زیادتی کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اہل کتاب کے یقین کو دیکھ کر مومنین کا ایمان کیفیت کے اعتبار سے قوی ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی سابق کی خبر دے رہے ہیں اس لئے آپ ضرور نبی برحق ہیں۔

اور دوسری وجہ ایمان میں زیادتی کی یہ ہے کہ مومنین ایمان تو رکھتے ہی تھے مگر جب کوئی اور مضمون نازل ہوتا تو اس پر بھی ایمان لے آتے، لہذا کمیت و مقدار کے اعتبار سے ایمان میں زیادتی ہوئی، اور ولایہ قلاب کو تاکید کے لئے بڑھایا تاکہ یقین کا اثبات اور شک کی نفی دونوں کی تصریح ہو جائے۔

آگے فریقین کے حال پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ **كَذَلِكَ يَضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ** الخ اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے، (ایک ہی چیز سے بد استعداد آدمی اس کو انسی مذاق میں ٹال کر گمراہ ہو جاتا ہے اور جس کے دل میں خوف خدا ہو اس کے ایمان و یقین میں ترقی ہوتی ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا کہ انیس کا عدد سن کر بعض ٹھٹھا اور شک کرنے لگے اور بعضوں کا ایمان قوی اور مضبوط ہوا)۔ **وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ** تمہارے رب کے لشکروں کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا (یعنی اللہ کے بے شمار لشکروں یعنی فرشتوں کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، انیس تو صرف کارکنان جہنم کے افسران ہیں جن کے اعموان و انصار بہت کثرت سے ہیں چنانچہ حدیث مسلم میں ہے کہ جہنم کو اس حال میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی، اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں گے)۔ **وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشَرِ** اور روزخ یعنی اس کا حال بیان کرنا صرف لوگوں کی نصیحت کے لئے ہے، تاکہ وہاں کے عذاب کو سن کر ڈریں اور ایمان لائیں (افسران جہنم کے عدد کی قلت یا کثرت وغیرہ کو بیان کرنا مقصود اصلی نہیں)

**ضمائم کے مراجع** وما يعلم جنود ربك الا هو: ہو ضمیر کا مرجع اللہ، وما ہی ای مقدر، او عِدَّة

الخزنة او السورة. (منظہری)

**لغات** أَصْلِيهِ مَضَارِعٌ وَاحِدٌ مَكْتَلَمٌ، أَصْلَاهُ النَّارُ (الفعال) إِضْلَاءٌ: آگ میں ڈالنا، مادہ صَلَّى، صَلَّى النَّارَ

۱ اگر اب یہ عدد ان کی کتاب میں نہ ہو تو ممکن ہے کتابوں میں تحریف کی وجہ سے وہ ضائع ہو گیا ہو۔

۲ وحی سابق سے مراد اہل کتاب کی کتابوں کی خبر ہے یعنی ان کی کتابوں میں جہنم کے کارکنان کا انیس عدد ہونا مذکور ہے۔

(س) صَلَّى وَصَلِيًّا: آگ میں جلنا، سَقَر: آگ، جہنم کا ایک نام، غیر منصرف ہے برہائے علیت (تانیف، سَقَر سے ماخوذ ہے سَقَر النَّارُ (ن) سَقَرًا: مجلس دینا۔ لَا تَبْقَى: مضارع متغی واحد مؤنث غائب، (افعال) باقی رکھنا، مادہ بَقِيَ، بَقِيَ (س) بَقَاءً: باقی رہنا۔ لَوْاحَةٌ اسم مبالغہ، رنگ بدل دینے والی۔ لَاح (ن) لَوْحًا: رنگ بدلنا، متغیر کرنا، مجلس دینا۔ بَشْرٌ، بَشْرَةٌ کی جمع، کھال، ظاہری جلد۔ عَدْتَهُمْ: اسم، مقدار، تعداد، جمع عَدَدٌ، لفتہ مصدر از باب (ض) بطور اسم معنی ہوں گے آزمائش (۲) گراہٹی۔ يَسْتَقِينُ: مضارع واحد مذکر غائب اِسْتَيْقَانًا (استفعال) یقین کرنا۔ يَزِدَادُ: مضارع واحد مذکر غائب، از دَادَ اِزْدِيَادًا، (الفعال) زیادہ ہونا، بڑھنا، اصل میں از تاد تھا، افعال کے فاکلمہ میں زاء واقع ہونے کی وجہ سے قاتفعال کو ال سے بدل دیا، مادہ زیدہ ہے، زاد (ض) زیادۃً: زیادہ ہونا (دیکھئے علم الصیغہ) يَوْتَابُ: مضارع واحد مذکر غائب، اِوْتَابَ فِيهِ وَبِهِ (الفعال) اورتیابا: شک وشبہ کرنا، مادہ رَبَّتٌ ہے، رابہ (ض) رَبَّيْنَا وَرَبِيَّةٌ: شک میں ڈالنا (یوتاب اصل میں يَوْتَيْبٌ تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا) مَرَضٌ: اسم بمعنی بیماری جمع امراض، نیز مصدر بھی ہے از مَرَضَ (س) مَرَضًا: بیمار ہونا۔ يَضِلُّ: مضارع واحد مذکر غائب، اَضَلَّ (الفعال) اَضَلَّ: گمراہ کرنا، ضَلَّ (ض) ضَلَّ: ضللاً گمراہ ہونا، جنود: جُنْدٌ کی جمع، لشکر، فوج۔ ذَكَرَى: مصدر از باب نهر، نصیحت کرنا (اسم بمعنی نصیحت، جمع ذکریات)

**ترکیب** سَأْصِلِيهِ سَقَرٌ..... سین حرف استقبال، اَصْلِيٌّ فعل، ضمیر انا فاعل، مَا ضمیر مفعول بہ اول، سَقَرٌ مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ متانفہ۔ وَمَا اَذْرَكَ مَا سَقَرٌ..... واو استخانیہ ما اسم استفہام مبتدا، اذری فعل بفاعل جس کا مرجع ما ہے، کاف مفعول بہ اول، مَا اسم استفہام مبتدا، سَقَرٌ خبر، مبتداع خبر، مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر خبر، مبتداع خبر جملہ اسمیہ متانفہ۔ لَا تَبْقَى وَلَا تَذَرُ..... معطوف و معطوف علیہ جملہ متانفہ بیانیہ (هذه الجملة والجملتان بعدها مستانفات لیان تفخیم شان سَقَر، مظهری)۔ لَوْاحَةٌ لِلْبَشْرِ..... ہی مبتداع محذوف لَوْاحَةٌ لِلْبَشْرِ خبر، (للشیر متعلق لواحۃ کے) مبتداع خبر جملہ اسمیہ متانفہ بیانیہ حسب سابق۔ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشْرَ..... علیہا جار مجرور ثابت محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم تِسْعَةَ عَشْرَ ای تِسْعَةَ عَشْرَ ملکا، ممیز تمیز مل کر مبتداع مؤخر، مبتداع خبر جملہ متانفہ بیانیہ، حسب سابق، وَمَا جَعَلْنَا اصْحَابَ النَّارِ اِلَّا مَلَائِكَةً..... واو استخانیہ، مَا جَعَلْنَا فعل بفاعل، اصْحَابَ النَّارِ، مرکب اضافی مفعول بہ اول، اِلَّا اداة حصر، مَلَائِكَةً مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا لَفِئَةً

۱۔ لغت میں فن کے معنی ہیں سونے کو آگ میں پکا کر کھرا کھونا یا پختا، قرآن کریم میں لفظ فتنہ اور اس کے مشتقات مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں مثلاً آزمائش، آزمائش کرنا، مصیبت، نفاذ، کفر، گمراہی، تکلیف دینا، عذاب، تجسس وغیرہ۔

۲۔ سَقَرٌ کو منصوبہ بزور الخافض بھی مان سکتے ہیں، انی فی سقر بتطہین اصلہ معنی آخرتہ زحری نے صاحبہ سَقَرٌ کو سازہفہ صعوداً سے مل کر اردو کیا ہے۔

۳۔ اِطَّحَرَ حَالٌ سَقَرٌ، و العامل لہا معنی العظیم فی قولہ ما سقر یا حال پہلے سقر سے۔

۴۔ اِطَّحَرَ حَالٌ سَقَرٌ، و العامل لہا معنی العظیم فی قولہ ما سقر یا حال پہلے سقر سے۔

للذین کفروا..... واو عاطفہ ما جعلنا فعل بفاعل، عدتہم مرکب اضافی مفعول بہ اول، الا اداتہ حصر، فصنۃ موصوف لام جارہ الذین کفروا اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنۃ کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ مستانہ (آنے والے جار مجرور ما جعلنا ثانی کے متعلق ہیں) لِیَسْتَقِیْنَ الذین اَوْتُوا الکِتَابَ وَيَزِدَادُ الذِّیْنَ اٰمَنُوا اٰیْمَانًا لام تعلیلیہ، یستقین فعل، الذین اسم موصول اوتوا فعل، واو ضمیر نائب فاعل، الکتب مفعول بہ ثانی اوتوا کا (اور مفعول بہ اول وہ ہے جو کہ نائب فاعل ہے) فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ یزداد فعل، الذین آمنوا اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ایمانا تیز اس نسبت سے جو یزداد فعل کی الذین فاعل کی طرف سے ای یزداد ایمانہم، الغرض فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، ولا یرتاب الذین اوتوا الکتب..... واو عاطفہ لا یرتاب فعل الذین اسم موصول، اوتوا الکتب حسب سابق ترکیب ہو کر صلہ اسم موصول مع صلہ معطوف علیہ، المؤمنون معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، تینوں معطوفات مل ملا کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور پھر معطوف علیہ یعنی لیستقین الخ وَلِیَقُوْلَ الذِّیْنَ فِی قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ وَ الْکٰفِرُوْنَ مَا ذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا..... واو عاطفہ لام تعلیلیہ، بقول فعل الذین اسم موصول فی قلوبہم ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم، مرض مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر صلہ، اسم موصول مع صلہ معطوف علیہ، الکافرون معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، ماذا اسم استفہام مفعول بہ مقدم۔ اَرَادَ اللّٰهُ فعل بفاعل، بہذا متعلق اراد کے، مثلاً حال هذا سے، (ای کونہ مشابہا للمثل) فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور معطوف لیستقین پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ما جعلنا ثانی کے۔ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَاءُ وَّیَهْدِی مَنْ یَّشَاءُ..... کذلک مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق ای یضل اضلالاً مثل ذلک، یضل فعل، اللہ فاعل، من یشاء اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ یهدی من یشاء جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، وما یعلم جنود ربک الا هو..... واو عاطفہ ما یعلم فعل جنود ربک مرکب اضافی مفعول بہ، الا اداتہ حصر، هو فاعل، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، وما ہی الا ذکری للبشر..... واو عاطفہ ما تانی ہی مبتدا، الا اداتہ حصر ذکری للبشر خبر (للبشر متعلق ذکری کے) مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ مستانہ۔

**ثالثہ** قولہ علیہا تسعة عشر، یہاں تیز یعنی ملکاً کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ جب تیز سیاق کلام سے مفہوم

۱۔ قولہ ماذا الخ ما اسم استفہام کو متبدل اور ما بعد کو خبر بنا کر بھی صحیح ہے یعنی ذا اسم موصول ما بعد صلہ سے مل کر خبر۔

ہو رہی ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

**احواء** اضلاً مثل ذلك: موصوف و صفت، مثل ذلك مضاف مضاف الیہ سے مل کر صفت ہے، اب یہ یاد رکھئے کہ مثل غیر، شبہ و غیرہ اضافت کے باوجود بھی نکرہ ہی رہتے ہیں۔ (تفصیل در "مشکل ترکیبوں کا حل")

كَلَّا وَالْقَمَرَ ۝ وَاللَّيْلَ إِذَا أَذْبَرَ ۝ وَالصُّبْحَ إِذَا أَسْفَرَ ۝ إِنَّهَا لَأُحْذَى الْكُبْرَى ۝

یا تحقیق قسم ہے چاند کی • اور رات کی جب جانے لگے • اور صبح کی جب روشن ہو جائے • کہ وہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے •

نَذِيرًا لِلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝

جو انسان کیلئے بڑا ڈراوا ہے • یعنی تم میں جو آگے کو بڑھے اس کے لئے بھی یا جو پیچھے کو بٹھے اس کیلئے بھی •

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝ فِي جَنَّتٍ قَدْ يَتَسَاءَلُونَ ۝

ہر نفس اپنے اعمال کے بدلے میں محبوس ہوگا • مگر دائیں والے کہ وہ یہ سبوں میں ہوں گے مجرموں کا حال

عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِينَ ۝

پوچھتے ہوں گے • کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا • وہ کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے •

وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِينِ ۝ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ وَكُنَّا نَكْذِبُ

اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے • اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں رہا کرتے تھے • اور قیامت کے دن کو

يَوْمَ الدِّينِ ۝ حَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِينَ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝

جھٹلایا کرتے تھے • یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی • سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی •

**تشریح** یہاں سے جہنم کی سزاؤں کا کسی قدر بیان ہے جس میں ذکر می للبشر کے اجمال کی تفصیل ہے، پس

ارشاد ہے كَلَّا وَالْقَمَرَ یا تحقیق قسم ہے چاند کی (کلا بمعنی حقا ہے) اور رات کی جب وہ جانے لگے، اور صبح کی

جب وہ روشن ہو جائے۔ إِنَّهَا لَأُحْذَى الْكُبْرَى یہ جواب قسم ہے، اور انہا کی ہاضمیر کا مرجع سقر ہے، جس کا ذکر اوپر

کی آیات میں آیا ہے، فرماتے ہیں کہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے یعنی جہنم بڑی بڑی آفتوں اور مصیبتوں میں سے ایک

ہے، جو انسان کے لئے بڑا ڈراوا ہے، یعنی تم میں جو آگے بڑھے اس کے لئے بھی (یعنی خیر اور نیکی کی طرف بڑھے) یا جو

پیچھے بٹھے اس کے لئے بھی، (یعنی جو خیر سے پیچھے بٹھے) مطلب یہ ہے کہ سقر جمع مکلفین کے لئے بڑے ڈراوے کی

چیز ہے۔

**تسم و حواء قسم میں مناسب** چونکہ اس انداز اور ڈرانے کے نتائج قیامت میں ظاہر ہوں گے اس لئے

ملل معارف القرآن میں لکھا ہے کہ یہاں تقدم سے مراد تقدم الی الایمان والاطاعہ ہے، اور تاخر سے مراد ایمان و طاعات سے پیچھے ہٹنا ہے۔

قسم ایسی چیزوں کی کھائی گئی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے، چنانچہ قرم کی قسم کھائی گئی تو قرم کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ ہے، اس عالم کے نشوونما اور پھر اضمحلال و فنا کا، اسی طرح اس عالم دنیا کو اس عالم آخرت کے ساتھ حقائق کی پوشیدگی اور اس کے ظہور میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ، پس اس عالم کا ختم ہونا مشابہ ہے رات گذر جانے کے، اور اس عالم کا ظہور مشابہ ہے اسفار صبح یعنی نور صبح کے پھیل جانے کے، آگے دنیا اور اہل دنیا کے بعض احوال کا بیان ہے چنانچہ فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ۔ یعنی ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) کے بدلہ میں دوزخ میں مجبوس ہوگا، یعنی اعمال کفریہ کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں ہمیشہ ہمیش کے لئے مقید و مجبوس رہے گا، مگر دانے والے، یعنی وہ مومنین کہ جن کے نامہ اعمال ان کے دانے ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے مجبوس فی النار نہ ہوں گے، بلکہ وہ لوگ یا تو اپنے گناہوں کے بقدر سزا بھگت کر مغفرت حاصل کر لیں گے یا بغیر کسی سزا کے محض شفاعت یا محض فضل خداوندی سے ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ (تفسیر مظہریؒ)

لِيٰ جَنَاتٍ يَتَسَاءَلُونَ۔ اے ہم فی جنات الخ اصحاب الیمین یہشتوں میں ہوں گے، اور مجرموں یعنی کفار کا حال (خود ان کفار ہی سے) پوچھتے ہوں گے۔

**سوال** جنت و دوزخ کے درمیان تو بہت دوری ہوگی تو پھر کس طرح اہل جنت اہل دوزخ سے ان کا حال پوچھیں گے۔

**جواب** یہ ہے کہ بہت سی آیات سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں مقاموں کے درمیان کچھ ایسی راہیں ہوں گی جن سے باوجود دوری و فاصلہ کے ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور ایک دوسرے سے سوال و جواب کریں گے سورہ اعراف میں ہے وَنَادَى اصْحَابُ الْجَنَّةِ اصْحَابَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا مَا سَلَكْتُمْ لِيٰ سَفَرًا۔ اصحاب الیمین اہل دوزخ سے سوال کریں گے اور یہ سوال زبردستی کے لئے ہوگا کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریبوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے، (یعنی غریبوں کی ضروریات پر خرچ نہیں کرتے تھے)۔ وَ كُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْفَاحِشِيْنَ اور جو لوگ دین حق کے ابطال کے مشغلہ میں رہتے تھے ہم بھی ان مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ مشغلہ میں رہا کرتے تھے، (اور ان سے بیزاری کا اظہار نہ کرتے تھے)۔ وَ كُنَّا نَكْتُمُ النَّارَ اور ہم قیامت کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ اسی حالت میں ہم کو موت آگئی، (لہذا ان حرکات کے جرم میں ہم دوزخ میں آئے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفار، فروع ایمان یعنی نماز روزہ اور دیگر

۱۔ اس موقع پر اور بھی چند اقوال کتب تفسیر میں مذکور ہیں، جن کو یاد کرنے کی سال سوم و دوم کے طلبہ عزیز کے لئے چنداں ضرورت نہیں ہے، من شاء فلیطالع الكتب الكبریة، دوسری بات یہ ہے کہ آیت بالا میں اصحاب الیمین مقابل اصحاب الشمال کے ہے اس لئے مقررین کو بھی مثال ہے جس کی تفصیل سورہ الواقعة میں آگئی کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں (۱) اصحاب الیمین، (۲) اصحاب الشمال، (۳) مقررین، حاصل کلام یہ ہے کہ مومنین مجبوس فی النار پیدا کی قید سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ جنتی اور دوزخی لوگوں کی بات چیت میں باہمی بعد دوری کی وجہ سے جوشہ ہوتا ہے کہ یہ آخر کس طرح ہوگا تو آج کل ریڈیو، ٹیلیویژن، ٹیلیفون اور موبائل نے اس شے کو بالکل ختم کر دیا اور جب تو اس پر ہے کہ ٹیلیویژن میں بات کرنے والے کی تصویر اور حرکات و سکنات سب نظر آتی ہیں۔

احکام شرع کے مکلف ہیں بلکہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جہنم میں دو چیزیں ہوں گی، ایک عذاب، دوسرے شدت عذاب، پس ممکن ہے کہ کافر کا ایمان نہ لانا یعنی انکا کفر و شرک نفس عذاب کا سبب ہو، اور ترک صلوٰۃ وغیرہ زیادتی عذاب و شدت عذاب کا سبب ہو۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ: سو حالت مذکورہ میں ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی (یعنی کوئی بھی ان کی سفارش نہ کر سکے گا لقولہ تعالیٰ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ)

**لغات** أَسْفَرَ: ماضی واحد مذکر غائب، أَسْفَرَ الصُّبْحُ إِسْفَارًا: صبح کاروشن ہونا، سَفَرَ الصُّبْحُ (ض) سُفُورًا: صبح ہونا، صبح کی روشنی پھیلنا۔ كَبَّرَ: کبیری اسم تفضیل کی جمع ہے، بڑی، کبیر (ك) كَبَّرًا و كَبْرًا: شان و مرتبہ میں بڑا ہونا۔ فَلَذِيوًا: رکو ع ۲ میں گذر چکا۔ يَتَقَدَّمُ: مضارع واحد مذکر غائب، تَقَدَّمَ تَقَدَّمَا (تفعّل) آگے بڑھنا، يَتَأَخَّرُ: مضارع واحد مذکر غائب، تَأَخَّرَ تَأَخَّرَا: پیچھے ہٹنا، كَسَبَتْ: ماضی واحد مؤنث غائب، كَسَبَ (ض) كَسَبًا کام کرنا۔ رَهِينَةٌ: صفت مشبہ واحد مؤنث، فَعِيلٌ بمعنی مفعول (مرہونہ) گروی رکھا ہوا، اسی کو حضرت تھالوٹی نے مجبوس ہونے سے تعبیر کیا ہے، بِالْفَاظِ دیگر پھنسا ہوا) رَهَنَ (ف) رَهْنًا: گروی رکھنا۔ الْيَمِينِ: دائیں سمت، داہنا ہاتھ جمع أَيْمُنٍ و أَيْمَانٍ۔ الْمُجْرِمِينَ: رکو ع ۱۲ میں گذر چکا۔ سَلَكْتُكُمْ: ماضی واحد مذکر غائب، سَلَكْتُ فَلَأَنَا فی الْمَكَانِ (ن) سَلَكًا و سَلُوكًا: داخل کرنا۔ نَطَعُمُ: مضارع جمع متکلم، أَطَعَمَ أَطَعَامًا (افعال) کھانا کھلانا۔ نَخَوْضُ: مضارع جمع متکلم، خَاوِضٌ فی الْحَدِيثِ (ن) خَوْضًا: باتوں میں مشغول ہونا، اسی سے خَائِضِينَ اسم فاعل جمع مذکر ہے (در اصل خَاوِضِينَ تھا، الف فاعل ساکنہ کے بعد واو واقع ہوا لہذا ہمزہ سے بدل گیا)۔ الْيَقِينِ: موت۔ تَنْفَعُهُمْ: مضارع واحد مؤنث غائب، نَفَعٌ (ف) نَفْعًا: نفع پہنچانا، شَفَاعَةٌ: مصدر ہے، (بمعنی حاصل مصدر بھی مستعمل ہے سفارش) شَفَعٌ لاحد (ف) شَفَعًا و شَفَاعَةً: سفارش کرنا، شَافِعِينَ: اسم فاعل جمع مذکر از شَفَاعَةٌ (ف)۔

**ترکیب** كَلَّا وَالْقَمَرَ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ وَالصُّبْحِ إِذَا اسْفَرَ..... کلاً حرف ردع و زجر، واو جارہ و قسیمہ، القمر معطوف علیہ، واو عاطفہ اللیل معطوف علیہ معطوف، إِذَا أَدْبَرَ مضاف مع مضاف الیہ طرف ہے، فعل محذوف أَقْسِمُ کا، یا تقدیر عبارت و عظمت اللیل إِذَا أَدْبَرَ مانی جائے، اب عظمت کا طرف ہوگا۔ واو عاطفہ الصبح معطوف، تینوں معطوفات مل ملا کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق فعل محذوف أَقْسِمُ کے، إِذَا اسْفَرَ إِذَا أَدْبَرَ کی طرح، فعل اپنے فاعل اور متعلق وغیرہ سے مل کر قسم، إِنَّهَا لِأَخْدَى الْكَبِيرِ..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل هَا ضمیر اس کا

۱ کسی کافر کی شفاعت کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی، اور اگر کوئی شفاعت کرے تو قبول نہیں ہوگی، خواہ سب شفاعت کرنے والے ل کر زور لگائیں، اسی آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اگر چہ وہ گناہ گار ہوں شفاعت نفع دے گی، جیسا کہ بہت سی احادیث صحیحہ میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء و صلحاء بلکہ عام مومنین کا دوسروں کی شفاعت کرنا اور اس کا قبول ہونا ثابت ہے۔ (معارف)

۲ دراصل صفت مشبہ کا صیغہ ہے یقین (س) یقنا و یقینا: واضح اور یقینی ہونا، اور موت کا آنا چوں کہ یقینی ہے اس لئے موت کو یقین سے تعبیر کرتے ہیں۔ باب (س) سے یقین مصدر بھی ہے۔

۳ اس سلسلہ میں پوری تفصیل پارہ ۴م میں ہے، واللہ اذا عنقن کے تحت (اور جلال الدین محلی نے کلا کو اداۃ استفہام قرار دیا ہے، اعراب القرآن)

اسم، لام مطلقہ، احدی الکبر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جواب قسم۔  
 نَذِيرًا لِلْبَشَرِ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يُتَّقِدَّمَ أَوْ يُتَأَخَّرَ۔ للبشر متعلق نذیراً کے اور نذیراً حال احدی سے  
 (والعامل فیہا ماتضمنتہ ای اُنہا شدیدۃ حال کونہا ذات الذاہر اور نذیراً کو مذکر لایا گیا اس لئے کہ  
 احدی بمعنی العذاب ہے اور عذاب مذکر ہے، بیان القرآن) لمن شاء الخ لام جارہ من اسم موصول شاء فعل  
 بفاعل منکم حال شاء کی ضمیر فاعل سے، اَنْ یُتَّقِدَّمَ او یُتَأَخَّرَ معطوف معطوف علیہ بتاویل مصدر مفعول بہ شاء کا،  
 اور وہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور بدل للبشر سے، الغرض انہا لاحدی الکبر جواب قسم، اور جملہ  
 القسم جملہ متانفہ۔ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ اِلَّا اَصْحَابَ الْيَمِينِ..... کل نفس مبتدا بما کسبت  
 متعلق رہینۃ کے (بما میں ما موصول، یا مصدر یہ) رہینۃ خبر، (الآ اداة استثناء) اصحاب الیمین مرکب  
 اضافی متشقی متصل کل نفس سے (اور اگر کل نفس سے کافر نفس مراد ہو تو متشقی منقطع) مبتدا مع خبر جملہ متانفہ۔  
 فی جنات ای ہم فی جنات، فی جنات مستقرون یا موجودون محذوف کا متعلق ہو کر خبر مبتدا محذوف ہم  
 کی، یتسائلون عن المجرمین..... جملہ فعلیہ خبر ثانی (عن المجرمین متعلق یتسائلون کے۔ مبتدا اپنی دونوں  
 خبروں سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ) کانہا جواب سوال مقدر نشأ من الاستثناء والتقدير لما شانہم و حالہم)  
 ما سلكکم فی سقر..... ما اسم استفہام مبتدا سلكکم فی سقر جملہ فعلیہ خبر، مبتدا مع خبر مقولہ ای قائلین  
 ما سلكکم فی سقر، اور یہ حال یتسائلون کی ضمیر فاعل سے) قالوا لم نک من المصلین..... قالوا فعل  
 بفاعل، لم نک فعل ناقص، ضمیر نحن اس کا اسم، من المصلین متعلق ثابتین کے ہو کر خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر  
 جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم نک نُطِعِ الْمَسْكِينِ معطوف علیہ معطوف، (نُطِعِ الْمَسْكِينِ خبر فعل ناقص کی)  
 و کنا نخوض مع الخائضین..... معطوف علیہ معطوف (مع الخائضین متعلق نخوض کے، اور وہ خبر) و کنا  
 نكذبُ بیوم الدین معطوف، (بیوم الدین متعلق نكذب کے) حَتَّى اتانا الیقین..... حتی حرف جر و رعایت  
 اتانا الیقین جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق مذکورہ افعال کے (ای الغایۃ للامور الاربعۃ) تمام  
 معطوفات مل ملا کر مقولہ قالو کا، اور قالوا الخ جملہ متانفہ بیانیہ، فما تنفعهم شفاعۃ الشافعین..... فا جزائیہ  
 ای اذا کان هذا امرهم فما تنفعهم الخ ما نافیہ تنفع فعل ہم مفعول بہ، شفاعۃ الشافعین مرکب اضافی  
 قائل، جملہ فعلیہ جزاء۔

۱۔ نذیراً کو احدی الکبر سے تیز بھی ماسکتے ہیں ای بجمعہ مصدر بمعنی الانذار کسبہ بمعنی الانکار (روح، اعراب القرآن) اور بھی بہت  
 سارے اس میں ترکیبی احتمالات ہیں مثلاً ایک یہ کہ یہ حال ہو اس چیز سے جس پر جملہ دلالت کر رہا ہے ای غفمت نذیراً و هو قول لا باس بہ اعراب القرآن۔  
 ۲۔ بعض نے فی جنات کو ضمیر یتسائلون سے حال مانا ہے اور یتسائلون جملہ متانفہ۔  
 ۳۔ ما سلكکم الخ مقولہ سے بقولون محذوف کا اور وہ جملہ متانفہ۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذِكْرِ مُعْرِضِينَ ﴿۱۹﴾ كَانَهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَفِرَّةٌ ﴿۲۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۲۱﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنشَرَةً ﴿۲۲﴾

تو ان کو کیا ہوا کہ اس نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں • گویا کہ وہ وحشی گدھے ہیں • جو شیر سے

بھاگے جارہے ہیں • بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے (آسانی) نوشتے دئے جائیں •

كَلَّا بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿۲۳﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذَكُّرَةٌ ﴿۲۴﴾ فَمَنْ شَاءَ ذَكَّرَهُ ﴿۲۵﴾

ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ آخرت سے نہیں ڈرتے • ہرگز نہیں یہ قرآن نصیحت ہے • سو جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کر لے •

وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۲۶﴾

اور بدون خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کریں گے، وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہئے، اور (وہی ہے) جو معاف کرتا ہے •

ع  
۱۶

### تشریح

مذکورہ آیت میں کفار کے اعتراض و روگردانی پر تفریح ہے کہ جب کفر و اعراض کی بدولت ان کی یہ گت

بننے والی ہے کہ ان کے حق میں کسی کی شفاعت بھی قبول نہ ہوگی تو ان کو کیا ہوا کہ وہ اس نصیحت قرآنی سے روگردانی کرتے

ہیں کہ گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جارہے ہیں (اس تشبیہ میں کئی امر کی رعایت ہے، اول تو گدھا بے وقوفی

اور حماقت میں مشہور ہے، دوسرے اس کو وحشی اور جنگلی فرض کیا جس کو گورخر (جنگلی گدھا) کہتے ہیں کہ وہ ایسی چیزوں سے

بھی بلاوجہ ڈرتا اور بدکتا ہے جو چیزیں ڈرنے کی نہیں ہوتی، تیسرے شیر سے اس کا ڈرنا فرض کیا کہ اس صورت میں اس کا

بھاگنا انتہائی درجہ کا ہوگا۔ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ ان کے قرآن سے اعراض کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ اس

قرآن کو بزم خود جحیت میں کافی نہیں سمجھتے بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے آسانی نوشتے اور روتے

دئے جائیں (جیسا کہ درمنثور میں قتادہ سے مروی ہے کہ بعضے کفار نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کا

اتباع کریں تو خاص ہمارے نام آسان سے ایسے نوشتے آئیں جن میں آپ کے اتباع کا حکم لکھا ہوا ہو۔) كَلَّا بَلْ

لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ان کی اس بیہودہ درخواست کا رد ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا (کیونکہ نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ ان

لوگوں میں اس کی لیاقت و اہلیت ہے) اور ان کی یہ بیہودہ درخواستیں کچھ اس لئے نہیں کہ اگر ایسا کر دیا جائے تو واقعی یہ

لوگ مان لیں گے بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتے، (اس لئے حق کی طلب نہیں ہے،

اور یہ درخواستیں محض ہٹ دھرمی کی بناء پر ہیں، حتیٰ کہ اگر ان کی یہ درخواستیں پوری بھی ہو جائیں تب بھی یہ لوگ اتباع نہ

کریں گے، لقولہ تعالیٰ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرطَابٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا

الاسحَرُ مَبِينٌ) كَلَّا إِنَّهُ تَذَكُّرَةٌ جب اس درخواست کا بیہودہ ہونا ثابت ہو گیا تو یہ ہرگز نہیں (ہو سکتا بلکہ) یہ قرآن

نصیحت ہے یعنی نصیحت کے لئے بس یہ قرآن کافی ہے، دوسرے صحیفوں کی حاجت نہیں، سو اس حالت میں جس کا جی

چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے، (اور جس کا جی نہ چاہے نہ کرے، جہنم میں جائے) ۔

در فیض محمد ہے وہ آئے جس کا جی چاہے نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے  
لہذا تمہاری مرضی کے موافق مطلوبہ نوشتے و صحیفے نازل کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ  
بِشَاءِ اللَّهِ قَرَأْنِ كَ تَذْكَرُہ اور ہدایت ہونے میں اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ بعض لوگوں کو اس سے تذکرہ اور ہدایت  
نہیں ہوتی، تو بات دراصل یہ ہے کہ قرآن گوئی نفسہ تذکرہ و ہدایت ہے لیکن بغیر خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں  
کریں گے، (اور اس نہ چاہنے میں بعض حکمتیں ہیں) هُوَ اَهْلُ الثَّقْوَىٰ وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وہی ہے جس سے ڈرنا  
چاہئے (یعنی اس کے عذاب سے ڈرنا چاہئے) اور وہی ہے جو بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے، (لَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ اِنَّ رَبَّنَا  
سَرِيعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ)

**لغات** مُعْرِضِيْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، روگردانی کرنے والے، اَعْرَضَ عَنْهُ اِعْرَاضًا (الفعال) منہ پھیرنا،  
گردانی کرنا، حُمْرٌ: گدھے، حِمَارٌ کی جمع۔ مُسْتَفْرِءَةٌ: وحشی، بدکنے والے، اسم فاعل واحد مؤنث، استغفر فی  
الدابة استغفارا (استفعال) چوپائے کا ڈر کر بھاگنا۔ فَرَّتْ: ماضی واحد مؤنث غائب فَرَّ (ض) فَرًّا وِفْرَارًا:  
بھاگنا دوڑنا، فَرَّ اِلَيْهِ: پناہ لینا۔ قَسُوْرَةٌ (۱) شِيْر (۲) غالب و طاقتور جمع قَسَاوِرُ و قَسَاوِرَةٌ. صُحُفًا: اوراق جن  
میں کوئی تحریر ہو، نوشتے، صحیفے، واحد صَحِيْفَةٌ. مُنْشَرَةٌ: اسم مفعول واحد مؤنث، کھلی ہوئی، نَشَرَ الْكِتَابَ تَنْشِيْرًا  
(تفعليل) کتاب کو پوری طرح کھولنا، تقوى: اتقاء پرہیز کرنا، ڈرنا (افتعال) سے اسم مصدر بمعنی پرہیزگاری، یہاں  
مصدر مجہول کی تاویل میں ہے بمعنی ڈرایا جانا، مزید تفصیل ملاحظہ ہو در سورہ شمس) المغفرة ركوع (۱) میں گذر چکا۔

**ترکیب** فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ..... فا استكافيه ما اسم استفهام انكاري مبتدأ، لهم ثابت کے متعلق  
ہو کر خبر۔ عَنِ التَّذْكِرَةِ جار مجرور متعلق مقدم مُعْرِضِيْنَ کے، اور مُعْرِضِيْنَ حال لهم کی ضمیر سے، كَانَهُمْ حُمْرٌ  
مُسْتَفْرِءَةٌ ..... كَانِ اپنے اسم خبر سے مل کر حال از ضمیر مُعْرِضِيْنَ، حال متداخلہ، فَرَّتْ مِنْ قَسُوْرَةٍ جملہ فعلیہ  
صفت ثانی ہے حُمْرٌ کی اور مستفترہ صفت اول تھی، (مِنْ قَسُوْرَةٍ متعلق فَرَّتْ کے)۔ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ  
مِنْهُمْ اَنْ يُوتِيَ صُحُفًا مُنْشَرَةً ..... بل حرف اضراب۔ یريد فعل کل امرئ مرکب اضافی موصوف منهم  
متعلق کائن کے ہو کر صفت، موصوف صفت فاعل، ان یوتی فعل، ضمیر نائب فاعل جو کہ مفعول بہ اول، صُحُفًا  
منشَرَةً موصوف صفت مفعول بہ ثانی، پھر اَنْ یوتی الخ بتاویل مصدر مفعول بہ یريد کا، اور یريد الخ جملہ متانفہ۔  
كُلًّا بَلْ لَا يَخَافُوْنَ الْآخِرَةَ ..... کلا حرف ردع و زجر، بَلْ حرف اضراب (لبیان سبب هذا التبعث)  
لَا يَخَافُوْنَ فعل بفاعل، الْآخِرَةَ مفعول بہ، جملہ فعلیہ متانفہ، کلا انه تذکرہ ..... کلا حرف ردع عن الاعراض،  
اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ جملہ متانفہ معطوف علیہ، فمن شاء ذکرہ ..... فا عاطفہ من اسم شرط مبتدأ، شاء فعل بفاعل، مفعول بہ  
محذوف ہے اَنْ یذکرہ، شاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط، ذکرہ جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط مع

۱۔ بل اضراب النطالی عن محذوف هو جواب الاستفهام السابق كانه قيل فلا جواب لهم عن هذا السؤال ای لا سبب لهم فی  
الاعراض بل یريد الخ۔

جواب شرط خبر، مبتدا مع خبر معطوف علیہ معطوف، وما یدکرون الا ان یشاء اللہ... واو عاطفہ ما یدکرون فعل بفاعل۔ الا حرف استثناء ان یشاء اللہ مصدر مؤول مجرور ای بان یشاء اللہ (ای بمشیۃ اللہ) جار مجرور متعلق یدکرون فعل کے، اور وہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ مستأنفہ۔ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ... ہو مبتدا اهل التقوی و اهل المغفرة معطوف و معطوف علیہ ہو کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ تعلیلیہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْقِيَامَةِ مَكِّيَّةٌ

لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ ۱ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللّٰوَامَةِ ۲ اَيْحَسِبُ

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی • اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے • کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم

الْاِنْسَانُ الْاَنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ ۳ بَلٰی قَادِرِیْنَ عَلٰی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهُ ۴ بَلْ

اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے • ہم ضرور جمع کریں گے کیونکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کر دیں • بلکہ

یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهُ ۵ یَسْئَلُ اَيَّانَ یَوْمِ الْقِيَامَةِ ۶

بعض آدمی یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی فسق و فجور کرتا رہے • پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا •

**ربط** سورت سابقہ میں اختصاراً احوال آخرت مذکور ہوئے، اس سورت میں احوال آخرت کی تفصیل ہے، اور تبعاً مقدمہ آخرت یعنی موت کے وقت کا حال بھی مذکور ہے، اور کچھ حال انسان کی ابتدائے پیدائش کا۔

**تشریح** مذکورہ آیات میں منکرین قیامت کو تنبیہ اور ان کے شکوک و شبہات کا جواب ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللّٰوَامَةِ۔ قَسْمٌ سے پہلے لَا یا تو زائد ہے، یا مخاطب کے خیال باطل کی نفی کرنے کے لئے ہے، ارشاد باری ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی، اور قسم کھاتا ہوں نفس لواامہ کی یعنی ایسے نفس کی جو اپنے اوپر خوب ملامت کرے، (یعنی نیکی کر کے یہ کہے کہ میں نے یہ کیسی نیکی کی، اس میں اخلاص نہ تھا، یا اس میں فلاں خرابی رہ گئی، اور اگر گناہ ہو جائے تو بہت ہی نادم اور شرمندہ ہو اور اپنے نفس کو خوب ملامت کرے، اس معنی کے اعتبار سے نفس لواامہ، نفس مطمئنہ کو بھی شامل ہے)

۱۔ یا ان یشاء اللہ حال اعم احوال سے ای ما یدکرون فی حال من الاحوال الا فی حال ان یشاء اللہ۔

۲۔ صوفیائے کرام نے بیان کیا کہ نفس کے تین لقب ہیں (۱) نفس امارہ (۲) نفس لواامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ یعنی نفس اپنی جبلت کے اعتبار سے امارۃ بالسوء ہوتا ہے یعنی انسان کو برائی کا حکم کرنے والا، مگر ایمان اور عمل صالح اور عبادت و مجاہدہ سے یہ نفس لواامہ بن جاتا ہے کہ برائی اور کوتاہی پر نادم ہونے لگتا ہے مگر برائی سے بالکل قطع نہیں ہوتا پھر عمل صالح میں ترقی اور قرب الہی کے حصول میں کوشش کرتے کرتے آخرت میں اعلیٰ طبیعت بن جاتا ہے تو اس نفس کا لقب مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ (معارف)

قسم کے بعد اب یہاں جواب قسم محذوف ہے ای لَنْبَعَثُنَّ یعنی تم ضرور بالضرور مبعوث ہوں گے اور قیامت ضرور آکر رہے گی۔

**قسم و جواب قسم میں مناسبت!** یہاں دو قسمیں کھا کر بعث کو ثابت کیا گیا ہے اور ان دونوں قسموں کا

مناسب مقام ہونا ظاہر ہے، یوم القیامۃ کا تو اس لئے کہ وہ ظرف بعث ہے یعنی حشر و نشر کا ظرف اور وقت ہے، اور نفس لوامہ کا اس لئے کہ ایسا نفس بعث و قیامت کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔ اَیْحَسِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ لَنْ نَجْمَعَهُ عِظَامَهُ۔ یہاں سے منکرین بعث پر رد ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے (انسان سے مراد کافر انسان ہے اور ہڈیوں کی تخصیص اس لئے کہ اصل عماد بدن یعنی جس سے سہارا لیا جائے یہی ہے) آگے منکرین قیامت کے انکار کا جواب ہے کہ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَیْ أَنْ نَسْوَیَ بَنَانَهُ۔ کیوں نہیں، یعنی ہم ضرور جمع کریں گے، اور یہ جمع کرنا ہم کو کچھ دشوار نہیں کیونکہ ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کر دیں، (پوریوں کو بطور خاص دو وجہوں سے ذکر کیا ایک تو یہ کہ یہ بدن کے اطراف اور اس کے کنارے ہیں، اور ہر شئی کے بننے کی تکمیل اس کے اطراف پر ہوتی ہے لہذا پوریوں سے تمام بدن مراد ہے چنانچہ ہمارے محاورہ میں بھی ایسے موقعہ پر بولتے ہیں کہ میرے پور پور میں درد ہے یعنی تمام بدن میں۔ دوسرے یہ کہ پورے اگرچہ بدن کے چھوٹے اجزاء و اعضاء ہیں مگر ان میں صنعت و کاریگری کی رعایت زیادہ ہے اور عادتاً اس کو بنانا زیادہ دشوار ہے، لہذا جو اس پر قادر ہوگا وہ آسان پر بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا)

مگر بعض آدمی قدرت الہیہ میں غور نہیں کرتا اور قیامت کا قائل نہیں ہوتا بلکہ اس کا حال یہ ہے: بَلْ یُرِیدُ الْإِنْسَانُ لَیَفْجُرَ أَمَامَهُ۔ بلکہ ایسا بعض آدمی قیامت کا منکر ہو کر یوں چاہتا ہے کہ اپنی باقی ماندہ یعنی آئندہ اور سامنے کی زندگی میں بھی بے خوف و خطر ہو کر فسق و فجور کرتا رہے اس لئے بطور انکار کے پوچھتا ہے کہ یَسْئَلُ آيَانَ یَوْمِ الْقِيَامَةِ قِيَامَتِ کَادِنِ کَبِ آئِنِ گَا، (یعنی چونکہ وہ اپنی تمام عمر معاصی میں گزارنا طے کر چکا ہے اس لئے اس کو طلب حق کی نوبت ہی نہیں آتی کہ قیامت کا ہونا اس کو ثابت ہو اسلئے وہ انکار پر مصر ہے اور انکار اُبی پوچھتا ہے کہ ہاں صاحب! وہ آپ کی قیامت کب آئے گی)

**لغات** القیامۃ: رکوع ۲۲ میں گذر چکا۔ اللّوآمة: بہت زیادہ ملامت کرنے والا، اسم مبالغہ، لآم (ن) لوّما: ملامت کرنا۔ عظام: ہڈیاں، عظم کی جمع۔ نسوی: مضارع جمع متکلم، سَوَى تَسْوِیَةً (تفعیل) ٹھیک کرنا، درست کرنا۔ بنان: انگلیوں کے پوروے، بنانہ کی جمع۔ یفجر: مضارع واحد مذکر غائب، فَجَرَ (ن) فَجْرًا وَفَجُورًا: بے پروائی کے ساتھ گناہ میں مبتلا رہنا، بدکار ہونا۔

**ترکیب** لَا أَقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوآمَةِ..... لَا زَائِدَةٌ۔ باقی ترکیب آسان ہے، کہ فعل

لَا یا تو لا زائدہ ہے، اور فعل قسم سے پہلے عرب کے کام میں لا کا استعمال مشہور و معروف ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ لا زائدہ نہیں بلکہ نفی کے لئے ہے، اب نفی میں دو احتمال ہیں یا تو مثلاً مذکورہ آیت میں یوم القیامۃ اور نفس لوامہ کی قسم کی نفی ہو، یا پھر مخاطب کے ذہن میں جو دعویٰ ہے اس کا رد کرنا مقصود ہو، یہی دوسری بات صحیح ہے، گویا مخاطب بعث کا انکار کر رہا ہے، تو متکلم نے کہا، لا ای لیس الامر کما ذکرتم، أَقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ فَرَأَ، اور بہت سے نوہین کا یہی قول ہے۔ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ)

اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم، جواب قسم محذوف ہے، أَيُّ لَتُبَعَثَنَّ۔ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ لَنْ نَجْمَعُ  
عِظَامَهُ..... ہمزه حرف استفہام برائے انکار و توخ، بحسب فعل الانسان فاعل ان مخففہ من المشقلہ ضمیر شان  
محذوف اسم، لن نجمع عظامہ فعل فاعل مفعول بہ، جملہ ہو کر أَنْ مَخْفَفٌ کی خبر، پھر ان لن نجمع عظامہ بتاویل  
مصدر يَحْسَبُ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور پھر أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ الخ جملہ متانفہ بیانیہ۔ بلی قادرین  
عَلَى أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ..... بلی حرف جواب، (یعنی سوال منفی مذکور کے ایجاب و اثبات کے لئے) اور بلی کے بعد  
فعل محذوف ای نجمعہا، قادرین اسم فاعل، ضمیر ہم فاعل، علی جارہ، أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ فعل فاعل و مفعول  
بہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق قادرین کے، اور قادرین شبہ جملہ ہو کر حال از ضمیر نجمع، اور وہ جملہ متانفہ،  
بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ..... بل حرف اضراب و انتقال۔ يُرِيدُ الْإِنْسَانَ فعل و فاعل، لام زائدہ، اور  
اس کے بعد أَنْ مَقْدَرٌ، يَفْجُرُ فعل یفاعل، امامہ مضاف مع مضاف الیہ ظرف یرید کا، (امام ظرف مکان ہے جو  
یہاں زمان کے لئے مستعار لیا گیا ہے)۔ يَسْئَلُ أَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ..... یسئل فعل، ضمیر ہو فاعل، ایان اسم  
استفہام ثابت کا ظرف زمان ہو کر خبر مقدم، يَوْمَ الْقِيَامَةِ مرکب اضافی ہو کر متبدا موخر، مبتداع خبر يَسْئَلُ کا مفعول  
بہ، يَسْئَلُ جملہ ہو کر حال يَفْجُرُ کی ضمیر سے، اور يَفْجُرُ الخ بتاویل مصدر (ای ان یفجر) يُرِيدُ کا مفعول بہ، فعل  
اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ متانفہ۔

فَإِذَا بَرِقَ الْبَصْرُ ④ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ⑧ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ⑨

سوجس وقت آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی • اور چاند بے نور ہو جائے گا • اور سورج اور چاند ایک حالت کے ہو جائیں گے •

يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُجُ ⑩ كَلَّا لَا وَزَرَ ⑪ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ

اس روز انسان کہے گا کہ اب کدھر بھاگوں • ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں • اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس

الْمُسْتَقَرُّ ⑫ يُنْبِئُوا الْإِنْسَانَ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ⑬ بَلِ الْإِنْسَانُ

ٹھکانا ہے • اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا بتلادیا جائے گا • بلکہ انسان

عَلَىٰ نَفْسِهِ بِصِيرَةٍ ⑭ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ⑮

خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا • گو اپنے حیلے پیش لاوے •

**تشریح** ما قبل میں منکرین قیامت کا سوال مذکور تھا یعنی يَسْئَلُ أَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اب یہاں سے قیامت کے  
حالات کا بیان ہے فرماتے ہیں: فَإِذَا بَرِقَ الْبَصْرُ الخ سوجس وقت مارے حیرت کے آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی، یعنی

۱۔ یعنی کلام اول سے اضراب کر کے یعنی کلام اول سے پھیر کر کلام ثانی کی طرف انتقال اور توجہ کرنا۔  
۲۔ بعض نے کہا کہ لام تعلیلیہ ہے جو اپنے مابعد مجرور سے مل کر متعلق ہے يُرِيدُ کے، ای يُرِيدُ الْإِنْسَانَ الثبات والديمومة علی ما هو عليه من  
عدم التفتيد بقيد الايمان يسترسل علی فجوره۔

آنکھیں چندھیانے لگیں گی اور نگاہ جما کر کسی چیز کو دیکھ نہ سکیں گی، (اور حیرت کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ جن چیزوں کی تکذیب کرتا تھا وہ دفعتاً سامنے آجائیں گی) اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور چاند ہی کی کیا تخصیص ہے بلکہ سورج اور چاند دونوں ایک ہی حالت میں جمع کر دیئے جائیں گے یعنی دونوں بے نور ہو جائیں گے (اور چاند کو الگ، شاید اس لئے بیان کیا کہ عرب کو بوجہ قمری حساب رکھنے کے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا) يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُ اس روز انسان کہے گا اَيْنَ الْمَفْرُ یعنی اب کہاں بھاگوں، ارشاد ہوگا کلا ہرگز نہیں، یعنی ہرگز بھاگنا ممکن نہیں، لاوَزْر، کہیں پناہ کی جگہ موجود نہیں، اِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس جانے کا ٹھکانا ہے یعنی سب کو اپنے پروردگار، احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہونا ہے پھر وہ جس کے حق میں جو فیصلہ کرے خواہ جنت کا یا دوزخ کا۔ يُنْبِئُ الْإِنْسَانَ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ۔ اس روز انسان کو بتلادیا جائے گا اور بتلادیا جائے گا جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ جو نیک کام اپنی موت سے پہلے کر لیا وہ گویا آگے بھیج دیا، اور جو نیک یا برا کوئی طریقہ اور رسم ایسی چھوڑی کہ لوگ اس پر اس کے مرنے کے بعد عمل کرتے رہے وہ گویا پیچھے چھوڑ دیا، اس کا ثواب یا عذاب اس کو ملتا رہے گا۔ (معارف) بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ۔ اس کا تعلق يُنْبِئُ الْإِنْسَانَ سے ہے یعنی انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا اس کو بتلانے اور بتلانے پر موقوف نہ ہوگا، بلکہ انسان خود اپنے نفس اور اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا، کیونکہ محشر میں اپنے تمام نیک و بد اعمال کا انکشاف اور مشاہدہ ہو جائے گا (جیسا کہ قرآن نے فرمایا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا، یعنی جو عمل انہوں نے دنیا میں کیا تھا اس کو محشر میں حاضر و موجود پائیں گے) گویا قضاے طبیعت اپنے عذر اور بہانے لا ڈالے اور حیلے و حوالے پیش کرے جیسا کہ کفار کہیں گے وَاللّٰهُ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (ولو ألقى معاذيره کا یہی مطلب ہے) لہذا انسان کو اس کے اعمال کا جتنا اس کو مطلع کرنے کے لئے نہ ہوگا بلکہ تمام حجت و قطع جواب کے لئے ہوگا لہذا انسان کو آخرت کے لئے اچھے اعمال کا ذخیرہ جمع کرنا چاہئے، واللہ اعلم بالصواب۔

**لغات** بَرَقَ: ماضی واحد مذکر غائب، بَرَقَ (س) بَرَقًا: گھبراہٹ کی وجہ سے نہ دیکھ سکتا (اسی کو حضرت تھانوی نے خیرہ ہونے سے تعبیر کیا ہے)۔ خَسَفَ: ماضی واحد مذکر غائب، خَسَفَ الْقَمَرَ (ض) خَسَفًا وَخُسُوفًا چاند کو گہن لگنا، بے نور ہو جانا۔ مَفْرًا: ظرف مکان، بھاگنے کی جگہ (۲) مصدر میسی، بمعنی بھاگنا، از فَرًّا (ض) فَرًّا وَفِرَارًا وَمَفْرًا: بھاگنا، وَزَرَ: اسم، پناہ گاہ، (۲) محفوظ یا مضبوط پہاڑ۔ الْمُسْتَقَرُّ: اسم ظرف، ٹھکانہ، اِسْتَقَرَّ اِسْتِقْرَارًا (استعمال) کسی جگہ سکون سے رہنا۔ يُنْبِئُ: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، نَبَأً تَنْبِئَةً (تفعیل) خبر دینا۔ قَدَّمَ: ماضی واحد مذکر غائب، قَدَّمَ تَقْدِيمًا: آگے بھیجنا، أَخَّرَ: ماضی واحد مذکر غائب، أَخَّرَ تَاخِيرًا: پیچھے چھوڑنا۔ بَصِيرَةٌ: اور حضرت قتادہ نے فرمایا کہ ما قدم سے مراد وہ عمل صالح ہے جو اپنی زندگی میں کر گذرا، اور ما آخر سے مراد وہ عمل ہے جس کو کر سکتا تھا مگر نہ کیا اور فرصت و موقع ضائع کر دیا۔ (معارف)

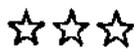
خَسَفَ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً زمین میں دھنسانا، آنکھ کا نکل جانا وغیرہ۔

صفت مشبہ واحد مونث، واقف، بالبصیرت، بَصُرَ (ك) بَصْرًا وَبَصَارَةً: بینا ہونا، بالبصیرت ہونا۔ اَلْقَى: ماضی واحد مذکر غائب، اَلْقَاءُ (افعال) ڈالنا۔ معاذیر: معذرت کی جمع، بہانے۔ (القاموس الوحید)

**ترکیب** لِإِذَا بَرَقَ الْبَصْرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ..... فا استثنایہ، اذا ظرفیہ مضاف متضمن بمعنی شرط۔ بَرَقَ الْبَصْرُ اور خَسَفَ الْقَمَرُ اور جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا مابعد بقول کا۔ یَقُولُ الْإِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُوجُ..... یقول فعل الانسان فاعل یومئذ (ای یوم اذ بَرَقَ الْبَصْرُ الخ) ظرف بقول کا، این اسم استفہام ثابت محذوف کا ظرف ہو کر خبر مقدم، المَفْرُوجُ مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ مقولہ، پھر بقول فعل اپنے فاعل اور مقولہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ متانفہ، بالفاظ دیگر جواب شرط غیر جازم۔ کلا لا وَزَرَ..... کلا حرف روع و زجر (ای ردع عن طلب الفرار) لا برائے نفی جنس وَزَرَ اسم، اور خبر محذوف ہے موجود، لا لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ اِلَى رَبِّكَ یَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ..... اِلَى رَبِّكَ ثابت کا متعلق ہو کر خبر مقدم، یومئذ اسی خبر یعنی ثابت کا ظرف۔ الْمُسْتَقَرُّ: مبتدا مؤخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ۔ یُنَبِّئُ الْإِنْسَانَ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ..... یُنَبِّئُ الْإِنْسَانَ فعل بفاعل، یومئذ ظرف فعل مذکور کا، با جارہ ما اسم موصول، قَدَّمَ وَاَخَّرَ معطوف و معطوف علیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق فعل مذکور کے، فعل اپنے فاعل اور ظرف اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ وَّلَوْ اَلْقَى مَعَاذِیْرَهُ..... بل حرف اضراب انتقالی، الانسان مبتدا، علی نفسہ جار مجرور متعلق بصیرة کے اور بصیرة خبر، واو حالیہ، لو شرطیہ اَلْقَى مَعَاذِیْرَهُ فعل فاعل، مفعول بہ جملہ فعلیہ حال بصیرة کی ضمیر سے، اور جواب شرط محذوف ای ما قُبِلْتُ. الغرض مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ متانفہ۔

**سوال** انسان مبتدا ذکر ہے اور بصیرة خبر مؤنث فما الجواب؟

**جواب** دیکھئے حاشیہ۔



۱۔ یومئذ کو المستقر کا ظرف نہیں بنا سکتے کیونکہ مستقر اگر مصدر ہے تو مائل میں عمل نہیں کریگا اور اگر ظرف ہے تو اس کا عمل ہی نہیں۔  
 ۲۔ نحو میں نے مختلف جوابات دیئے ہیں ایک قول یہ ہے کہ بصیرة میں نا تانیث کے لئے نہیں بلکہ برائے مبالغہ ہے جیسا کہ بولا جاتا ہے، فلاں حُجَّةٌ اَوْ عِبْرَةٌ، دوسرا قول یہ ہے کہ انسان سے مراد جوارح ہیں ای جوارح بصیرة ای شاهدة۔ تیسرا قول یہ ہے کہ بصیرة مبتدا مؤخر ہو اور علی نفسہ خبر مقدم پھر جملہ ہو کر الانسان کی خبر ہو، اس صورت میں بصیرة موصوف محذوف کی صفت ہوگی ای عن بصیرة آخر کی دونوں صورتوں میں تا برائے تانیث ہوگی۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ

اے پیغمبر! آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اس کو جلدی جلدی لیں • ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا، اور اس کا پڑھو دینا •

فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۚ

تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے • پھر اس کا بیان کر دینا ہمارے ذمہ ہے •

### تشریح

گذشتہ سبق میں دو آیتیں گزری ہیں یُنَبِّئُ الْإِنْسَانَ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ اور بل الانسان على نفسه بصيرة، ان دونوں آیتوں سے ایک ایک مضمون مستفاد ہوا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے عالم اور محیط ہیں تبھی تو انسان کو اس کے اعمال نیک و بد کی خبر دے دی جائے گی جس کو یُنَبِّئُ الانسان الخ میں بیان کیا، دوسرا یہ کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب حکمت مقتضی ہوتی ہے تو علوم غائبہ کثیرہ کو ذہن مخلوق میں حاضر کر دیتا ہے جیسا کہ قیامت میں اس کا وقوع ہوگا اور انسان کو اپنے تمام احوال کا انکشاف ہوگا، لہذا جب یہ بات ہے تو اب مذکورہ آیت لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ الخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص ہدایت دی گئی ہے۔

### واقعہ

یہ ہوا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن کی کچھ آیتیں لے کر نازل ہوتے اور آپ کو سناتے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض اس احتمال سے کہ کچھ مضمون میرے ذہن سے نکل نہ جائے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے، اور جلدی جلدی زبان کو حرکت دینے لگتے کہ بار بار پڑھ کر اس کو یاد کر لیں، تو چونکہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے عالم اور محیط ہیں اور یہاں مقتضائے حکمت بھی یہی ہے وہ مضامین قرآن آپ کے ذہن میں حاضر رکھے جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ الخ اے محمد آپ بوقت نزول قرآن یہ مشقت نہ اٹھایا کریں اور جب وحی نازل ہوا کرے تو آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے، تاکہ آپ اس کو جاری جلدی لیں، کیونکہ ہمارے ذمہ ہے آپ کے قلب میں اس کو جمع کر دینا، اور آپ کی زبان سے اس کا پڑھو دینا۔ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ جب جمع کر دینا اور پڑھو دینا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں، یعنی ہمارا فرشتہ پڑھنے لگا کرے تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں یعنی ادھر ہی متوجہ ہو جایا کریں اور اس کو دہرانے میں مشغول نہ ہوا کریں (یہاں باتفاق ائمہ اتباع قرآن سے مراد یہ ہے کہ جب جبرئیل امین پڑھیں تو آپ خاموش ہو کر سنیں) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ پھر آپ کی زبان سے لوگوں کے سامنے اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے (یعنی آپ کو یاد کر دینا، اور آپ کی زبان پر جاری کر دینا، پھر تبلیغ کے وقت بھی اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں کے سامنے پڑھو دینا یہ سب ہمارے ذمہ ہے، بیان القرآن ۱)

### لغات

لَا تُحَرِّكْ: نہی واحد مذکر حاضر، حَرَّكَ تَحْرِيكًا: حرکت دینا۔ لِسَانٌ: زبان، جَمَعَ السِّنَّةَ وَالسِّنَّ: عَجَلَ: مضارع واحد مذکر حاضر، عَجَلَ (س) عَجَلًا وَعَجَلَةً: جلدی کرنا۔ جَمَعَهُ: مصدر از جمع (ف)

۱۔ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کا مطلب ہے نازل شدہ آیات کا صحیح مفہوم اور مراد کا آپ کو بتلانا اور سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

جمع کرنا۔ قرآنہ: مصدر از قرأ (ف) قرآنۃ و قرأنا: پڑھنا (ای الہات قرآنہ یعنی پڑھوانا۔ روح) اتبع: امر واحد مذکر حاضر، اتبع الشیء اتباعاً (المتعال) پیروی کرنا، تابع ہونا۔ بیانہ: مصدر از باب تفعیل بین تیینا و بیاناً: بیان کرنا۔

**ترکیب** لَا تُحْرَکَ بِہِ لِسَانُکَ لِتُعْجَلَ بِہِ..... لَا تُحْرَکَ فَعْلٌ، ضمیر انت فاعل، بہ جار مجرور متعلق لَا تُحْرَکَ کے، (والضمیر راجع الی القرآن لدلالۃ سیاق الکلام، و حذف المرجع لشہرتہ) لسانک مرکب اضافی مفعول بہ، لام برائے تعلیل تُعْجَلَ بِہِ فَعْلٌ، ضمیر انت فاعل، بہ متعلق، جملہ فعلیہ تاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق لَا تُحْرَکَ کے، پھر فعل نبی اپنے فاعل اور مفعول بہ اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ، (قول محذوف کا مقولہ) اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَاِذَا قُرْآنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ..... اِنَّ حَرْفَ مِشْبَعٍ بِالْفَعْلِ، عَلَیْنَا ثَابِتٌ مَحْذُوفٌ كَمَا مِتْعَلٌ ہُو كَر خَبْرٌ اِنَّ، جَمْعُهُ وَقُرْآنَهُ مَعْطُوفٌ عَلَیْہِ اسْمٌ مَوْخَرٌ، حَرْفٌ مِشْبَعٍ بِالْفَعْلِ مَعَ اسْمِ خَبْرٍ مَعْطُوفٌ عَلَیْہِ، فَا عَاطِفٌ اِذَا ظَرْفِیہ مِضْمَنٌ مَعْنٰی شَرْطٍ قُرْآنَاہُ جَمْلَہُ فَعْلِیہ مِضْمَنٌ اِیہ، مِضْمَنٌ مَعَ مِضْمَانٍ اِیہ ظَرْفِیہ اِیہ جَوَابٌ اِتَّبِعْ كَا، فَا رَابِطٌ، اِتَّبِعْ قُرْآنَهُ جَمْلَہُ فَعْلِیہ اِنْشَائِیہ جَوَابٌ شَرْطٍ، اُور و ہ پھر مَعْطُوفٌ، مَعْطُوفٌ عَلَیْہِ اِیہ مَعْطُوفٌ سَے مل کر جملہ تعلیلیہ (تعلیل للنہی ای لَا تُحْرَکَ) ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانُہُ..... ثُمَّ حَرْفٌ عَطْفٌ، اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانُہُ حَسْبُ سَابِقِ تَرْكِیْبِ ہُو كَر مَعْطُوفٌ مَاقَبْلِ جَمْلَہُ تَعْلِیْلِیہ پَر۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۝۱۵ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۝۱۶ وَجُودَ يَوْمِنِذٍ نَّاصِرَةٌ ۝۱۷

اے منکر و! ہرگز ایسا نہیں، بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو • اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو • بہت سے چہرے تو اس روز بارونق ہوں گے •

إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ ۝۱۸ وَوَجُودَ يَوْمِنِذٍ نَّاصِرَةٌ ۝۱۹ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝۲۰

اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے • اور بہت سے چہرے اس روز بدرونق ہوں گے • خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کروتوزنے والا معاملہ کیا جائے گا •

كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝۲۱ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ۝۲۲ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝۲۳

ہرگز ایسا نہیں جب جان منسلک تک پہنچ جاتی ہے • اور کہا جاتا ہے کہ کوئی جھاڑنے والا ایسی ہے • اور وہ یقین کر لیتا ہے کہ یہ مفارقت کا وقت ہے •

وَالْتَفَتِ السَّاقِ بِالسَّاقِ ۝۲۴ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۝۲۵ فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّىٰ ۝۲۶

اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے • اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے • تو اس نے نہ تو تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی •

وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝۲۷ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۝۲۸ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝۲۹

لیکن تکذیب کی تھی اور منہ موڑا تھا • پھر تاز کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا • تیری کبھتی پر کبھتی آنے والی ہے •

ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝۳۰ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًىٰ ۝۳۱

پھر تیری کبھتی پر کبھتی آنے والی ہے • کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا •

أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنِيٌّ ۖ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ۗ

کیا یہ شخص ایک قطرہ منی نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا • پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے بنایا پھر اعضاء درست کئے •

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۗ أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِيرٍ عَلَيَّ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۗ

پھر اس کی دو قسمیں کر دیں مرد اور عورت • کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مردوں کو زندہ کر دے •

**تشریح** ما قبل میں منکرین قیامت کو خطاب تھا، پھر درمیان میں لَانْتَحِرَكَ بِه لِسَانَكَ کا مضمون ما قبل کی مناسبت کی بنا پر آ گیا تھا، اب پھر یہاں سے منکرین قیامت کو خطاب ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! كَلَّا بَلِ الْخِ اے منکر و! انسان کو اس کے اعمال متقدمہ و متاخروہ پر ضرور مطلع کیا

جائے گا، اور جیسا تم سمجھ رہے ہو کہ قیامت نہ ہوگی ہرگز ایسا نہیں، اور نہ تمہارے پاس اس نفی کی کوئی دلیل ہے، بلکہ

(صرف بات یہ ہے کہ) تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو، سو قیامت ضرور آئے گی، اور ہر ایک کو اس

کے اعمال پر مطلع کر کے اعمال کے مناسب جزا ملے گی جسکی تفصیل یہ ہے۔ وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ الْخِ بہت سے چہرے

اس روز بارونق ہوں گے، یعنی ہشاش بشاش، تروتازہ ہوں گے، یہ چہرے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے، اس سے

ثابت ہوا کہ آخرت میں اہل جنت کو حق تعالیٰ کا دیدار چشم سر نصیب ہوگا، اور اس پر اہل سنت والجماعت اور سب علماء و فقہاء

کا اجماع ہے، حدیث میں ہے: اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عَيَانًا تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے، صرف معتزلہ و خوارج

و دیدار خداوندی کے منکر ہیں (لیکن دیدار خداوندی کی اصل کیفیت کیا ہوگی تو اسکو بیان کرنے سے زبان و قلم عاجز ہیں)

وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ الْخِ اور بہت سے چہرے اس روز بدرونق ہوں گے، اور وہ لوگ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان

کے ساتھ کمر توڑنے والا معاملہ کیا جائے گا، یعنی اُن کو عذاب شدید ہوگا، آئے حُب عاجلہ (حُب دنیا) پر زجر و تنبیہ ہے،

فرمایا كَلَّا ہرگز ایسا نہیں، یعنی تم لوگ جو دنیا کو محبوب اور آخرت کو متروک ہونے کے قابل سمجھ رہے ہو ہرگز ایسا نہیں

کیونکہ دنیا سے ایک روز جدا ہوگی ہونے والی ہے جس کا بیان یہ ہے: اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ جب جان تر قوت یعنی گلے کی

ہنسی تک پہنچ جاتی ہے یعنی موت سر پر آکھڑی ہوتی ہے اور نہایت حسرت سے اس وقت کہا جاتا ہے یعنی تیار دار لوگ دوا

و علاج سے عاجز ہو کر کہتے ہیں کہ ارے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا بھی ہے، جو جھاڑ پھونک کر کے اس کو مرنے سے

بچالے، (عرب میں جھاڑ پھونک کا بہت چرچا تھا) اور اس وقت وہ بیمار یقین کر لیتا ہے کہ یہ دنیا سے مفارقت اور جدا ہوگی

کا وقت ہے۔ وَالنَّفْسِ السَّاقِطِ بِالسَّاقِ الْخِ اور شدت سکرات موت سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ

جاتی ہے یعنی اس وقت آدمی اضطراب اور بے چینی سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر مارتا ہے، تو جب یہ حالت پیش آتی

۱۔ روایت سے ثابت ہے کہ بعض کو حق تعالیٰ کی زیارت ہفتہ وار جمعہ کو حاصل ہوگی، بعض کو روزانہ صبح و شام اور بعض کے لئے ہر وقت، ہر حال میں رہے گی، (مقبری) اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا مِنْ هَذِهِ النِّعْمَةِ الَّتِي لَيْسَ فَوْقَهَا نِعْمَةٌ، البتہ کفار اس نعمت علمی سے محروم رہیں گے بوجہ دلیل قول ہاری تعالیٰ كَلَّا اِنَّهُمْ مِنْ زَجْرِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمُتَّحِبُونَ۔ حسین احمد ہروداری انکڑوی

ہے تو اے شخص اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے، لہذا مذکورہ آیات میں موت کا نقشہ کھینچ کر غافل انسان کو یہ تعبیر کی گئی کہ ایسی حالت میں جب عاجلہ و ترک آخرت کس درجہ نادانی ہے۔

آنے والی کس سے نالی جائے گی      جان ٹھہری جانے والی جائے گی  
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی      تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی  
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے      کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

**فَلَا صَدْقَ وَلَا صَلٰی الخ** پھر خدا کے پاس پہنچنے کے بعد اگر وہ کافر ہے تو اس کا برا حال ہوگا، کیونکہ اس نے نہ تو خدا اور رسول کی تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی، لیکن خدا اور رسول کی تکذیب کی تھی، اور احکام سے منہ موڑا تھا۔ **فَمَ ذَهَبَ اِلٰی اٰهْلِہ الخ** پھر اس پر زیادتی یہ کہ داعی حق سے منہ موڑ کر ناز اور فخر کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا گویا کوئی بہت بڑی بہادری اور ہنرمندی کا کام کر کے آ رہا ہے (مطلب یہ کہ اول تو کفر و عصیان، پھر اس پر ندامت نہیں بلکہ اور النافخ کرتا تھا کہ ہم نے اس طرح حق کو رد کیا اور باطل پر جسے رہے، اور پھر اس پر زیادتی یہ کہ طلب حق نہیں بلکہ اپنے خدم و حشم میں جا کر اور زیادہ مغرور اور غافل ہو جاتا ہے) **اَوَّلٰی لَکَ فَاَوَّلٰی** اب اس کافر کی بد حالی کا بیان ہے کہ ایسے شخص سے کہا جائے گا کہ تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے، پھر مکر رس لے کہ تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے۔ **اٰیَحْسَبَ الْاِنْسَانُ الخ** جزائے مذکورہ چیزوں پر موقوف ہے، ایک انسان کا مکلف ہونا، دوسرے مکر اس کا دوبارہ زندہ ہونا جس کے امکان میں ان کو کلام اور شک شبہ تھا، اسلئے آیت مذکورہ میں انہیں دونوں چیزوں کا ذکر ہے کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا (یعنی اس سے کوئی حساب کتاب نہ ہوگا، ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا مکلف ہونا بھی یقینی ہے اور اس پر باز پرس ہونا بھی یقینی ہے) **اَلَمْ یَکَ نَظْفَۃ الخ** اور یہ جو بھٹ کو محال سمجھتا ہے یہ بھی اس کی حماقت ہے کیا یہ شخص ابتداء میں محض ایک قطرہ مٹی نہ تھا جو عورت کے رحم میں ٹپکایا گیا تھا، پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا، پھر اللہ نے اس کو بنایا (یعنی اس کی پیدائش کے تمام مراتب پورے کر کے انسان بنایا) اور اعضاء درست کئے، پھر اس نے اس انسان کی دو قسمیں کر دیں، مرد اور عورت (یہ تفسیر یہ ہے) **اَلِیْسَ ذٰلِکَ بِقَادِرٍ الخ** تو کیا وہ خدا جس نے ابتداء میں اپنی قدرت سے یہ سب کچھ کیا اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ قیامت میں مردوں کو زندہ کرے (بلکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلے پیدا کرنے کی نسبت آسان ہے) خلاصہ یہ ہے کہ جزا و سزا یقینی ہے اس لئے عقلمند پر لازم ہے کہ وہ اس وقت سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرے اور ایمان اور عمل صالح کی طرف آجائے تاکہ آخرت میں نجات ملے (رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص اس آیت کی تلاوت کرے تو اس کو کہنا چاہئے بلی وانا علی ذلک من الشاہدین)

**صنائع کے مراجع** **فَاِذَا قَرَأٰنہ** ای القرآن بلسان جبرئیل و اضافت قرآنہ جبرئیل الی نفسہ

۱۔ **اَوَّلٰی لَکَ الخ** کا ایک مطلب تو ہمیں تفسیر مذکور ہو گیا دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہاں چار موقعوں کی برہادی مراد ہے، موت کے وقت (۲) گھر قبر میں (۳) پھر حشر و نشر کے وقت (۴) پھر روزِ عروج میں دخول کے وقت۔

مجازاً، لانہ بامرہ۔ قولہ ہل تُجِبُونَ الْعَاجِلَةَ: الضمیر راجع الی الانسان المذكور سابقاً، وجمع الضمیر نظراً الی المعنی لان المراد بہ الجنس ای جنس الانسان۔

**لغات** **تُجِبُونَ**: مضارع جمع مذکر حاضر، اَحْبَ شَيْئًا: چاہنا، محبت کرنا، حَبَّ (س) حُبًا: محبوب و پسندیدہ ہونا۔ العاجلة: اسم فاعل واحد مؤنث، جلد ملنے والی (دنیا) از باب سمع، عَجَلَ عَجَلًا: جلدی آنا۔ قَدَرُونَ: مضارع جمع مذکر حاضر، رکوع ۱۰ میں گذر چکا۔ وَجُودًا: چہرے و جدہ کی جمع۔ نَاضِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، تروتازہ، نَعَرَ (ن) نَعْرًا وَنَعْرَةً: تروتازہ ہونا، خوشنما و بارونق ہونا۔ نَاطِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، نَظَرَ (ن) نَظْرًا: دیکھنا۔ بَاسِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، ترش رو، و بدروق، بَسَرَ (ن) بَسْرًا: ترش رو ہونا، چہرہ پر شکن پڑنا، فَاقِرَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث، کم توڑ دینے والی، فَقَرَ الرَّجُلُ (ن) فَقْرًا: ریڑھ کی ہڈی کو توڑنا۔ بَلَّغْتَ: ماضی واحد مؤنث غائب بَلَغَ (ن) بَلُّوغًا: پہنچنا۔ التَّرَاقِي: تَرْقُوتٌ کی جمع ہے، ہنسی، راقی: اسم فاعل واحد مذکر، جھاڑنے والا، دم کرنے والا، رَقِيَ الْمَرِيضُ (ض) رَقِيًا وَرَقِيَّةً: جھاڑ پھونک کرنا، دم کرنا۔ الفراق: مصدر از مفاعلة، فارق مفارقةً و فِرَاقًا: جدا ہونا۔ (بمعنی جدائی حاصل مصدر) تفسیر مظہری میں ہے ای سبب للفراق. التَّقْتُ: ماضی واحد مؤنث غائب، التَّقُّ التَّضَافًا: (الفعال) لپٹنا، مل کھانا، لَفَّ (ن) لَفًّا: لپٹنا۔ السَّاقُ: رکوع ۴ میں گذر چکا۔ المَسَاقُ: مصدر میس، مَسَاقٌ مَسَاقًا وَ مَسَاقًا: لے جانا، چلانا (یہاں مصدر مجہول ہے چلایا جانا، جس کا لازمی مفہوم ہے چلنا، جانا اس لئے ترجمہ جانا کیا گیا ہے)۔ صَدَّقَ: ماضی واحد مذکر غائب (تفعیل) تَصَدَّقَ: تصدیق کرنا، سچا ماننا، صَدَّقَ فُلَانٌ فِي الْحَدِيثِ (ن) صِدْقًا: سچ بولنا۔ صَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب، تَصَلَّى وَ صَلَوَةٌ (تفعیل) نماز پڑھنا۔ تَوَلَّى: ماضی واحد مذکر غائب، تَوَلَّى (تفعیل) پیٹھ پھیرنا، منہ موڑنا، يَتَمَطَّى: مضارع واحد مذکر غائب، تَمَطَّى تَمَطِّيًّا فِي مَشِيهِ (تفعیل) اترتے ہوئے چلنا، اکر کر چلنا (الف بیا سے بدلا ہوا ہے اور یاد اور اصل واو تھا) اَوَّلِي: اس کے اندر مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس کی اصل اَوَّلِيٌّ تَمِيٌّ وَ بِلٍ سے مشتق ہو کر اسم تفضیل (علیت اور وزن فعل کی بنا پر غیر منصرف) معناه الويلُ لك (بڑی تباہی اور کم بختی ہے تیرے لئے)، اَوَّلِيٌّ مبتدا، ما بعد خبر، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ وَلِيٌّ سے مشتق ہے اور اسم تفضیل ہے وَلِيٌّ (ض، حسب) وَلِيًّا: قریب ہونا، اور اس کا غالب استعمال ہلاکت کے قریب ہونے میں ہے اِنِّى الْهَلَاكُ لَكَ (اعراب القرآن، روح) (مزید در حاشیہ) سُدِّي: اسم نظر انداز کیا ہو، مہمل (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ میں لکھا ہے کہ یہ صفت مشبہ ہے اِنِّى مَهْمَلَةٌ، و الالف منقلبة عن باء و قيل عن واو (سح) (واحد اور جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے) نَطْفَةٌ: (قطرہ منی) جمع نَطْفٌ مَنِيٌّ نَطْفَةٌ جمع مَنِيٌّ (اصل میں بروزن فعیل صیغہ صفت ہے اور فعیل مفعول کے معنی میں لہذا مَنِيٌّ مَمْنُوِيٌّ کے معنی

۱۔ وقال الاصمعي هو فعل ماضٍ وفاعله ضمير يذلل عليه السياق كانه قيل لاوولي هو اي الهلاك واللام مزيدة، وقيل هو فعل ماضٍ ماضٍ من الولي ايضاً الا ان الفاعل ضميره تعالى واللام مزيدة اي اولاك الله تعالى ما تكرهه.

میں ہے ڈالا ہوا، پکایا ہوا)۔ بُعِنِي: مضارع مجہول واحد مذکر غائب، أُنِي، إِنَاءً (الفعال) وَالنَّاءِ، إِنَاءً، بُكَانًا۔  
عَلَقَةً: خون کا لوتھڑا، جمع عَلَقٍ۔ ذَكَرَ: نز، مذکر، جمع ذُكُورٍ۔ الْأُنْفَى: عورت، مادہ، جمع الْأُنْفَى۔ بُعِنِي: مضارع واحد  
 مذکر غائب، أُحْيِ أَحْيَاءَ (افعال) زنده کرنا۔ الْمَوْتَى: مردے، میت کی جمع۔

**ترکیب** كَلَّا بَلْ تُجِبُونَ الْعَاجِلَةَ: كَلَّا حرف ردع، بَلْ برائے اضراب انتقالی، تُجِبُونَ فعل، وَأَوْ ضمیر  
 فاعل، الْعَاجِلَةَ مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وَأَوْ عاطفہ، تُدْرُونَ الْآخِرَةَ فعل قائل، مفعول بہ جملہ فعلیہ  
 معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ مستانفہ۔ وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاضِرَةٌ..... وَجُودٌ مبتدا  
 (توین برائے تولیع ای وجوہ المومنین، وَأَوْ وجوہ کثیرہ، لہذا بوجہ تخصیص نکرہ کا مبتدا بانا صح ہو گیا) يَوْمَئِذٍ  
 ظرف ناضرة کا، ناضرة شبه جملہ خبر اول، إِلَى رَبِّهَا متعلق ناظرہ کے، ناظرہ شبه جملہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں  
خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ وَوُجُودٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَنْظُنُّ أَنَّ يُفَعَّلُ بِهَا فَاقِرَةٌ..... وَأَوْ  
عاطفہ وجوہ مبتدا یومئذ طرف باسرہ کا، باسرہ شبه جملہ خبر اول، تَنْظُنُّ فعل ہی ضمیر قائل، أَنَّ مصدریہ  
يُفَعَّلُ فعل مجہول، بِهَا متعلق، فَاقِرَةٌ نائب فاعل، جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تَنْظُنُّ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، تَنْظُنُّ  
جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ  
مستانفہ۔ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ..... كَلَّا حرف ردع۔ إِذَا ظرفیہ مضاف مضمین معنی شرط، بَلَغَتِ فعل، ظمیر  
 ہی قائل (و ضمیر الفاعل يعود الى النفس الدال عليه سياق الكلام وان لم يعجلها ذكر) التَّرَاقِيَ  
مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، وَقَبِيلٌ مَنْ رَاقٍ..... وَأَوْ عاطفہ قبیل فعل  
مجہول، مَنْ اسم استفہام مبتدا راق خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر نائب فاعل، جود اصل مقولہ ہے، الغرض  
فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر معطوف علیہ معطوف، وَوُجُودٌ أَنَّ الْفِرَاقَ..... وَأَوْ عاطفہ ظَنُّ فعل بفاعل۔ أَنَّ  
الْفِرَاقَ جملہ اسمیہ بتاویل مصدر ظَنُّ کے دو مفعولوں کے قائم مقام، پھر ظَنُّ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف۔  
وَالنَّفْتِ السَّاقِ بِالسَّاقِ..... وَأَوْ عاطفہ النَّفْتِ السَّاقِ فعل بفاعل، بالسَّاقِ متعلق النفث کے، فعل اپنے  
 فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، چاروں معطوفات مل ملا کر مضاف الیہ إِذَا کا، مضاف اپنے مضاف الیہ  
 سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب محذوف تَسَاقٍ الی حکم رہا کا جس بِ الِی رَبِّكَ یومئذ المساق دلالت کر رہا  
 ہے، لہذا إِلَى رَبِّكَ یومئذ المساق جملہ تفسیریہ جواب اذا محذوف کا، (الی رَبِّكَ ثابت محذوف کا متعلق ہو کر خبر  
 مقدم، یومئذ ظرف المساق کا یا ما قبل إِذَا سے بدل جس کا متعلق تَسَاقٍ محذوف سے ہے المساق مبتدا موخر،

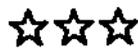
۱۔ ای رذع عن ابتار الدنيا على الآخرة.

۲۔ راق حالت رقی میں ہے اور علامت رفع اس یاہ پر ضمر مقدردہ ہے جو بوجہ اجتماع ساکنین حذف ہوئی اور یہ اسم مقوم ہے۔

۳۔ وسمى اليقين ظناً لان الانسان ما دامت روحه في بدنه فانه بطمع في ديمومة الحياة لشدة حبه لها وتعلقه بها.

۴۔ یومئذ توین بوجہ مضاف الیہ ای یوم اذا بلغت التراقی وقبیل الخ

مبتدأ مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ تفسیریہ (فلا صدق ولا صلیٰ ولیکن کذب وتولی)..... فا استنافیہ (اعراب القرآن صرفہ وہیانہ) لا نافیہ صدق فعل فاعل، جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ لا صلیٰ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف علیہ، واو عاطفہ لکن حرف استدراک مخففہ مہملہ، کذب جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، واو عاطفہ تولیٰ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، ثم ذہب الی اہلہ یتمطی..... ثم حرف عطف ذہب الی اہلہ فعل فاعل متعلق، یتمطی جملہ فعلیہ حال ذہب کی ضمیر سے، ذہب الخ جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ (لا محل لہا) اولیٰ لک فاؤلی..... اولیٰ متبداً، لک ثابت کے متعلق ہو کر خبر، مبتدأ مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، فا عاطفہ اولیٰ متبداً اور خبر محذوف ای لک، مبتدأ مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف علیہ، ثم اولیٰ لک فاؤلی..... حسب سابق ترکیب ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ ایحسب الانسان ان یتروک سدی..... ہمزہ حرف استفہام برائے انکار، ینحسب الانسان فعل بفاعل ان ناصبہ یتروک فعل، ضمیر نائب فاعل، سدی حال یتروک کی ضمیر سے، پھر ان یتروک بتاویل مصدر ینحسب کے دو مفعولوں کے قائم مقام، اور وہ جملہ متانفہ۔ ألم ینک نطفۃ من منیٰ یمنی..... ہمزہ حرف استفہام انکاری لم ینک فعل ناقص، ضمیر اسم، راجع انسان کی طرف (نون تخفیفاً محذوف ہو گیا) نطفۃ موصوف من حرف جر، منیٰ یمنی موصوف صفت ہو کر مجرور، جار مجرور متعلق کائنة کے ہو کر صفت، موصوف مع صفت خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ، ثم کان علقۃ فخلق فسوی فجعل منه الزوجین الذکر والانی..... ثم حرف عطف، کان فعل ناقص، ضمیر اس میں اسم، راجع منیٰ کی طرف، علقۃ خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر معطوف علیہ معطوف، اسی طرح خلق فسوی فجعل منه الزوجین الذکر والانی..... سب معطوف و معطوف الیہ (من متعلق جعل کے، بضمینہ معنی خلق، الزوجین مفعول بہ مبدل من الذکر والانی بدل۔ تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ، ایس ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی..... ہمزہ حرف استفہام انکاری، لیس فعل ناقص، ذلک اسم، بازائدہ، قادر اسم فاعل لفظاً مجرور، محل منصوب، علی جارہ، ان یحیی الموتی بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق قادر کے، اور وہ شبہ جملہ ہو کر خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ متانفہ۔



- ۱۔ جب مکروہ عاید ہوا کے لئے ہو تو مبتدأ تالیف ہوتا ہے۔
- ۲۔ اس طرح ترکیب کریں الہلاک اولیٰ لک، الہلاک مبتدأ اولیٰ لک خبر، لک متعلق اولیٰ کے فاؤلی ای ہو اولیٰ مبتدأ خبر۔
- ۳۔ واو عطف متعلق ہو کر مفعول پہلانی، الزوجین مفعول پہلانی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝۱ اِنَّا

بیشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا • ہم نے اس کو

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۝۲ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝۳

مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا •

اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا ۝۴

ہم نے اس کو رستہ بتلایا، یا تو وہ شکر گزار ہو گیا یا ناشکر ہو گیا •

**ربط** سورت سابقہ میں زیادہ تر مضمون جزا و سزا کا اثبات اور اس کی تفصیل تھی، اس سورت میں زیادہ تر جزا و سزا کی تفصیل ہے، اور ساتھ ساتھ انسان کے مکلف ہونے کا بھی ذکر ہے، اور چونکہ کفار کے انکار جزا و سزا سے آپ کو حزن ہوتا تھا اس لئے درمیان میں اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا سے آپ کو تسلی دینا بھی مقصود ہے۔

**تشریح** سورۃ دھر کا نام سورۃ انسان اور سورۃ الابرار بھی ہے (روح) اس میں تخلیق انسانی کی ابتداء و انتہاء اور اعمال پر جزا و سزا، نیز جنت و جہنم کا بیان موثر انداز میں مذکور ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا الخ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس جگہ هل بمعنی قد ہے جو تحقیق واقع کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ بے شک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی ایسی چیز نہ تھا جو قابل تذکرہ ہو (یعنی انسان نہ تھا بلکہ نطفہ تھا، ظاہر ہے کہ رحم مادر میں قرار حمل کے بعد سے پیدائش تک کا وقت جو عادتہ نو مہینے ہوتے ہیں اس میں اگرچہ انسان کا وجود ایک طرح قائم ہو چکا ہے مگر یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی، نہ اس کا کوئی نام ہے نہ کسی کو اس کی شکل و صورت معلوم ہے اس لئے کہیں اس کا ذکر و تذکرہ تک نہیں ہے) اِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ ..... ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، یعنی مرد و عورت دونوں کے نطفہ سے، (کیونکہ عورت کی منی بھی اندر ہی اندر عورت کے رحم میں گرتی ہے، پھر کبھی رحم کے منہ سے خارج ہو کر ضائع ہو جاتی ہے اور کبھی اندر رہ جاتی ہے) نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ..... اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں یعنی اس کا امتحان و آزمائش کریں کہ یہی اس کو پیدا کرنے کا مقصد ہے، تو اسی واسطے ہم نے

اس کو ستاد دیکھتا، (سمجھتا) بنایا، اور چونکہ محاورہ میں سمج اور بصیر استعمالاً مخصوص ہیں عاقل کے ساتھ اور عقل پر ہی مکلف ہونے کا مدار ہے، اس لئے یہاں اگرچہ عاقل ہونے کی صراحت نہیں فرمائی مگر مراد وہ بھی ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم نے انسان کو ایسی ہیئت و صفات کے ساتھ پیدا کیا کہ اس میں احکام شرعیہ کا مکلف بننے کی قابلیت ہو۔ اِنَّا هَدَيْنَا السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كٰفِرًا..... اور اس کے بعد جب مکلف ہونے کا وقت آ گیا تو ہم نے اس کو بھلائی، برائی پر مطلع کر کے راستہ بتلایا، یعنی احکام کا مخاطب بنایا پھر یا تو وہ شکر گزار (اور مومن) ہو گیا یا ناشکرا (اور کافر) ہو گیا، یعنی جس راستہ پر چلنے کو کہا تھا جو اس پر چلا وہ مومن ہو گیا اور جو نہیں چلا وہ کافر ہو گیا، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا سُبُلَ النِّعَىٰ.

**سوال** بعض نے یہ سوال کیا کہ شاکر کے مقابلہ میں کافر اَلَا تَاقِرِينَ قیاس ہے، تو کفوراً کیوں لایا گیا؟  
**جواب** یہ ہے کہ ہر شکر گزار کا کل شکر گزار نہیں ہوتا، کچھ نہ کچھ کی اور ناشکری ضرور ہو جاتی ہے اس لئے اس کے مقابل کفوراً (بڑا ناشکرا) ہی زیادہ مناسب تھا۔

**لغات** حِينٌ: متعدد معانی کے لئے آتا ہے یہاں مراد ہے مطلق وقت، جمع اَحْيَانٌ. دَهْرٌ: زمانہ دراز۔ جمع فُجُورٌ. مَذْكُورًا: اسم مفعول واحد مذکر، قابل تذکرہ، ذِكْرٌ (ن) ذِكْرًا: یاد کرنا، ذکر کرنا۔ اَمْشَاجٌ مَشْجٌ يَمْشِجٌ يَمْشِجٌ یا مَشْجٌ یا مِشْجٌ کی جمع ہے سب کے معنی ہیں دو ٹی ہوئی چیزیں، مخلوط۔ نَبْتَلِيهِ: مضارع جمع متکلم، ابتلی ابتلاءً آزمانا (مراد چوں کہ آزمائش سے مکلف بنانا ہے، اس لئے مرادی ترجمہ ”مکلف بنائیں“ کیا گیا ہے) سَمِيْعًا: صفت مشہ واحد مذکر، سننے والا (س). بَصِيْرٌ: اسم مبالغہ، بہت دیکھنے والا، بَصْرٌ (ك) بَصْرًا وَبَصَارَةٌ: دیکھنا۔ هَدَيْنَا: ماضی جمع متکلم، ہدیٰ فلانا الطريق ولہ والیہ (ض) هَدَيْتِ وَهَدَايَةٌ: کسی کو راستہ بتانا۔ شَاكِرًا: اسم فاعل واحد مذکر، شکر گزار، شَكَرَ فُلَانًا وَلَهُ الشَّيْءُ: وَعَلَيْهِ (ن) شَكَرًا وَشُكْرًا: شکر یہ ادا کرنا، كَفُورًا: صفت مشہ واحد مذکر، ناشکرا، (۲) كَافِرٌ، كَفَرَ نِعْمَةَ اللّٰهِ (ن) كُفْرًا وَكُفْرَانًا: ناشکری کرنا كَفَرَ الرَّجُلُ كَفْرًا.

**ترکیب** هَلْ اَتَىٰ عَلٰی الْاِنْسَانِ حِيْنَ مِنَ الدَّهْرِ..... هَلْ بِمَعْنٰی قَدْ اَتَىٰ فَعَلْ عَلٰی الْاِنْسَانِ جار مجرور متعلق اَتَىٰ کے، حِيْنَ موصوف مِنَ الدَّهْرِ متعلق کائن کے ہو کر صفت اول، لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا جملہ فعلیہ صفت ثانی (عائد محذوف ہے ای لم یکن فیہ شینا مذکوراً اور مذکوراً صفت شینا کی اور وہ خبر فعل ناقص کی) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ابتدائی۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْقَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ..... اِنَّا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، خَلَقْنَا فعل بفاعل، الانسان مفعول بہ مِنْ جارہ نُّطْقَةٍ اَمْشَاجٍ موصوف صفت مجرور، جار مجرور متعلق خَلَقْنَا کے، نَبْتَلِيْهِ فعل، ضمیر نحن فاعل، هَا ضمیر مفعول بہ،

۱۔ دہر کے اصل معنی تو ہیں دنیوی زندگی کا پورا زمانہ مگر اس سے ہر بڑی مدت مراد لے لی جاتی ہے، اور زمانہ کا اطلاق تمویزی اور بہت دنوں کے ہوتے ہیں۔

۲۔ بصیر بمعنی فاعل بھی ہوتا ہے۔ (بمعنی دیکھنے والا)

۳۔ یا اهل برائے استفہام تقریری۔

۴۔ لم یکن الع کو الانسان سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

جملہ فعلیہ حال از ضمیر خَلَقْنَا۔ الغرض خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا..... فَا عَاطِفٌ جَعَلْنَا فَعْلٌ بِفَاعِلٍ، هَا ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ بِهِ أَوَّلٌ، سَمِيعًا بَصِيرًا مَوْصُوفٌ صِفَتٌ مَفْعُولٌ بِهِ ثَانِي، فَعْلٌ بِأَنَّهُ فَاعِلٌ أَوَّلٌ مَفْعُولٌ سَعَلٌ كَر جَمَلَةٌ فَعْلِيَّةٌ خَبَرِيَّةٌ هُوَ كَر مَعْطُوفٌ، مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ أَيْ مَعْطُوفٌ سَعَلٌ كَر خَبَرٌ حَرْفٌ مَشْبُهٌ بِالْفِعْلِ كِي، حَرْفٌ مَشْبُهٌ بِالْفِعْلِ مَعَ اسْمٍ وَخَبَرٌ جَمَلَةٌ اسْمِيَّةٌ خَبَرِيَّةٌ مُسْتَانَفَةٌ۔ اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كٰفُرًا..... اِنَّا حَرْفٌ مَشْبُهٌ بِالْفِعْلِ مَعَ اسْمٍ، هَدَيْنَاهُ فَعْلٌ فَاعِلٌ، مَفْعُولٌ بِهِ، السَّبِيلَ مَفْعُولٌ بِهِ ثَانِي، اِمَّا حَرْفٌ شَرْطٌ وَتَفْصِيلٌ۔ شَاكِرًا اَوَّلٌ كٰفُرًا دَوْنُوں حَالٌ هَدَيْنَاهُ كِي ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ سَعَلٌ، پھر هَدَيْنَاهُ الْخَبَرٌ، حَرْفٌ مَشْبُهٌ بِالْفِعْلِ مَعَ اسْمٍ وَخَبَرٌ جَمَلَةٌ اسْمِيَّةٌ خَبَرِيَّةٌ مُسْتَانَفَةٌ۔

**البلاغة** قولہ شاکراً و کفوراً ایسے بندے کم ہیں جو صفت شکر سے متصف ہوں اس لئے اس کو اسم فاعل سے تعبیر کیا اس کے قلت پر دلالت کرنے کی وجہ سے اور کفوراً کو مبالغہ کے صیغہ سے تعبیر کیا ایک تور عایت فواصل کی بناء پر، دوسرے یہ کہ ایسے لوگ کثیر ہیں جو صفت ناشکری سے متصف ہوتے ہیں، اور اس صفت کا وقوع انسان سے بکثرت ہوتا ہے اس لئے اس کو مبالغہ کے صیغہ سے تعبیر کیا۔

**سوال** قوله مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ، نطفة واحد ہے اور اَمْشَاجٍ جمع، تو موصوف صفت میں مطابقت کیوں نہیں؟

**جواب** نطفہ سے مراد مرد و عورت دونوں کا نطفہ ہے اس لئے وہ بوجہ ما فوق الواحد جمع کے معنی میں ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ نطفہ اجزاء کثیرہ کو مضمّن ہوتا ہے، اس لئے نطفہ کا ہر جز مستقل نطفہ ہے لہذا اسی بات کا اعتبار کر کے صفت کو جمع لایا گیا، موصوف صفت میں بظاہر عدم مطابقت اور پھر اس کے جواب کی مزید مثالیں ملاحظہ فرمانے کا اگر شوق ہو تو مشکل ترکیبوں کا حل ملاحظہ فرمائیں۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلْسِلًا وَاَعْلَاقًا وَّسَعِيرًا ۝۱۰ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ

ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہیں • جو نیک ہیں وہ ایسے جام شراب سے پیوں گے

كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝۱۱ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا

جس میں کافور کی آمیزش ہوگی • یعنی ایسے چشمے سے جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے، جس کو وہ (جہاں چاہیں گے) بہا کر

تَفْجِيرًا ۝۱۲ يَوْمَئِذٍ يَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝۱۳

لے جائیں گے • وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی •

۱۔ نسیبہ کو انسان سے بھی حال بنا سکتے ہیں، یا پھر جملہ مستانفہ۔

۲۔ قولہ سَمِيعًا بَصِيرًا: اعراب القرآن میں ہے کہ دونوں کلموں کو کلمہ واحد کے درجہ میں اتار لیا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں تیز اور فہم سے کنایہ ہے۔

۳۔ اِمَّا حَرْفٌ شَرْطٌ وَتَفْصِيلٌ کے پانچ معانی ہیں (۱) شک جیسے جاءنی اِمَّا حَسَنٌ وَاِمَّا حُسَيْنٌ، جب کہ آپ یہ نہ جانیں کہ دونوں میں سے کون آیا۔

(۲) پہاڑ جیسے قرآن میں ہے، وَاٰخِرُونَ مَرْحُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يُنۡبِئُهُمْ عَلَيْهِمْ (۳) تخمیر، كَقَوْلِهِ تَعَالٰی اِمَّا اَنْ تَلۡقٰی وَاِمَّا اَنْ

تَلۡقٰی (۴) اباحت جیسے جالس اِمَّا الحَسَنُ وَاِمَّا اَبْنُ سَیۡرِیۡنَ (۵) تفصیل كَقَوْلِهِ تَعَالٰی اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كٰفُرًا

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ

اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھاتے ہیں • ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے

لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا

کھانا کھاتے ہیں، نہ ہم تم سے بدلہ چاہیں اور نہ شکریہ • ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن

يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَّهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهْمُ نَصْرَةً

کا اندیشہ رکھتے ہیں • سو اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور ان کو تازگی اور خوشی

وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُتَكِنِينَ فِيهَا عَلَىٰ الْأَرَائِكِ ۝

عطا فرمادے گا • اور ان کی پختگی کے بدلہ میں ان کو جنت اور ریشمی لباس دیگا • اس حالت میں کہ وہ وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوں گے

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَذَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذُلَّتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝

نہ وہاں تپش پادیں گے اور نہ جاڑا • اور یہ حالت ہوگی کہ درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور ان کے میوے انکے اختیار میں ہوں گے •

### تشریح

ما قبل میں اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كٰفِرًا میں مومن و کافر کا ذکر تھا، اب یہاں سے جزائے فریقین کا ذکر ہے۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِيْنَ الْخَمْرَ ہم نے کافروں کے لئے زنجیر، اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہیں۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ

يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاسٍ مِّمَّا مَزَّجْنَا مِنْهَا كَافُورًا..... بے شک نیک لوگ ایسے جام شراب سے پیوں گے جس میں کافور کی

آمیزش ہوگی، یعنی اس شراب میں لذت و کیف بڑھانے کے لئے تھوڑا سا کافور ملا یا جائے گا، اور یہ کافور دنیا کا نہیں کہ

کھانے پینے کے قابل نہ ہو، بلکہ جنت کا ہوگا۔ سفیدی اور خنکی اور تفریح و تقویت دل و دماغ میں اس کا مشارک ہے۔

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ..... عینا ترکیب میں کاس سے بدل ہے محل کے اعتبار سے لہذا مطلب یہ ہے کہ وہ

ایسے چشمے سے پییں گے جس سے خدا کے مقرب بندے پییں گے، ظاہر ہے کہ جب اس سے خدا کے مخصوص اور مقرب

بندے پیتے ہیں تو وہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ عِبَادُ اللَّهِ سے مراد اہل جنت کی کوئی مخصوص جماعت ہے جو ابرار سے

اونچے درجہ کی ہوگی۔ وَيَفْجَرُوْنَهَا تَفْجِيرًا..... اور اس چشمہ کو وہ خاص بندے جہاں چاہیں گے بہا کر لے

۱۔ بعض مفسرین کے قول کے مطابق کافور جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جس کو عینا يَشْرَبُ الْخَمْرَ سے بیان کیا کہ وہ ایک چشمہ ہے جس سے خدا کے

خاص بندے پییں گے، (اس تفسیر کے مطابق عینا، کافوراً سے بدل بنے گا، اس صورت میں یہ متعین ہو جاتا ہے کہ آیت مذکورہ میں کافور سے مراد چشمہ

جنت ہے اور عباد اللہ سے مراد وہی اللہ کے نیک بندے ہیں جن کا ذکر پہلے ابرار کے عنوان سے کیا گیا ہے اب جب کہ ابرار اور عباد اللہ دونوں کا مصداق

ایک ہے تو دو جگہ بیان کرنے سے مقصود بھی جدا جدا ہے، ایک جگہ اس کی آمیزش بتلانا ہے دوسری جگہ اس کا کثیر اور مسخر ہونا کہ اسباب عیش کی کثرت اور اس کا

تابع طبیعت ہونا لذت عیش کو بڑھاتا ہے۔

جائیں گے (اور یہ بہشتیوں کی ایک کرامت ہوگی کہ جنت کی نہریں ان کے تابع ہوں گی، درمنثور میں ہے کہ جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہوں گی، وہ ان چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کر دیں گے، نہریں اسی طرف چلنے لگیں گی۔

آگے ان ابرار کی صفات مذکور ہیں۔ يُؤْفُونَ بِاللَّذْرِ وہ لوگ نذر یعنی منت کو پورا کرتے ہیں (نذر یعنی اپنے اوپر کوئی کام واجب کرنا جو من جانب اللہ واجب نہ تھا) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب یہ لوگ اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کرتے ہیں تو جو واجبات و فرائض اللہ کی طرف سے ان پر لازم کئے گئے ہیں ان کو بدرجہ اولیٰ پورا کرتے ہوں گے۔ (حضرت تھانوی نے ترجمہ کیا ہے ”وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں“)

**تذکرہ** اگر نذر، نذر معصیت ہو تو اس کو پورا نہ کرے بلکہ تڑوے۔ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَتْ شُرُوءُ مُسْتَطِيرًا.....

اور وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی، یعنی کم ذمیش سب پر اس کی سختی کا اثر ہوگا، مراد قیامت کا دن ہے۔ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى. وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حَيْبِهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا..... وہ لوگ عبادت مالیہ میں بھی جس میں عموماً اخلاص کم ہوتا ہے کمال درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں چنانچہ وہ لوگ محض خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (یتیم اور مستمین کو کھانا کھلانے کا ثواب ہونا تو ظاہر ہی ہے اور قیدی کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ

قیدی اگر مظلوم ہے تب تو اس کی اعانت مستحسن ہونا ظاہر ہے، اور اگر ظالم ہے تو بوقت شدت حاجت اس کا اطعام بھی مستحسن ہے، نیز قیدی عام ہے مسلم ہو یا غیر مسلم) إِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ لِيُوجِبَ اللَّهُ الْخَيْرَ..... وہ لوگ کھانا کھلا کر زبان یا دل سے یوں کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے اس کا عملی بدلہ چاہیں، اور نہ اس کا قولی شکر یہ۔ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا الْخَيْرَ..... ہم خدا کی رضامندی کے لئے اس واسطے تم کو کھانا کھلاتے ہیں کہ ہم اپنے

رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں (عسوس بمعنی سخت، قَمَطِرٌ يَبُوءُ تلخ، تکلیف دہ) (خوف آخرت سے کوئی کام کرنا اخلاص اور ابتغاء موعظۃ اللہ کے منافی نہیں ہے) فَوْقَهُمُ اللَّهُ الْخَيْرَ سوائے اللہ تعالیٰ ان کو (اس اخلاص و اطاعت کی برکت سے) اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔ (مستقبل کو ماضی سے ذکر کیا گیا اس کے وقوع کے یقینی ہونے کی وجہ سے، مظہری) اور ان کو تازگی اور خوشی عطا فرمائے گا۔ (یعنی چہروں پر رونق اور تازگی اور قلوب میں خوشی)

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا الْخَيْرَ..... اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کے صبر یعنی استقامت فی الدین کے بدلہ میں جنت، اور ریشمی لباس دے گا، اس حالت میں کہ وہ جنت کے اندر مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، نہ وہاں تپش اور گرمی پائیں گے اور نہ جاڑا۔ (بلکہ فرحت بخش اور معتدل موسم ہوگا) وَذَانِبَةٌ عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا..... اور یہ حالت ہوگی کہ جنت کے

قیدی کو کھانا کھانا اگرچہ حکومت اسلامی کی ذمہ داری ہے مگر جو شخص اس کو کھانا کھلاتا ہے گو یا وہ حکومت اور بیت المال کی اعانت کرتا ہے، اور ابتدائے اسلام میں تو کھانا کھلانے اور حفاظت کی ذمہ داری عام مسلمانوں میں تقسیم کر دی جاتی تھی جیسے غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ معاملہ کیا گیا، دوسری بات یہ ہے کہ مذکورہ تفسیر کی صورت میں علی حدیث کی ضمیر مجرور اللہ کی طرف راجع ہے، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ علی بمعنی مع ہوا اور حدیث کی ضمیر طعام کی طرف راجع ہو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ ایسی حالت میں بھی غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں جبکہ وہ کھانا خود ان کو محبوب اور پسند ہے، یہ نہیں کہ بچا کچا کھانا غریبوں کو دیتے ہیں۔

درختوں کے سائے ان بہشتیوں پر جھکے ہوں گے، یعنی ان سے قریب ہوں گے اور سایہ راحت و آرام کے اسباب میں سے ہے، اب سوال یہ ہے کہ جنت میں آفتاب نہیں تو پھر سایہ کا کیا مطلب ہے؟ جواب یہ ہے کہ آفتاب تو واقعی جنت میں نہ ہوگا مگر ہو سکتا ہے کہ وہ سایہ دوسرے اجسام نورانیہ سے حاصل ہو۔ (اور سایہ کا فائدہ غالباً یہ ہے کہ حالات بدلتے رہیں کیونکہ ایک حالت خواہ کتنی ہی آرام دہ ہو آخر اس سے طبیعت اکتا جاتی ہے) وَذَلَّلْتُ فَطُوفُهَا تَذَلُّلاً... اور انکے میوے ان کے تابع کر دیئے جائیں گے یعنی ان کے اختیار میں ہوں گے کہ ہر وقت ہر طرح بلا مشقت لے سکیں گے۔

**ضمائر کے مراجع** قولہ كَانَ مِزَاجُهَا: ہا ضمیر کا مرجع کانس ہے حقیقتہً جب کہ وہ مشروب کے معنی میں ہو، یا مجازاً کانس مرجع ہے جب کہ ظرف بول کر مظروف مراد ہونے کی قبیل سے ہو یعنی جام (پیالہ) بول کر شربت مراد ہو۔ (مظہری) قولہ علی حبہ ضمیر کا مرجع بضم تشریح و حاشیہ تحریر کر دیا گیا۔

**لغات** اعتدنا: رکوع ۱ میں گذر چکا۔ سلسلہ: سلسلہ کی جمع، زنجیریں وَمُنِعَ مِنَ التَّنْوِينِ لِأَنَّهُ جَمْعٌ عَلَى صِيغَةِ مُنْتَهَى الْجُمُوعِ وَقَرِيءٌ بِالصَّرْفِ لِلتَّنَاسُبِ مَعَ أَغْلَالًا. أَغْلَالًا: غُلٌّ کی جمع، طوق۔ سَعِيرًا: رکوع ۱ میں گذر چکا۔ ابرارًا: بُرٌّ کی جمع، نیک لوگ بُرٌّ (ض، س) بُرًّا: نیک ہونا۔ يَشْرَبُونَ: مضارع جمع مذکر غَائِبٌ شَرَبَ (س) شَرَبًا: پینا۔ كَأْسٌ: جام شراب جمع أَكْوَاسٌ وَكُؤُوسٌ (وقد تطلق على الخمر مجازاً لعلاقة المجاورة (روح) وقال الراغب يُسْمَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَانْفِرَادِهِ كَأَسًا مِزَاجُهَا: (آمیزش) مصدر از مَازَجٍ مُمَازَجَةٌ وَمِزَاجًا (مفاعلة) ملانا (آمزش حاصل مصدر) كَأْفُورٌ: ایک خوشبودار گھاس سے سفید رنگ کا شفاف مادہ نکالا جاتا ہے۔ اس کو کافور کہتے ہیں، بطور دو اس کا استعمال کیا جاتا ہے جمع كَوَافِيرُ (القاموس الوحید) (آیت میں سرد لطیف شفاف پانی مراد ہے) (لغات القرآن) عَيْنٌ: چشمہ جمع عَيْنُونَ وَأَعْيُنٌ. يُفَجِّرُ وَنَهَاً مضارع جمع مذکر غَائِبٌ، فَجَّرَ الْمَاءَ تَفْجِيرًا: (باب تفعیل) پانی بہانا۔ يُؤْفُونَ: مضارع جمع مذکر غَائِبٌ، أَوْ فِي النَّذْرِ وَبِهِ إِيفَاءٌ: (باب افعال) نذر پوری کرنا۔ النَّذْرُ: نذر، منت جمع نُدُورٌ. شَرُّهُ: رکوع ۱ میں دیکھئے۔ مُسْتَطِيرًا: اسم فاعل واحد مذکر، عام، پھیلا ہوا، اسْتَطَارَ الشَّيْءُ (استفعال) منتشر ہونا، پھیلنا۔ حُبٌّ: مصدر، حُبٌّ (س) حُبًّا: محبت کرنا، پسند کرنا، یتیمًا: صیغہ صفت، وہ نابالغ بچہ جس کا باپ مر گیا ہو، جمع یتامی: یتَمُّ (ك) یتَمًا: یتیم ہونا۔ اَسِيرًا: صفت مشبہ، قیدی جمع اَسْرَاءٌ وَأَسَارَى، اَسْرَهُ (ض) اَسْرًا وَأَسَارًا: قید کرنا۔ وَجْهٌ: چہرہ، ذات، خوشنودی، پہلے معنی میں حقیقت ہے بقیہ معانی میں مجاز، یہاں آخری معنی مراد ہیں۔ جَزَاءٌ: مصدر، جَزَى (ض) جَزَاءً بَدَلًا وَبِنَا اَصْلَهُ جَزَى (بمعنی بدلہ حاصل مصدر ہے)۔ شُكْرًا: مصدر از (ن) شُكْرِيَّةً ادا کرنا (حاصل مصدر شکر یہ) عَبُوسًا: صفت مشبہ، سخت، عَبَسَ الْيَوْمُ (ض) عَبَسًا وَغُبُوسًا: سخت ہونا، ترش رو ہونا (یوم کی

طرف اس کی نسبت مجازاً ہے)۔ قَمَطَرِيْرًا: اسم، بہت زیادہ سخت، تکلیف دہ، تلیخ۔ وَقَهْمٌ: ماضی واحد مذکر غائب، وَقِيَ الشَّيْءَ (ض) وَقِيًا وَوَقَايَةً: حفاظت کرنا، بچانا۔ لَقَهْمٌ: ماضی واحد مذکر غائب، لَقَاهُ الشَّيْءُ تَلْقِيَةً (تفعیل) کسی کے سامنے کوئی چیز ڈالتا کہ وہ لے لے (اسی کو حضرت تھانوی نے عطا فرمانے سے تعبیر کیا ہے) نَضْرَةٌ: مصدر، بمعنی تازگی حاصل مصدر ہے، از نَضَرَ (ن) نَضْرًا وَنَضُورًا وَنَضِرَ (س) نَضْرًا وَنَضِرَ (ك) نَضَارَةٌ: تروتازہ ہونا، سُرُورًا: مصدر از سَرَّ (ن) سُرُورًا وَمَسْرَةً: خوش کرنا سُرَّ سُرُورًا، خوش ہونا (بمعنی خوشی حاصل مصدر یعنی اسم) صَبْرًا: ماضی جمع مذکر غائب، صَبَرَ (ض) صَبْرًا، ہمت سے کام لینا، نہ گھبرانا (مراد الاستقامۃ علی الایمان و الطاعة و الاحتراز عن المعاصی) (مزید تفصیل در سورۃ بلد حاشیہ ۲) حَوِيْرًا: اسم، ریشم۔ مُتَكَبِّرِينَ: اسم فاعل جمع مذکر (تکبیر لگائے ہوئے، اتَّكَبَّ عَنِ الشَّيْءِ اتِّكَاءً (افتعال) تکبیر لگانا۔ الارائك: (مسہریاں، تخت) أرِيْكَةٌ کی جمع۔ زَمَهْرِيْرًا: اسم، سخت سردی۔ دَانِيَةً: رکوع ۵ میں ملاحظہ ہو، ظَلَّلَ: (سائے) ظِلٌّ کی جمع۔ ذَلَّلْتُ: ماضی مجہول واحد مؤنث غائب۔ ذُلَّ الكَرْمُ تَذْلِيْلًا (تفعیل) انگور کے خوشے لٹکا دینا۔ (یہاں مراد تابع کر دینا) قَطُوفٌ: رکوع ۵ میں گذر چکا۔

**ترکیب** إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا..... ترکیب ظاہر ہے۔ لِلْكَافِرِينَ متعلق اعتدنا کے، سَلَاسِلٌ وَأَغْلَالٌ وَسَعِيرًا باہم معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، پھر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا..... إِنَّ حرف مشبہ بالفعل الابرار اسم إِنَّ، يَشْرَبُونَ فعل بفاعل، مِنْ كَأْسٍ موصوف كان مِزَاجُهَا كَافُورًا جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مَجْرُور، جار مَجْرُور متعلق يَشْرَبُونَ کے، اور وہ خبر إِنَّ، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا..... عَيْنًا موصوف يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ جملہ فعلیہ صفت، يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا حال از فاعل يَشْرَبُ، الغرض عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ موصوف صفت ہو کر بدل ہے، ماقبل آیت میں كَأْسٍ سے باعتبار محل کے اور اس کا محل نصب ہے۔ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا..... يُوفُونَ بِالنَّذْرِ جملہ فعلیہ معطوف علیہ (بالنذر) متعلق يُوفُونَ کے) (و او عاطفہ يَخَافُونَ فعل بفاعل، يَوْمًا موصوف كان شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف،

۱۔ اصل محاورہ ہے قَمَطَرِ النَّاقَةِ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹنی دم اٹھا کر ناک چڑھا کر منہ بنا کر مکروہ و ناپسندیدہ شکل اختیار کر لے۔ (مصباح اللغات) پھر اسی معنی کی مناسبت سے ہر مکروہ، برے، رنج دہ دن کے لئے استعمال ہونے لگا۔

۲۔ سرد و خوشی سے جو اندر چھپ رہی ہو، اور جس کا اثر ظاہر میں دکھائی دے اس کو خُورٌ کہتے ہیں۔

۳۔ عَيْنًا يَشْرَبُ کو كَافُورًا سے بھی بدل بنا سکتے ہیں نیز مفعول بہ بھی مان سکتے ہیں يَشْرَبُونَ کا ای يَشْرَبُونَ عَيْنًا مِنْ كَأْسٍ، نیز نصب بوجہ اختصام بھی مان سکتے ہیں، نیز يَشْرَبُونَ مقدر کا مفعول بہ بھی مان سکتے ہیں، نیز فعل يُفَجِّرُونَ کی بنا پر بھی منصوب پڑھ سکتے ہیں، نیز مِزَاجُهَا کی ضمیر سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانہ (کانہ قیل بم استحقوا هذا النعم، فقیل یوفون الخ) وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا..... واو عاطفہ، يُطْعَمُونَ فعل بفاعل الطعام مفعول بہ اول، علی حبہ حال از ضمیر يُطْعَمُونَ ای کائنین علی حب اللہ (روح المعانی) مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا تینوں معطوفات مل ملا کر مفعول بہ ثانی، پھر مکمل جملہ فعلیہ معطوف ماقبل یوفون بالنذر و یخافون الخ پر۔ إِنَّمَا نُنْطِعُكُمْ لَوَجْهِ اللَّهِ لَنُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا..... إِنَّمَا كَاذِبٌ وَمَكْفُوفٌ، نُنْطِعُكُمْ فعل فاعل، مفعول بہ، لَوَجْهِ اللَّهِ متعلق ہو کر نُنْطِعُكُمْ کے فاعل سے حال، یا نُنْطِعُكُمْ کے متعلق۔ لَنُرِيدُ مِنْكُمْ الخ حال از ضمیر نُنْطِعُكُمْ (منکم) متعلق نرید کے، جَزَاءً وَشُكُورًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، لا زائدہ برائے تاکید فی الغرض إِنَّمَا نُنْطِعُكُمْ الخ قائلین مقدر کا مقولہ اور وہ حال ماقبل يُطْعَمُونَ کی ضمیر سے۔ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبَّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا..... ترکیب ظاہر ہے جملہ تعلیلیہ ای تغلیل لقولہ إِنَّمَا نُنْطِعُكُمْ (من ربنا متعلق نخاف کے، یومًا موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول بہ نخاف کا) فَوَقَّهْمُ اللَّهُ هَرًّا ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهْمُ نَصْرَةً وَسُرُورًا..... فا عاطفہ وقی فعل هَمُّ مفعول بہ اول اللہ فاعل شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ لقی فعل بفاعل هَمُّ مفعول بہ اول، نَصْرَةً وَسُرُورًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف۔ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا..... واو عاطفہ جزئی فعل، ضمیر ہو مستر فاعل راجع اللہ کی طرف، هَمُّ مفعول بہ اول، با جارہ ما مصدریہ، صَبَرُوا فعل بفاعل، پھر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق جزئی کے، جَنَّةً وَحَرِيرًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر جزئی کا مفعول بہ ثانی، پھر جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر معطوف ماقبل يُوفُونَ پر (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) مَتَكِينِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ..... متکینین صیغہ اسم فاعل، ضمیر ذوالحال، فِيهَا متعلق کائنین محذوف کے ہو کر حال متکینین کی ضمیر سے، ذوالحال اپنے حال سے مل کر متکینین کا فاعل، عَلَى الْأَرَائِكِ متعلق متکینین کے، اور متکینین حال ہے۔ جَزَاهُمْ کی ضمیر مفعول سے، لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا..... جملہ فعلیہ حال جَزَاهُمْ کی ضمیر مفعول سے، یا متکینین کی ضمیر سے، (فہما متعلق لا یرون کے)، شَمْسًا وَزَمْهَرِيرًا مفعول بہ، دوسرا لا زائدہ برائے تاکید فی (وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلَّتْ أَقْطُوفُهَا تَذْلِيلًا.....) واو عاطفہ دَانِيَةً اسم فاعل، عَلَيْهِمْ اس کے متعلق ظِلَالُهَا مرکب اضافی دَانِيَةً کا فاعل، پھر شبہ جملہ ہو کر معطوف متکینین شبہ جملہ پر، واو عاطفہ، ذُلَّتْ فعل مجہول، أَقْطُوفُهَا مرکب اضافی نائب فاعل، تَذْلِيلًا مفعول مطلق فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف دَانِيَةً پر۔

۱۔ یہ جب ہے جب کہ علی کہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہو، اور اگر طعام کی طرف راجع ہو تو عبارت ہوگی کائنین علی حب الطعام ای محبین لہ۔

۲۔ یا جملہ تعلیلیہ ای تغلیل لیان الاطعام

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝۱۵ قَوَارِيرًا

اور انکے پاس چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آنخورے جو شیشے کے ہوں گے • وہ شیشے

مِنْ فِضَّةٍ قَدَرُوهَا تَقْدِيرًا ۝۱۶ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَتْ مِرْجَاهَا زَنْجَبِيلًا ۝۱۷

چاندی کے ہونگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا • اور وہاں ان کو ایسا جام شراب پلایا جاوے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی •

عَيْنًا فِيهَا تُسْمَى سَلْسَبِيلًا ۝۱۸ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝۱۹

یعنی ایسے سرچشے سے جو وہاں ہوگا، جس کا نام سلسبیل ہوگا • اور ان کے پاس ایسے لڑکے آمدورفت کریں گے، جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔

إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنثورًا ۝۱۹ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝۲۰

اے مخاطب! اگر تو ان کو دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں • اور اے مخاطب! اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے •

عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٌ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُوعًا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَمَهُمُ

ان جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہونگے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی۔ اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے، اور ان کا رب ان کو

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝۲۱ إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ۝۲۲

پاکیزہ شراب پینے کو دے گا • یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی •

**تشریح** ما قبل سے جنت کی نعمتوں کا ذکر چلا آ رہا ہے، لہذا تفسیر ملاحظہ فرمائیں! وَيُطَافُ عَلَيْهِمُ الخ اور کھانے

پینے کی چیزیں پہنچانے کے لئے ان کے پاس چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آنخورے جو شیشے کے ہوں گے اور

وہ شیشے چاندی کے ہوں گے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا (یعنی اس میں مشروب ایسے انداز سے

بھرا ہوگا کہ نہ اس وقت کی خواہش میں کمی رہے اور نہ اس سے بچے کہ دونوں میں بے لطفی ہوتی ہے، اور آنخورے چاندی

کے بنے ہوئے ہوں گے، نہایت سفید، لیکن صاف شفاف اور چمکدار ہونے میں شیشے کی طرح معلوم ہوں گے، اور ایک

خوبی ان میں یہ ہوگی کہ ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گی، جب کہ دنیا کی چاندی میں آر پار نظر نہیں آتا، اور

شیشے میں یہاں ایسی سفیدی بھی نہیں ہوتی اور جو کانچ سے تیار کیا جاتا ہے اس میں اگرچہ آر پار نظر آتا ہے مگر وہ چاندی کا

نہیں ہوتا، پس وہ ایک عجیب چیز ہوگی۔ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا الخ اور وہاں ان کو (علاوہ مذکورہ جام شراب کے جس

میں کافور کی آمیزش تھی، اور بھی) ایسا جام شراب پلایا جائے گا جس میں زنجبیل یعنی سونٹھ کی آمیزش ہوگی (سونٹھ کی تاثیر گرم

ہے اور اہل عرب منہ کا مزہ بدلنے کے لئے اس کو شراب میں ملاتے تھے، اور اس کو بہت پسند کرتے تھے، اس لئے اس کو

جنت میں بھی اختیار کیا گیا، مگر جنت کی سونٹھ نہایت عمدہ قسم کی ہوگی، واضح رہے کہ جنت کی نعمتوں اور دنیا کی نعمتوں میں

صرف نام میں شرکت ہے، وہاں کی زنجبیل اور دوسری نعمتوں کو دنیا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا)

عَيْنًا فِيهَا تُسْمَىٰ مُسَبِّلًا: عینا ترکیب میں کاسا سے بدل ہے، یعنی ایسے چشمے سے ان کو پلایا جائیگا جو وہاں ہوگا جس کا نام مسبیل ہوگا۔ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ الخ اور ان کے پاس یہ چیزیں لے کر ایسے لڑکے آمد و رفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اور وہ اس قدر حسین ہیں کہ اے مخاطب اگر تو ان کو چلتے پھرتے دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں (موتی سے تشبیہ تو صفائی، چمک دمک اور آب و تاب میں ہے اور بکھرے ہوئے کا وصف ان کے چلنے پھرنے کے لحاظ سے ہے جیسے یہ بکھرے ہوئے موتی ہوں کہ منتشر ہو کر کوئی ادھر جا رہا ہے، کوئی ادھر جا رہا ہے، اور یہ اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کے جنتی کی خدمت میں ایک ہزار خدام ہوں گے، حضرت انس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کے جنتی کے سر کے پیچھے دس ہزار خادم بغرض خدمت کھڑے ہوں گے۔

وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا. مذکورہ اسباب راحت میں انحصار نہیں بلکہ اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ مِّنْ سُندُسٍ خُضْرٍ وَأَسْتَبْرَقٍ. ان جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے، اور دبیز ریشم کے کپڑے ہوں گے (یعنی باریک اور دبیز دونوں قسم کے، کیونکہ ہر لباس میں جدا لطف ہے) وَخُلُوعًا مِّنْ إِصْبَةِ. اور ان کو چاندی کے ننگن پہنائے جائیں گے۔

**سوال** کوئی اشکال کرے کہ مردوں کو ننگن وغیرہ پہننا عیب سمجھا جاتا ہے۔ **جواب** یہ ہے کہ یہاں عیب ہونا وہاں عیب ہونے کو مستلزم نہیں، ظاہر ہے کہ ہر جگہ کا طور طریق الگ الگ ہوتا ہے، اور اس کا مشاہدہ دنیا میں بھی خوب ہے، دنیا میں ملوک کسرئی ہاتھوں میں ننگن اور تاج میں زیورات استعمال کرتے تھے اور یہ انکا خاص امتیاز و اعزاز سمجھا جاتا تھا، ملک کسرئی فتح ہونے کے بعد جو خزان کسرئی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان میں کسرئی کے ننگن بھی تھے) وَسَقَّاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا. اور ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پینے کو دے گا۔ (یعنی جنتیوں کو جو شراب ملے گی جس کا ذکر اوپر آیا یعنی بشریوں من کاس اور يُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا، میں، اس میں نہ نجاست ہوگی اور نہ کدورت و آلودگی۔ إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيَكُمْ مَشْكُورًا. مذکورہ تمام نعمتوں کو دے کر مسرت روحانی بڑھانے کے لئے اہل جنت سے ان کے جنت میں داخل ہونے کے بعد بطور مبارک باد کہا جائے گا کہ یہ تمہارا صلہ ہے یعنی تمہارے اعمال کا بدلہ ہے، اور تمہاری کوشش (جو دنیا میں کیا کرتے تھے) مقبول ہوئی۔

- ۱۔ دنیا کے لڑکوں کی طرح نہیں کہ چند دنوں کے بعد چہرہ کی رونق اور حسن و جمال بڑھاپا آنے اور عمر ڈھلنے سے پھیکا پڑ جاتا ہے۔
- ۲۔ دوسری آیات میں سونے کے زیورات کا ذکر ہے مگر مردوں میں تعارض نہیں کیونکہ دونوں طرح کا سامان ہوگا اور حکمت اس کی وہی تفسیر اور تفسیر ہے کہ بعض دفعہ ایک سامان کو استعمال کرتے کرتے طبیعت اکتا جاتی ہے۔
- ۳۔ اور نہیں جگہ جو سورت میں شراب کا ذکر آیا ہے ہر جگہ فرض جدا ہے جیسا کہ ترجمہ تفسیر سے ظاہر ہے، نیز پہلی جگہ بشریوں ہے، دوسری جگہ یسقون جو زیادتاً کرام و اعزاز پر دلالت کرتا ہے اور تیسری جگہ مفہوم دہم میں نہایت ہی تشریف و کرم ہے، پس تکرار کا شائبہ نہ ہو۔

**ضمائر کے مراجع** قَدَرُوا، مَرَجَ الطَّائِفِينَ جس پر يُطَافُ عَلَيْهِمْ سے دلالت ہو رہی ہے (بیان القرآن) وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ اى فى الجنة. قوله عَلَيْهِمْ مَرَجَ مُلْكًا كَبِيرًا حذف مضاف کے ساتھ اى اهل ملك كبير. يا مَرَجَ اَبْرَارٍ، يا مَطْوُوفٌ عَلَيْهِمْ جس پر ويطوف عليهم دال ہے، (جلالین) قوله اِنَّ هَذَا اى النعيم.

**لغات** يُطَافُ: مضارع مجہول واحد مذکر، اطاف بہ او علیہ: کسی کے پاس آنا (با کی وجہ سے متعدی ہے، لایا جانا) آئیۃ: برتن واحد اِناء، فِضَّة: چاندی، جمع فِضَضٌ. اَكْوَابٌ: آبخورے یعنی پیالے، واحد كُوبٌ. قَوَارِيرٌ: شیشے کے برتن، واحد قَارُورَةٌ. يُسْقَوْنَ: مضارع مجہول جمع مذکر غائب، سَقَى (ض) سَقِيًا: پلانا۔ زَنْجَبِيلًا: سونٹھ، ادرك، (امام سیوطی نے اتقان میں لکھا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے) سَلْسَبِيلًا: آسانی سے حلق میں اترنے والا مشروب (۲) جنت کے ایک چشمہ کا نام، جمع سَلَسِبٌ وَسَلَسِيبٌ۔ يَطْوُفُ: مضارع واحد مذکر غائب، طاف حوله وبه وعليه: (ن) طَوْفًا وَطَوَافًا: چکر لگانا، ارد گرد گھومنا۔ وَلَدَانٌ: لڑکے، واحد وليد. مُخَلَّدُونَ: اسم مفعول جمع مذکر (ہمیشہ رکھے ہوئے) خَلَّدَهُ تَخْلِيدًا: ہمیشہ رکھنا۔ حَسِبْتَهُمْ: ماضی واحد مذکر حاضر، حَسِبَ (س، ح) حِسْبَانًا: گمان کرنا۔ لَوْلَوْأُ: موتی، جمع لَالِي. مَنثورًا: اسم مفعول واحد مذکر (بکھرے ہوئے) نَفَرَ الشَّيْءُ نَفْرًا وَنِثَارًا، بکھیرنا۔ ثَمَّ: ظرف مکان برائے بعید (وہاں) (دیکھئے مشکل ترکیبوں کا حل) نَعِيمًا: رکوۃ ۴ میں گذر چکا۔ مُلْكٌ رِكْوَعٌ (۱) میں گذر چکا۔ كَبِيرًا: رکوۃ ۱ میں گذر چکا۔ عَلَيْهِمْ: یا تو اسم فاعل از علا (ن) عَلُوا: بلند ہونا، یا ظرف بروزن اسم فاعل جیسے دَاخِلُ الشَّيْءِ وَخَارِجُ الشَّيْءِ، بمعنی فوقہم۔ ثِيَابٌ: رکوۃ ۵ میں دیکھئے۔ سُنْدُسٌ: ایک باریک ریشمی کپڑا۔ خَضِرٌ: سبز، ہرے، واحد أَخْضَرَ، خَضِرَاءُ، خَضِرٌ (س) خَضِرًا وَخَضِرَةً: سبز ہونا۔ اسْتَبْرَقٌ: موٹا ریشمی کپڑا۔ حُلُوا: ماضی مجہول جمع مذکر غائب حَلَى الجارية: زیور پہنانا (در اصل حُلِيُوا تھا بوجہ ثقل بیاہ کا ضمہ ماقبل لام کو دے دیا، اور پھر یا کو بوجہ اجتماع ساکنین حذف کر دیا) اَسَاوِرٌ: کنگن: پہنچیاں، واحد سِوَارٌ. سَقَا: ماضی واحد مذکر غائب، سَقَى (ض) سَقِيًا: پلانا (اصلہ سَقَى) شَرَابًا: بمعنی مشروب، پینے کی چیز، شراب، شربت وغیرہ۔ طَهُورًا: صیغہ صفت یعنی اسم مبالغہ، بہت پاکیزہ، صاف ستھرا جس میں گدلا پن نہ ہو، طَهْرٌ (ك) طَهْرًا وَطَهَارَةً: پاک صاف ہونا۔ سَعِيْكُمْ: باب فتح کا مصدر، سعی بمعنی مَسَاعِي ہے (کوششیں): یہاں مصدر مضاف عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔ مَشْكُورًا: اسم مفعول واحد مذکر (قابل شکر، مقبول) شَكَرَ (ن) شُكْرًا: شکر ادا کرنا۔

**ترکیب** وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِأَنِيَّةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا..... واو عاطفہ يُطَافُ فعل مجہول،

۱۔ اعراب القرآن وپانہ و صرفہ میں ہے کہ یہ صفت مشبہ ہے با مبالغہ زیادہ کیا گیا۔ المراد الماء الذى هو فى غاية السلاسة، یعنی صاف بہتا ہوا پانی، بعض نے کہا کہ یہ بھی لفظ ہے۔

۲۔ طاهر (پاک) کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کی طہارت متعدی نہ ہو جیسے کپڑے کی طہارت کہ خود تو پاک ہے مگر دوسری شئی کو اس کے ذریعہ پاک نہیں کیا جاسکتا، دوسرا وہ کہ جس کی طہارت متعدی ہو یعنی جو دوسری چیزوں کو بھی پاک کر سکے، جیسے پانی وغیرہ۔

علیہم جار مجرور متعلق یطاف کے، با حرف جر آئیہ موصوف من لُصْبَة کائبة کے متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت معطوف علیہ، واو حرف عطف اکواب موصوف، کانت فعل ناقص ضمیر ہی اس کا اسم راجع اکواب کی طرف، قواریرا خبر، فعل ناقص مع اسم و خبر صفت اکواب کی، موصوف مع صفت معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور نائب فاعل یطاف کا، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف (اس کا معطوف علیہ جزا ہم ہے)۔ قواریرا من لُصْبَة قَدَرُوْهَا تَقْدِیراً..... قواریرا موصوف، من لُصْبَة متعلق کائبة محذوف کے ہو کر صفت اول، قَدَرُوْهَا تَقْدِیراً جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر بدل قواریرا سے۔ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا کَاسًا کَانَ مَزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا..... واو عاطفہ یُسْقَوْنَ فعل مع نائب فاعل، فِیْهَا متعلق یُسْقَوْنَ کے۔ کَاسًا موصوف کَانَ مَزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا جملہ فعلیہ صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ ثانی یُسْقَوْنَ کا، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، (اس کا عطف یتکاف الخ پر ہے) عَیْنَا فِیْهَا تُسْمٰی سَلْسِیْلًا..... عَیْنَا موصوف فِیْهَا متعلق کائبة محذوف کے متعلق ہو کر صفت اول، تسمی سلسبیلًا جملہ فعلیہ صفت ثانی (سلسبیلًا مفعول بہ ثانی، اور مفعول بہ اول تسمی کی ضمیر نائب فاعل ہے) موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر ماقبل کَاسًا سے بدل، وَ یَطْوَفُ عَلَیْهِمْ وَلَدَانٌ مُّخَلَّدُونَ اِذَا رَآیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْشُورًا..... واو عاطفہ یطوف فعل علیہم متعلق یطوف کے ولدان موصوف، مخلدون اسم مفعول اپنے نائب فاعل ہم ضمیر سے مل کر صفت اول، اِذَا ظرفیہ مضاف مضمین بمعنی شرط رایتهم جملہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ ظرف ہے اپنے جواب و جزا حَسِبْتَ کا، حَسِبْتَ فعل ضمیر انت فاعل ہم مفعول بہ اول، لُؤْلُؤًا مَّنْشُورًا موصوفہ صفت مل کر مفعول بہ پائی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جواب شرط، پھر شرط و جزا۔ وَلَدَانٌ کی صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ماقبل یُسْقَوْنَ پر۔ وَاِذَا رَآیْتَهُمْ رَآیْتَ نَعِیْمًا وَمُلْکًا کَبِیْرًا..... واو استثنائیہ (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اِذَا ظرفیہ مضاف مضمین معنی شرط، رَآیْتَ فعل بفاعل، ثم ظرف مکان مفعول فیہ رایت کا، اِی فِی الْجَنَّةِ جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا رایت مؤخر کا، رَآیْتَ فعل بفاعل، نعیما معطوف علیہ واو حرف عطف مُلْکًا کَبِیْرًا مرکب توصیفی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ متانفہ۔ عَلَیْهِمْ نِیَابٌ سُنْدُسٌ خَضِرٌ وَاسْتَبْرَقٌ..... عَلَیْهِمْ مضاف مضاف الیہ بمعنی فوقہم ثابتہ محذوف کا ظرف ہو کر خبر مقدم۔

۱۔ یا یسقون کی ضمیر سے حال ای موجود ہیں فیہا۔

۲۔ بالفاظ دیگر حسب فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں اور ظرف مقدم سے مل کر صفت ثانی۔

۳۔ عالیہم کی دوسری ترکیب یہ ہے کہ یہ حال ہو ماقبل علیہم کی ضمیر سے یا حسبہم کے مفعول بہ سے یا نعیما سے ہمکہ یہ مضاف الیہ اہل نعم، اس صورت میں نیاب سندس الخ عالی اسم فاعل کا قائل بنے گا، اور عالی کو بایں وجہ زنت میں لایا گیا کہ نیاب سندس کی تانیہ غیر حقیقی ہے۔

ثابت سندس مرکب اضافی موصوف خضر صفت، موصوف مع، صفت معطوف علیہ واو عاطفہ استہرق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا موخر، مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ۔ وَحُلُّوا اساورَ من فضةً..... واو عاطفہ حُلُّوا فعل مجہول، واو ضمیر نائب فاعل، اساور موصوف، من فضة کائنة محذوف کا متعلق ہو کر صفت، موصوف مع صفت مفعول بہ، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ معطوف، وَمَسْقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا..... جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ مستأنفہ۔ (شرابا طهوراً) مرکب تو صیغی مفعول بہ ثانی) انَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا..... ان حرف مشبہ بالفعل هَذَا اس کا اسم (ای النعم) كَانَ فعل ناقص، ضمیر اس کا اسم لَكُمْ ثابتاً محذوف کا متعلق ہو کر جزاء سے حال، جزاء خبر كَانَ، فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، كَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حرف مشبہ بالفعل کی خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ مقولہ بقال فعل محذوف کا ای بقال لاهل الجنة.

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِیْلًا ﴿۱۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ

ہم نے آپ پر قرآن تموزاً تموزاً کر کے اتارا ہے • سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر مستعمل رہئے اور ان میں سے کسی

مِنْهُمْ اِثْمًا اَوْ كُفُورًا ﴿۱۴﴾ وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصْبِلًا ﴿۱۵﴾ وَمِنَ اللَّیْلِ

فاسق یا کافر کے گنہگاروں میں نہ آئیے • اور اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجئے • اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی

لِنَسْجُدْ لَهُ وَنَسْبُحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ هَؤُلَاءِ یُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَیَذُرُونَ

اس کو بوجہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے • یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے ایک بھاری دین کو چھوڑ بیٹھے ہیں

وَرَاٰهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا ﴿۱۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا اَسْرَهُمْ ﴿۱۸﴾ وَاِذَا سِئْنَا

ہم ہی نے ان کو پیدا کیا • اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے، اور جب ہم چاہیں

بَدَلْنَا اَمْثَالَهُمْ تَبْدِیْلًا ﴿۱۹﴾ اِنَّ هَذِهِ تَذْکِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰی رَبِّهِ سَبِیْلًا ﴿۲۰﴾

ان ہی جیسے لوگ ان کو جگہ بدل دیں • یہ نصیحت ہے، سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کر لے •

وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یُّشَاءَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۲۱﴾

اور بدون خدا کے چاہے تم لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے، خدا تعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے •

یُدْخِلُ مَنْ یُّشَاءُ فِی رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۲۲﴾

وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے •

**تفسیر** ما قبل میں جزائے فریقین کو ذکر کرنے کے بعد اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کا بیان ہے یعنی آپ ان کی مخالفت سے غم نہ کیجئے اور طاعت و عبادت اور دعوت و اصلاح کے کام میں لگے رہئے، اور بیان اس طاعت کا یہ ہے کہ: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے، تاکہ تھوڑا تھوڑا لوگوں کو پہنچاتے رہیں اور ان کو اس سے فائدہ اٹھانے میں آسانی ہو۔ فَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ الخ سو آپ اپنے رب کے حکم پر (کہ اس میں تبلیغ بھی داخل ہے) مستقل رہئے، اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئیے، یعنی جو دعوت و تبلیغ سے منع کرے اس کی موافقت نہ کیجئے جیسے عقبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ اور دیگر کفار قریش آپ کو اس فرض منصبی سے رد کرنا چاہتے تھے، لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو متنبہ فرمادیا، اور مقصود اس سے اظہار اہتمام شان ہے، ورنہ آنحضرت ﷺ سے ان کی موافقت کرنے کا کوئی احتمال ہی نہیں تھا۔ وَإِذْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ اسْمُ رَبِّكُمْ بُكْرَةً وَأَصِيلًا الخ عبادت متعدیہ یعنی جس کا نفع دوسروں کو بھی پہنچے اس کو ذکر کرنے کے بعد، اب عبادت لازمہ کا ذکر ہے، یعنی جس کا نفع اپنے تک محدود ہو، فرمایا کہ اور آپ اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجئے، اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے، یعنی نماز فرض پڑھا کیجئے۔ وَمَسْبُحَةً لَّيْلًا طَوِيلًا اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کیجئے، مراد اس سے تہجد ہے علاوہ فرائض کے، آگے کفار کی مذمت اور ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ إِنَّ هَؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذْرُونَ وَرَأَتْهُمْ يَوْمًا لَّيْلًا۔ یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (یعنی یہ لوگ جو آپ کی نصیحت قبول نہیں کرتے بلکہ مخالفت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حُبِّ دُنْيَا نے ان کو اندھا کر رکھا ہے اس لئے یہ لوگ عاجلہ یعنی جلد ہاتھ آنے والی چیز (دنیا) سے محبت رکھتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن سے غفلت میں ہیں) نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمُ الخ یوم ثقیل کا ذکر سن کر یہ احتمال تھا کہ کفار اس کا انکار کریں لہذا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو بیان کر کے اس احتمال کو دفع فرماتے ہیں کہ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا، اور ہم ہی نے ان کے جوڑ، بند مضبوط کئے اور جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں (ظاہر ہے کہ انسان کے جوڑ بند بظاہر نرم و نازک معلوم ہوتے ہیں مگر کیا شان قدرت ہے اس خلاق کریم کی کہ یہ جوڑ بند سالہا سال گزرنے کے بعد اور شب و روز ان کو استعمال اور حرکت میں لانے کے بعد بھی نہ گھٹتے ہیں اور نہ ٹوٹتے ہیں، جب کہ لوہے کے اسپرنگ بھی سال دو سال میں گھس کر ٹوٹ جاتے ہیں لہذا جب اللہ تعالیٰ شانہ کی اتنی بڑی قدرت ہے تو پھر مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے میں کوئی دشواری کی بات ہے) إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ الخ مضامین سابقہ پر بطور تفریح کے فرماتے ہیں کہ یہ تو نصیحت ہے، سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کر لے (یعنی زور زبردستی منوادینا آپ کا کام نہیں، قرآن ایک نصیحت ہے بس آپ نصیحت کر دیجئے آگے ہر ایک کو اختیار ہے جس کا جی چاہے اپنے رب کی خوشنودی تک پہنچنے کا راستہ اختیار کر لے) وَمَا تَشَاؤُنَ الخ قرآن کے تذکرہ و نصیحت ہونے میں اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ بعض کو تو اس سے ہدایت نہیں ہوتی، تو بات یہ ہے کہ قرآن فی نفسہ تذکرہ اور ہدایت ہے لیکن فرمایا: وَمَا تَشَاؤُنَ الخ بغیر خدا کے

چاہے تم لوگ کوئی بات نہیں چاہ سکتے، اور بعض لوگوں کے خدا کے نہ چاہنے میں بعض حکمتیں ہوتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ بڑا علم والا، بڑی حکمت والا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے (اور جس کو چاہتا ہے کفر و ظلم میں مبتلا رکھتا ہے) وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔ اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

**الاعمال** حکم: رکوع ۶ میں دیکھئے۔ لَا تَطِيعُ: فعل نہی واحد مذکر حاضر، اطاع إطاعة: فرمانبرداری کرنا۔ اَلِيمًا: اسم فاعل واحد مذکر (گناہ گار، فاسق) اَلِيمٌ (س) اَلِيمًا: گناہ کرنا، کفوراً: تحقیق گزر چکی۔ بُكْرَةً: دن کا اول حصہ، صبح سویرے، اَصِيلًا: وقت شام، عصر و مغرب کے درمیان کا وقت، جمع اَصَال۔ العاجلة رکوع ۷ میں ملاحظہ ہو۔ يَنْدُرُونَ: مضارع جمع مذکر غائب، وذر (س) وذرأ چھوڑنا (اس کا صرف مضارع اور امر نہی مستعمل ہیں) شَدَدْنَا: ماضی جمع متکلم شَدَّ الشئ (ض، ن) شَدًّا: مضبوط کرنا۔ اَسْرَهُمْ: (ای مفاصلہم) (قاموس) جوڑ، بند۔ بَدَلْنَا: ماضی جمع متکلم، بَدَلٌ تبدیلیاً (تفعیل) بدلنا۔ امثال: مانند، واحد مَثَلٌ اور مِثْلٌ۔ رَحْمَتِهِ: مصدر، رَجِمَ (س) رَحْمَةً وَرَحْمًا، وَمَرْحَمَةٌ: مہربان ہونا (بمعنی مہربان حاصل مصدر، یہاں مراد ہے جنت)۔ الظَّالِمِينَ: اسم فاعل جمع مذکر۔ ظَلَمَ (ض) ظَلَمًا: ظلم کرنا۔ اَعَدَّ: ماضی واحد مذکر غائب، اعداداً (افعال) تیار کرنا۔

**ترکیب** اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا..... اِن حرف مشبہ بالفعل نا ضمیر اسم نحن ضمیر فصل، یا تاکید برائے اسم اِن۔ نَزَّلْنَا: فعل بفاعل، عَلَيْكَ متعلق نَزَّلْنَا کے، الْقُرْآنَ مفعول بہ، تَنْزِيلًا: مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَطِيعُ مِنْهُمْ اَلِيمًا اَوْ كُفُورًا..... فَاصْبِرْ اور شرط مقدر ہے اِن اِن عرفت هذا فَاصْبِرِ الخ اصْبِرْ فعل بفاعل، لِحُكْمِ رَبِّكَ متعلق اصْبِرْ کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ لَا تَطِيعُ فعل نہی، ضمیر الت فاعل، مِنْهُمْ کائناً کا متعلق ہو کر حال اَلِيمًا سے، اَلِيمًا اور کُفُورًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف۔ وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَاَصِيلًا..... جملہ انشائیہ معطوف (اسم ربك مفعول بہ، بُكْرَةً وَاَصِيلًا معطوف و معطوف علیہ ہو کر مفعول فیہ) تمام معطوفات مل ملا کر جزا، شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا..... واو عاطفہ من اللیل متعلق مقدم اسجد کا، فا رابطہ شرط مقدر کے جواب میں، ای مہما حَصَلَ فَاسْجُدْ الخ، اسجد فعل بفاعل، لَهُ متعلق اسجد کا، پھر جملہ انشائیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ سَبِّحْ فعل بفاعل، ہا ضمیر مفعول بہ، لَيْلًا طَوِيلًا مرکب توصلی مفعول فیہ، پھر یہ جملہ انشائیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جزا، شرط مع جزا معطوف باقبل شرط پر یعنی اِن عرفت هذا فَاصْبِرِ الخ پر۔ اِن هُوَ لَآ يَعْجِزُكَ الْعَاجِلَةُ وَيَنْدُرُونَ وَرَأَتْهُمْ يَوْمًا لَقِيْلًا..... اِن حرف مشبہ بالفعل هُوَ لَآ اسم، يَعْجِزُكَ الْعَاجِلَةُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر

معطوف علیہ، و او حرف عطف یدورن فعل بفاعل، و رانہم ثابتا محذوف کا ظرف ہو کر حال یوماً ثقیلاً سے۔  
یوماً ثقیلاً مرکب تو صیغی مفعول بہ، پھر یہ جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل  
مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ متانفہ۔ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَلَهُمْ تَبْدِيلًا..... نحن  
مبتدا، خلقناہم فعل فاعل مفعول بہ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، شددنا اسرہم فعل فاعل اور اسرہم مرکب اضافی  
مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ معطوف، و او عاطفہ اذا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط شِئْنَا فعل بفاعل، جملہ فعلیہ  
مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف اپنے جواب و جزا بَدَّلْنَا کا، بَدَّلْنَا فعل بفاعل، اَمْثَلَهُمْ مرکب  
اضافی مفعول بہ، تَبْدِيلًا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل وغیرہ سے مل کر معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر خبر، مبتدا مع خبر  
جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِنَّ هٰذِهِ تَذٰكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰی رَبِّهِ سَبِيْلًا..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہذہ اسم (ای ہذہ  
السورۃ او ہذہ الآیات) تذکرۃ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ، فا عاطفہ من اسم  
شرط جازم مبتدا، شاء فعل شرط، (مفعول بہ محذوف ای الخیر لنفسہ و حسن العاقبۃ) اتَّخَذْ فعل بفاعل، الی  
ربہ متعلق کائنات کے ہو کر مفعول بہ ثانی سبیلًا مفعول بہ اول، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جزا، شرط  
مع جزا خبر، مبتدا مع خبر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ۔ وَمَا تَشَاوُنَ اِلَّا اِنْ يَّشَاءَ  
اللّٰہُ..... و او عاطفہ مانافیہ تَشَاوُنَ فعل بفاعل، مفعول بہ محذوف ای الطاعۃ، الا ارادۃ حصر، ان یشاء اللّٰہ جملہ  
فعلیہ بتاویل مصدر ظرف زمان ہے محل نصب میں، مضاف کی تقدیر کے ساتھ ای وقت ان یشاء اللّٰہ، ما تَشَاوُنَ  
فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ محذوف اور ظرف زمان یعنی مفعول فیہ سے مل کر معطوف من شاء پر۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ  
عَلِيْمًا حٰکِمًا جملہ تعلیلیہ (حکیم خبر ثانی) یُدْخِلُ مَنْ یَّشَاءُ فِی رَحْمَتِہِ..... یُدْخِلُ فعل بفاعل مَنْ یَّشَاءُ  
اسم موصول مع صلہ مفعول بہ، فی رَحْمَتِہِ متعلق یُدْخِلُ کے، جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔ وَالظَّالِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا  
اَلِیْمًا..... و او عاطفہ الظالمین فعل محذوف کا مفعول بہ از قبیل اشتغال ای یُعَذِّبُ الظالمین، فعل اپنے فاعل  
اور مفعول بہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ متانفہ بیانیہ۔ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا.....  
جملہ تفسیریہ یُعَذِّبُ الظالمین کا (لہم متعلق اَعَدَّ کے، عذابا الیما موصوف مع صفت مفعول بہ)

☆☆☆

- ۱۔ وراء بمعنى قدام.  
۲۔ اذا شئت الخ یعنی شرط و جزا کا عطف شددنا پر ہے۔ (مظہری) بعض نے کہا کہ بَدَّلْنَا معنی جعلنا ہے لہذا مفعول بہ ثانی محذوف ہے ای بدلنا  
منہم.  
۳۔ الا کو برائے استثناء بھی مان سکتے ہیں، اور ان یشاء اللّٰہ مستثنی من اعم الاحوال ای و ما تَشَاوُنَ الطاعۃ فی کل حال الا فی حال  
مشبہ اللّٰہ.  
۴۔ بعض نے اَوْعَدَ محذوف نکالا ہے ای اَوْعَدَ الظالمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ مَكِّيَّةٌ

وَالْمُرْسَلَاتِ ۱ عُرْفًا ۱ ۱ فَالْعَصْفِ ۱ عَصْفًا ۱ ۱ وَالنَّشْرَاتِ ۱ نَشْرًا ۱ ۱

قسم ہے ان ہواؤں کی جو طبع پہنچانے کیلئے بھیجی جاتی ہیں • پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں • اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں •

فَالْفَرِّقَاتِ ۱ فَرَقًا ۱ ۱ فَالْمُلْقِيَاتِ ۱ ذِكْرًا ۱ ۱ عُدْرًا ۱ ۱ أَوْ نُنْدْرًا ۱ ۱ إِنَّمَا تُوْعَدُونَ لَوَاقِعَ ۱ ۱

پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں • پھر ان ہواؤں کی جو اللہ کی یاد • یعنی توبہ کا یا ڈرانے کا القا کرتی ہیں • کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے •

سورت سابقہ میں وقوع قیامت اور جزا و سزا کے اسباب اور اس کی تفصیل مذکور تھی، اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے، بس اتنا فرق ہے کہ وہاں ترغیب کا مضمون زیادہ تھا، اور یہاں ترہیب اور ڈرانے کا مضمون زیادہ ہے۔

تشریح مذکورہ آیات میں حق تعالیٰ نے چند چیزوں کی تم کھا کر قیامت کے یقینی طور پر آنے کا ذکر فرمایا ہے، اور ان چند چیزوں کا نام قرآن میں بیان نہیں کیا البتہ ان کی اس جگہ پانچ صفتیں بیان فرمائی ہیں، مُرْسَلَات، عَاصِفَات، نَاشِرَات، فَارِقَات، مُلْقِيَاتُ الذُّكْرِ۔ بعض حضرات نے ان کا موصوف ہواؤں کو قرار دیا ہے۔

لہذا تفسیر ملاحظہ فرمائیں! وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔ قسم ہیں ان ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لئے بھیجی جاتی ہیں (یعنی وہ ہوائیں جو بارش لے کر آئی ہیں، اور ان کی نفع رسانی ظاہر ہے) فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا۔ پھر ان ہواؤں کی جو سختی سے چلتی ہیں (یعنی وہ تیز ہوائیں اور آندھیاں جن سے خطرات کا احتمال ہوتا ہے) وَالنَّشِرَاتِ نَشْرًا۔ اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں (جس کے بعد بارش ہونے لگتی ہے) فَالْفَرِّقَاتِ فَرَقًا۔ پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں (جیسا کہ بارش کے بعد ہوتا ہے کہ ہوا چلنے سے بادل چھٹ جاتے ہیں) فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا عُدْرًا أَوْ نُنْدْرًا۔ پھر ان ہواؤں کی جو (دل میں) اللہ کی یاد یعنی توبہ یا ڈرانے کا القا کرتی ہیں (یعنی مذکورہ ہوائیں اللہ کی یاد اور اس کی طرف متوجہ ہونے کا سبب ہو جاتی ہیں، اور وہ توجہ دو طور سے ہوتی ہے ایک نڈر یعنی خوف سے جب کہ ان ہواؤں سے خوف کے آثار نمایاں ہوں، اور دوسرے عذر یعنی توبہ و معذرت سے اور توبہ و معذرت خوف و امید دونوں صورتوں میں ہو سکتی ہے، یعنی اگر ہوائیں نفع بخش ہوں تب تو لوگ خدا کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کا شکر اور اپنی تقصیرات سے عذر کرتے ہیں، اور اگر وہ ہوائیں خوفناک ہوں تو لوگ خدا کے عذاب سے ڈر کر اپنے معاصی سے توبہ کرتے ہیں۔

بعض نے ان پانچوں صفات کا موصوف فرشتوں کو قرار دیا ہے، ابن کثیر نے فرمایا کہ پہلی تین صفات ہواؤں کی ہیں اور آخری دو فرشتوں کی۔

آگے جواب قسم ہے یعنی **إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ** کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے۔ (مراد قیامت ہے)

**قسم و جواب قسم میں مناسبتاً** جواب قسم میں وقوع قیامت کا ذکر ہے اور قسم میں ہواؤں کا اور یہ سب قسمیں قیامت کے نہایت مناسب ہیں کیونکہ نوحہ اولیٰ کے بعد تمام عالم کا فنا ہو جانا تیز آندھیوں کے مشابہ ہے اور نوحہ ثانیہ کے بعد مردوں کا زندہ ہونا وغیرہ ہوائے نافع کے مشابہ ہے کہ جس سے بارش ہوتی ہے۔

**لغات** المرسلات: اسم مفعول جمع مؤنث، بھیجی جانے والی، اُرْسِلَ، اِرْسَالًا (الفعال) بھیجنا۔ عُرِفَا: احسان، نیکی، بخشش (۲) پے بہ پے، عرف کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے اور آیت کریمہ میں دونوں معنی کئے گئے ہیں (۱) عرف بمعنی معروف و احسان، روح المعانی میں ہے ای المرسلات للاحسان و المعروف (اس صورت میں عرفا مفعول نہ بنے گا) (۲) عرف بمعنی تتابع یعنی پے در پے بھیجی ہوئی۔ عاصِفات: اسم فاعل جمع مؤنث، تیز و تند چلنے والی ہوائیں، آندھیاں، عَصَفَ (ض) عَصْفًا وَغُصُوفًا: ہوا کا تیز و تند چلنا۔ نَاشِرَات: اسم فاعل جمع مؤنث، پھیلانے والی، نَشَرَ (ن، ض) نَشْرًا: پھیلانا۔ فَارِقَات: اسم فاعل جمع مؤنث، منتشر کرنے والی، فَرَّقَ (ن، ض) فَرَقًا: پھاڑنا، جدا کرنا مُلْقِيَات: اسم فاعل جمع مؤنث، القاء کرنے والی، القاء (افعال) ڈالنا، القاء کرنا۔ عُنْدَرَا: مصدر، عُنْدَرَ (ض) عُنْدَرًا، عُنْدَرًا، عُنْدَرًا (بمعنی معافی و توبہ حاصل مصدر ہے) جمع اَعْدَار. نَذَرَا: مصدر ہے خلاف قیاس بمعنی اِنذَار (افعال) ڈرانا۔ تُوَعَدُونَ: مضارع مجہول جمع مذکر حاضر، وَعَدَ (ض) وَعَدًا وَوَعْدَةً وعدہ کرنا۔

**ترکیب** والمرسلات عُرِفَا..... واو حرف جر و قسم، المرسلات اسم مفعول جمع مؤنث، ضمیر هُنَّ نائب فاعل، عُرِفَا مفعول لہ، اور المرسلات کا موصوف محذوف ہے، ای الرياح المرسلات، پھر المرسلات عرفا معطوف علیہ، فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا فَالْفَارِقَاتِ فَرَقًا فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا عُنْدَرًا أَوْ نَذَرًا..... تمام آیتیں باہم معطوف و معطوف علیہ (ذکر ا مفعول بہ الملقیات کا، عُنْدَرًا أَوْ نَذَرًا بدل ذکر ا سے) تمام معطوفات مل ملا کر مجرور، جار مجرور متعلق اقسام محذوف کے ہو کر قسم۔ **إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ**..... اِن حرف مشبہ بالفعل ما اسم موصول تو وعدون جملہ فعلیہ صلہ، (عائد محذوف ہے ای تُوَعَدُونَهُ) اسم موصول مع صلہ اسم اِن، لام مزحلقة، واقعہ شبہ جملہ ہو کر خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ اسمیہ جواب قسم، (وجملہ القسم ابتدائیۃ لامحل لہا)



۱۔ عرف کے منصوب ہونے کی چار وجہیں ہو سکتی ہیں (۱) مفعول لہ کی بنا پر ای اُرْسِلَتْ لِلْإِحْسَانِ وَالمَعْرُوفِ (۲) منصوب بنوع الفاعل ای المرسلات بالعرف، ان دونوں صورتوں میں عرف نیکی اور خوبی کے سنی میں ہوگا۔ (۳) حال ہونے کی بنا پر منصوب ہو یعنی عرف بمعنی تھمذ (۴) یا مفعول مطلق ہو یعنی عرف مصدر اِرْسَالًا کے سنی میں، ای المرسلات اِرْسَالًا۔  
۲۔ قولہ عرفا: اس کو متابعت کے معنی میں المرسلات کی ضمیر سے حال بھی بنا سکتے ہیں۔

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۙ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۙ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ

سو جب ستارے بے نور ہو جائیں گے • اور جب آسمان پھٹ جاوے گا • اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے •

وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْتَتْ ۙ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۙ لِيَوْمِ الْفُضْلِ ۙ

اور جب سب پیغمبر وقت معین پر جمع کئے جاویں گے • کس دن کے لئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے • فیصلہ کے دن کے لئے •

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الْفُضْلِ ۙ وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۙ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ۙ

آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر چکے •

ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخَرِينَ ۙ كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۙ وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۙ

پھر پچھلوں کو بھی انہی کے ساتھ ساتھ کر دیں گے • ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

**تشریح** ماہل آیت یعنی اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٍ میں وقوع قیامت کا ذکر تھا، اب قیامت کے واقع ہونے کے

وقت کے چند حالات کا ذکر ہے۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں! فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ الخ سو جب ستارے بے نور ہو جائیں گے، اور جب آسمان

پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے (یعنی روئی کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں گے)۔ وَإِذَا الرُّسُلُ

أَقْتَتْ۔ اور جب سب پیغمبر وقت معین پر جمع کئے جائیں گے (اس وقت سب کا فیصلہ ہوگا) آگے اس یوم کی ہولناکی کا

بیان ہے کہ لای یوم أُجِّلَتْ کس دن کے لئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا، آگے جواب ہے۔ لِيَوْمِ الْفُضْلِ

فیصلہ کے دن کے لئے، (یعنی فیصلہ کے دن کے لئے پیغمبروں کے معاملہ کو ملتوی رکھا گیا، مطلب اس سوال و جواب کا یہ

ہے کہ کفار جو رسولوں کی تکذیب کرتے آئے ہیں اور اب بھی اس امت کے کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب

کر رہے ہیں تو یہ تکذیب فی نفسہ اس بات کو مقتضی ہے کہ یہ جو رسولوں کا معاملہ کفار سے پیش آ رہا ہے اس کا فیصلہ ابھی

ہو جائے اور مکذبین و منکرین پر عذابِ سماوی ٹوٹ پڑے، پس آیت مذکورہ میں اس استعجال کا جواب ہے کہ حق تعالیٰ نے

بعض حکمتوں سے اس کو مؤخر کر رکھا ہے لیکن وہ واقع ضرور ہوگا اور اس دن ہر بات کا بالکل آخری اور دو ٹوک فیصلہ ہوگا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الْفُضْلِ اس آیت میں اس یومِ الْفُضْلِ کی ہولناکی کو بیان کر رہے ہیں کہ اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ

فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے، (یعنی بہت سخت ہے) وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ۔ اور جو لوگ اس امر حق یعنی وقوع قیامت کو

جھٹلا رہے ہیں تو وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کو جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی، گویا انہیں سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا

ہوگا۔ آگے أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ۔ سے پچھلی امتوں کی نظیر پیش کر کے موجودہ لوگوں کو ڈرا رہے ہیں کہ کیا ہم پہلے لوگوں کو

ہلاک نہیں کر چکے، (قوم عاد و ثمود، قوم لوط، اور فرعون وغیرہ کی طرف اشارہ ہے)۔ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخَرِينَ۔ پھر پچھلوں

کو بھی (عذاب میں) ان پہلوں کے ساتھ کر دیں گے، (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کفار پر بھی ہلاکت نازل

کریں گے جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر عذاب نازل ہوا) کَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (یعنی کفر پر سزا دیتے ہیں، خواہ دارین میں خواہ دار آخرت میں) ظاہر ہے کہ وہ ہستی جس نے ام سابقہ کے مجرموں کو ان کے جرم کی پاداش میں مار کھپا یا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ موجودہ کفار کو پہلوں کے پیچھے پیچھے چلتا کر دے۔

تیرا اک جھونکا نسیم لطف کا دم کے دم میں کر دے ان سب کو فنا

وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ اور جو اس امر حق یعنی کفر پر مستحق عذاب ہونے کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

**لغات** النُّجُومُ: واحد نَجْمٌ، ستارہ۔ طُمِسَتْ: ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ، طَمَسَ (ن، ض) طَمَسًا و طُمُوسًا: بے نور ہونا، مٹنا، مٹانا (لازم و متعدی دونوں مستعمل ہے)۔ السَّمَاءُ: آسمان، جمع سَمَوَاتٍ. فُرِجَتْ: ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ، فُرَجَّ (ض) فُرْجًا: کشادہ کرنا، کھولنا (یہاں کشادگی سے مراد ہے پھٹنا)۔ الجبال: پہاڑ، واحد جَبَلٌ. نَسِفتْ: ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ، نَسَفَ الْجَبَلِ (ض) نَسْفًا: پہاڑ کو گرا دینا، اڑا دینا۔ الرُّسُلُ: واحد رَسولٌ، پیغمبر (رسول ایسے مقدس انسان کو کہتے ہیں جس کو اللہ نے بندوں تک اپنے احکام پہنچانے کے لئے منتخب فرمایا ہو)۔ أَقْتَتْ: ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ، (تفعیل) وقت مقرر کرنا، أَقْتَتْ أَصْلٌ فِيهِ وَقْتٌ تَهَادَوْا وَكُوْهُمُ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ. أَجَلَّتْ: ماضی مجہول واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ، تَجَلَّى (تفعیل) مہلت دینا، ملتوی کرنا، يوم الفصل: فیصلے کا دن یعنی قیامت کا دن، فَصَلَ (ض) فَصْلًا جھکڑوں کا فیصلہ کرنا۔

**ترکیب** فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ..... فا استنفاہیہ إِذَا ظرفیہ مضاف متضمن معنی شرط، النُّجُومُ فعل محذوف کا نائب فاعل جس کی تفسیر ما بعد فعل کر رہا ہے ای طُمِسَتْ النُّجُومُ طُمِسَتْ، پھر إِذَا طُمِسَتْ النُّجُومُ ظرف ہے، اپنے جواب و بجز محذوف کا آئی فَصَلَ بَيْنَ الْأَجَلِّ وَالْآخِرِ. طُمِسَتْ جملہ تفسیریہ، اور إِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ، وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْتَتْ..... معطوف ہیں إِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ پر، لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ، لام حرف جر آئی یوم مرکب اضافی مجرور، جار مجرور متعلق مقدم أُجِّلَتْ کا (صدر کلام کا تقاضا کرنے کی وجہ سے لای یوم کو

۱۔ بس فرق یہ ہے کہ پچھلی امتوں پر دنیا ہی میں آسانی عذاب آیا کرتا تھا، مگر امت محمدیہ کا بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خاص اکرام ہے کہ ان کے کافروں پر دنیا میں آسانی عذاب نہیں آتا مثلاً صورتوں کا مسخ ہو جانا، زمین میں دھنس جانا، آسمان سے تیز آندھی اور پتھروں کی بارش ہونا وغیرہ بلکہ ان کا عذاب مسلمانوں کی تلوار براں کے ذریعہ آتا ہے۔

۲۔ علامہ زبیر فرماتے ہیں کبھی اس کے معنی کسی مقررہ وقت پر پہنچ جانے کے بھی آتے ہیں اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ انبیاء و رسل کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا تھا کہ اس میں اپنی اپنی امتوں کے مقابلہ میں شہادت کے لئے حاضر ہوں، وہ اس وقت مقررہ کو پہنچ گئے، اور وہ وقت آ گیا، مجرد میں باب ضرب سے انہیں معانی میں مستعمل ہے۔

۳۔ بعض نے کہا جواب یہ ہے آئی وَقَعَ مَا تُوْعَدُونَ لِدَلَالَةِ قَوْلِهِ إِنَّمَا تُوْعَدُونَ لَوَاقِعٍ، ایک قول یہ ہے کہ جواب لای یوم أُجِّلَتْ ہے، بتقدیر فعل ای يُقَالُ لِأَيِّ يَوْمٍ يُجَلَّتْ يَوْمَئِذٍ الْخَبْرُ بِأَنَّ الْأَمْرَ بِهِ۔

مقدم کیا گیا) اور یہ یعنی اُجَلَّتْ لای یوم جملہ مستانفہ یا معترضہ۔ (اُجَلَّتْ کی ضمیر الرسل کی طرف راجع ہے) لِیَوْمِ الْفَصْلِ ..... ما قبل لای یوم سے بدل اور اس کا بیان، باعادہ جار، یا متعلق ہے فعل محذوف اُجَلَّتْ کے، وَمَا أَدْرَاكَ مَا یَوْمَ الْفَصْلِ ..... وَإِوَا استنافیہ، بقیہ ترکیب ما ادراک ما الحاقہ کی طرح ہے۔ وَبَلِّیْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ ..... وَبَلِّیْ مبتدأ۔ یَوْمَئِذٍ: کانن کا ظرف ہو کر ویل کی صفت، یا ویل مصدر کا ظرف، للمکذبین ثابت شبہ فعل محذوف کا متعلق اور وہ خبر، مبتدأ مع خبر جملہ مستانفہ، أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِیْنَ ثم نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِیْنَ ..... هَمْزُهُ حرف استفہام تقریری۔ لَمْ حرف نفی و جزم، نُهْلِكِ الْأَوَّلِیْنَ فعل فاعل اور مفعول بہ جملہ فعلیہ مستانفہ۔ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِیْنَ ..... نَتَّبِعُ فعل مضارع مرفوع، ضمیر نحن فاعل، ہم مفعول بہ اول، الْآخِرِیْنَ مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مستانفہ (روح المعانی) یا ما قبل أَلَمْ نُهْلِكِ الْخ کے مضمون پر عطف ای اهلکنا الاولین ثم نتبعهم الآخیرین (مظہری) (الآخیرین سے مراد امت محمدیہ کے کفار ہیں اور اگر نھلک پر عطف کریں تو پھر نَتَّبِعُ کو مجزوم پڑھنا ہوگا جیسا کہ یہ بھی ایک قرأت ہے، اب الْآخِرِیْنَ سے مراد ام سابقہ ہی کے متاخرین ہوں گے نہ کہ امت محمدیہ کے کفار) كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ..... كَذَٰلِكَ مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق نَفْعَلُ کا، ای نَفْعَلُ فَعَلًا مِثْلَ ذَٰلِكَ الْفَعْلِ، نَفْعَلُ فعل بفاعل، بِالْمُجْرِمِیْنَ متعلق نفعل کے، پھر فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ وَبَلِّیْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ ترکیب گذر چکی۔

**البلاغۃ** اس سورت میں وَبَلِّیْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ دس مرتبہ استعمال ہوا اس کی وجہ زیادت ترہیب یعنی ڈرانا اور خوف دلانا ہے، والتکرار فی مقام الترغیب والترہیب حسن۔

أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِیْنٍ ۚ فَجَلَلْنَاهُ فِی قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۚ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۚ

کیا ہم نے تم کو ایک بیدر پانی سے نہیں بنایا • پھر ہم نے اس کو ایک وقت مقرر تک ایک محفوظ جگہ میں رکھا • غرض ہم نے ایک ایک اندازہ ٹھہرایا •

فَقَدَرْنَا فَعَلْمَ الْقَدِرُونَ ۚ وَبَلِّیْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ ۚ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ

سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہیں • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • کیا ہم نے زمین کو

كِفَاتًا ۚ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ۚ وَجَعَلْنَا فِيهَا رِوَاسِیَ شَمِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُمْ مَّاءً فُرَاتًا ۚ

زندوں اور مردوں کی سیٹھنے والی نہیں بنایا • اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ بنائے اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا •

وَبَلِّیْ یَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِیْنَ ۚ

اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

۱۔ ایک ترکیب یہ ہے کہ اُجَلَّتْ لای یوم کو فعل محذوف یقال کا مقولہ بنایا جائے اور یقال حال ہوا ضمیر اُقْت، والاسفہام للتعظیم والتہویل۔

۲۔ جب مبتدأ و عایا بدعا کے لئے ہو تو اس کا کمرہ ہونا درست ہے۔ (اعراب القرآن)

۳۔ دراصل استفہام انکاری ہے مگر چونکہ وہ نفی پر داخل ہے اور نفی کی نفی اثبات ہوتا ہے جس کو استفہام تقریری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

**تشریح** اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ اَلْبَحْرَ سے قدرت علی البعث کو ثابت کر رہے ہیں، چنانچہ تفسیر ملاحظہ فرمائیں، کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی یعنی نطفہ سے نہیں بنایا (یعنی ابتداء میں تم نطفہ تھے) فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک وقت مقررہ تک (جس کی مدت عموماً نو مہینے ہے) ایک محفوظ جگہ یعنی عورت کے رحم میں رکھا (جس کو ہمارے عرف میں بچہ دانی کہتے ہیں) فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ۔ غرض ہم نے ان سب تصرفات کا ایک اندازہ ٹھہرایا، سو ہم کیسا اچھا اندازہ ٹھہرانے والے ہیں (کہ اس مدت متعینہ میں بتدریج انسان کی تخلیق ہو جاتی ہے اور کوئی ضروری چیز وہ نہیں جاتی، اور کوئی زائد و بیکار چیز پیدا نہیں ہوتی) دیکھئے اس تخلیق انسانی سے قدرت علی البعث یعنی مردہ کو دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت ثابت ہوئی یعنی جب ہم ابتداء پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں تو اعادہ پر بھی قادر ہیں۔ وَيَلَّ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ پھر جو لوگ اس امر حق یعنی قدرت علی البعث کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ لیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اب اللہ تعالیٰ ایسی بعض نعمتیں جن سے ایمان و اطاعت کی طرف ترغیب ہو کر فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی نہیں بنایا، (کہ زندگی اسی پر بسر ہوتی ہے، اور مرنے کے بعد آدمی اسی زمین کے اندر رکھ جاتا ہے، اور اس حالت بعد الموت کا نعمت ہونا اس طرح ہے کہ اگر مردے خاک نہ ہو جایا کرتے تو زندہ لوگ پریشان ہو کر مردوں سے بدتر ہو جاتے کہ انکو اپنے بسنے بلکہ چلنے پھرنے کی جگہ نہ ملتی) وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ۔ اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ بنائے (جن سے بہت سے منافع متعلق ہیں، مثلاً یہ زمین کے لئے بمنزلہ میخ کے ہیں) وَاسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُورَاتًا۔ اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا، یعنی زمین سے بذریعہ نل، ٹنکی جو پانی نکلتا ہے وہ نہایت خوشگوار اور عمدہ مزہ والا ہوتا ہے، کڑوا نہیں ہوتا، اس نعمت کو خواہ مستقل نعمت کہا جائے یا زمین ہی کے متعلق کہا جائے کیونکہ پانی کا مرکز زمین ہی ہے، اور ان نعمتوں کا مقتضا و جوہر توحید ہے۔ وَيَلَّ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ۔ پس جو لوگ اس امر حق یعنی وجوب توحید کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

**لغات** وَيَلَّ: اسم بمعنی خرابی، ہلاکت، وَيَلَّ فُلَانًا (تفعیل) کسی کو بار بار ویل لکَ وَيَلَّ لَكَ کہنا، بار بار ہلاکت کی بدو عادیٹا۔ نُهِّلِكَ: (افعال) ہلاک کرنا، فنا کرنا، مجرد میں (ض، ف، س) سے هَلَاكًا وَهَلُو كًا: فنا ہونا، اَوَّلِينَ: اگلے لوگ یعنی پہلے لوگ، واحد اَوَّلٍ۔ تَتَّبِعُ: اتباعاً (افعال) لائق کرنا، پیچھے بھیجنا، مجرد میں سمع سے ہے، لائق ہونا، نشان قدم پر چلنا، پیروی کرنا۔ اٰخِرِينَ: دوسرے لوگ، واحد اٰخِرٍ بحالت نصب، مُنْجِرٍ مِّنْ: کافر، گناہگار لوگ، اسم فاعل جمع مذکر، اٰجُرْمَ (افعال) اِجْرَامًا: گناہ کرنا مجرد میں باب ضرب سے، معنی ہیں گناہ کرنا۔ مَاءٌ: اسم جنس، پانی جمع

۱۔ اس کے بہت سے معانی ہیں: شر اور بدی میں داخل ہونا، درو مند ہونا، مصیبت زدہ بنانا ان معانی میں یہ مصدر ہے، اور مندرجہ ذیل معانی میں بطور اسم مستعمل ہے انوس، جلی، بلکہ عذاب، بلکہ حسرت و ندامت، جہنم کی ایک وادی کا نام، جہنم کے ایک کنویں کا نام، جہنم کے ایک دروازہ کا نام۔  
ویل ابتداء کی بناء پر مرفوع ہے ورنہ ہمیشہ اس پر نصب ہی آتا ہے بشرطیکہ یائے شکلم کی طرف اضافت نہ ہو، اور منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ویل فعل محذوف کا مفعول مطلق ہوتا ہے اور اگر حرف نہ ہو تو منادی ہونے کی بنا پر۔

میاہ۔ مہین: اسم مفعول دراصل مہیون تھا، بمعنی حقیر، بے قدر ہان (ن) ہونا: حقیر و ذلیل ہونا (افعال و تفعیل سے متعدی ہے) یا صفت مشبہ از مہن (ک) مہانۃ حقیر و ذلیل ہونا۔ قرار: مصدر بمعنی ظرف ہے ٹھہرنے کی جگہ، مراد رحم، قر: (ض) قرأ و قرأوا: قرار پانا، قیام کرنا، مکین: صفت مشبہ، محفوظ، سکون مصدر (ن) واقع ہونا، پایا جانا (لغات القرآن) یا مادہ مکن از مکن (ک) مکانۃ: بلند مرتبہ ہونا۔ قدر: اسم بمعنی مقدار، وقت (۲) مصدر قدر (ض) قدراً: اندازہ لگانا۔ اسی سے ہے فقدرنا فینعم القادرون۔ کفاناً مصدر (ض) سمینا، ملانا، یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل ہے سمینے والی۔ اخیاء: زندہ لوگ، واحد حی۔ امواتا: مردے، واحد میت۔ روایسی: واحد راسیہ، پہاڑ، رسا الشئی (ن) رسوا و رسوا: جم جانا، مضبوطی سے قائم رہنا۔ شمیخت: اسم فاعل جمع مؤنث، واحد شامخۃ، بلند، شمیخ (ف) شمیخا: بلند ہونا۔ اسقینا: (افعال) سیراب کرنا، پلانا۔ قرأتا: بہت شیریں پانی (۲) عراق کا ایک دریا، مگر قرآن شریف میں پہلا معنی مراد ہے۔

**ترکیب** اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِینٍ ..... ہمزہ برائے استفہام تقریری۔ لم نخلقکم فعل فاعل مفعول بہ، مِنْ حرف جر ماء مہین موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور متعلق فعل مذکور کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ فجعلنہ فی قرار مکین الی قدر معلوم: فا عطفہ، جعلنا فعل بفاعل ہا ضمیر مفعول بہ، فی قرار مکین متعلق جعلنا کے جو وضعنا کے معنی کو متضمن ہے۔ الی قدر معلوم ظرف مستقر ہو کر حال جعلناہ کی ہا ضمیر منصوب سے (ای مؤخر الی قدر معلوم) الغرض جعلناہ الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، فا عطفہ، قدرنا جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف فا عطفہ نعم القادرون ..... نعم فعل مدح، القادرون فاعل، مخصوص بالمدح محذوف ای نحن، جملہ فعلیہ معطوف، تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ، ویل یومئذ للمکذبین ..... ترکیب حسب سابق۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کَفَاتًا اَحیاءَ وَاَمْواتًا ..... ہمزہ برائے استفہام تقریری، لم نجعل، فعل بفاعل، الارض مفعول بہ اول، کفاناً مصدر بمعنی کافناً مفعول بہ ثانی، اخیاء وَاَمْواتًا معطوف و معطوف علیہ مفعول بہ کفاناً مصدر کا جو بمعنی کافناً ہے۔ الغرض لم نجعل الخ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و جعلنا فیہا روایسی شامیخت ..... جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، (فیہا متعلق جعلنا کے اگر بمعنی خلقنا ہو اور اگر بمعنی صیرنا ہو تو بمنزلہ مفعول بہ ثانی، روایسی شامیخت موصوف صفت مفعول بہ جعلنا کا) وَاَسْقینَاکُمْ مَاءً قُرَاتًا جملہ فعلیہ معطوف (ماء قرأتا مرکب توصیفی مفعول بہ ثانی) تمام معطوفات مل ملا کر جملہ متانفہ۔ ویل یومئذ للمکذبین ..... تقدّم اعرابہا۔

- ۱۔ یا کفان، کافن اسم فاعل کی جمع ہے، کفان کے ایک معنی ہے وہ جگہ جہاں کوئی چیز اکٹھی کی جائے۔
- ۲۔ اعراب القرآن مجی الدین الدردیش میں لکھا ہے کہ فی قرار مکین، جعلنا کے مفعول بہ ثانی کے درجہ میں ہے۔
- ۳۔ اعراب قرآن میں ہے انی نکبت اخیاء وَاَمْواتًا۔

انطلقوا اِلٰی مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكٰذِبُونَ ﴿۲۹﴾ انطلقوا اِلٰی ظِلِّ ذٰی ثَلٰثِ

تم اس عذاب کی طرف چلو جس کو جھٹلایا کرتے تھے • ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شانیں ہیں جس میں نہ سایہ

شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَا ظَلِیْلٍ وَلَا یُعْنٰی مِنَ اللّٰہِ ﴿۳۱﴾ اِنّہَا تَرْمِیْ بِشَرِّرٍ کَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾

ہے • اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے • وہ انگارے برسائے گا جیسے بڑے بڑے محل •

کَانَہُ جَمَلَتْ صُفْرًا ﴿۳۳﴾ وَیَلُّ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکٰذِبِیْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا یَوْمٌ لَا یَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

جیسے کالے کالے اونٹ • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے •

وَلَا یُؤٰذَنُ لَهُمْ فِیَعْتٰذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَیَلُّ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکٰذِبِیْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۳۸﴾

اور ان کو اجازت ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے • اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • یہ ہے فیصلہ کا دن

جَمَعْنٰکُمْ وَالْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۹﴾ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ کَیْدٌ فَکِیْدُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَیَلُّ یَوْمَئِذٍ

ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کر لیا • سو اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہو تو مجھ پر تدبیر چلاو • اس روز حق کے

لِلْمُکٰذِبِیْنَ ﴿۴۱﴾

جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •

**تشریح** ماقبل میں بعض نعمتوں کا بیان تھا، اب یہاں سے قیامت کی بعض سزاؤں کا بیان۔

تفسیر ملاحظہ فرمائیں: انطلقوا اِلٰی مَا کُنْتُمْ بِهِ تُکٰذِبُونَ۔ یعنی قیامت کے دن کفار سے کہا جائے گا کہ اس عذاب کی طرف چلو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے، جس میں کی ایک سزایہ ہے کہ۔ انطلقوا اِلٰی ظِلِّ الخ کہ ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شانیں ہیں جس میں نہ (ٹھنڈا) سایہ ہے، اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے (یعنی محض برائے نام سایہ ہوگا، گہری چھاؤ نہیں ہوگی کہ گرمی سے نجات ملے، اور مراد اس سائبان سے وہ دھواں ہے جو جہنم سے نکلے گا اور چونکہ وہ سایہ کثرت سے ہوگا اس لئے بلند ہو کر پھٹ کر تین ٹکڑے ہو جائے گا، اور حساب سے فارغ ہونے تک کفار اسی دھویں کے احاطہ میں رہیں گے، جیسا کہ ایماندار نیک کردار عرش کے سایہ میں ہوں گے) آگے اس دھویں کا اور حال مذکور ہے۔ اِنّہَا تَرْمِیْ بِشَرِّرٍ کَالْقَصْرِ وہ سایہ انگارے برسائے گا جیسے بڑے بڑے محل، گویا وہ کالے کالے اونٹ ہیں (بیان القرآن) (قاعدہ یہ ہے کہ جب چنگاریاں آگ سے جھڑتی ہیں تو بڑی ہوتی ہے پھر بہت سے چھوٹے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرتی ہے لہذا اس چنگاری کی ابتدائی حالت کالقصیر ہوگی اور انتہائی حالت کانہ جملت صفر۔ اور صفر کے معنی ہے ”زرد“ اور اوپر صفر کا ترجمہ سیاہ کیا ہے کیونکہ زرد اونٹ کی زردی سیاہی مائل ہوتی ہے۔ وَیَلُّ

اور عرب کالے اونٹوں کو صفراس لئے کہتے ہیں کہ وہ عموماً زردی مائل ہوتے ہیں۔

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ: پھر جو لوگ اس امر حق یعنی اس واقعہ کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ آگے کفار کے متعلق اور واقعہ ہے یعنی۔ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ وَلَا يُؤَدُّونَ لَهُمْ فِعْتَدِرُونَ۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ ان کو (عذر پیش کرنے کی) اجازت ہوگی سو وہ عذر بھی نہ کر سکیں گے (کیونکہ واقعہ میں کوئی معقول عذر ہوگا بھی نہیں، اور دوسری آیات قرآن میں جو کفار کا بولنا اور عذر پیش کرنا مذکور ہے وہ اس کے منافی نہیں کیونکہ محشر میں مختلف مقامات اور مواقف آئیں گے کسی مقام میں کلام اور عذر پیش کرنا ممنوع ہوگا، اور کسی میں اجازت ہوگی (روح)) وَيَلُّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ۔ اور جو لوگ اس واقعہ حقہ کو جھٹلا رہے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی، آگے بھی اسی یوم کا بیان ہے کہ ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ۔ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَكُمْ وَالْأُولَئِينَ۔ یہ ہے فیصلہ کا دن (جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے) ہم نے تم کو اور انگوں کو (آج فیصلہ کے لئے) جمع کر لیا۔ فَإِنَّ سَمَانَ لَكُمْ تَكِيدٌ فَكِيدُونَ سواگر تمہارے پاس (آج کے فیصلہ سے بچنے کی) کوئی تدبیر ہو تو تم مجھ پر تدبیر چلاؤ، اور یہ کفار اس واقعہ حقہ کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو وہ سمجھ رکھیں کہ۔ وَيَلُّ يَوْمَئِذٍ الْخِ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

**لغات** انطلقوا: امر جمع مذکر حاضر، تم چلو (انفعال) جانا، چھوڑ کر چل کھڑا ہونا، ظل: سایہ، آرام، جمع اظلال و ظلل، ظل ہر اس مقام کو بھی کہا جاتا ہے جہاں دھوپ نہیں پہنچتی، ظل بمعنی ظلة، سائبان (سایہ دار) جمع ظلل۔ شغب: واحد شغبۃ، شاخ، ظلیل: گھنا سایہ، شندی چھاؤ، صفت مشہ ہے، ظل (ض) ظلالۃ کسی چیز کا سایہ دار ہونا۔ اللهب: آج، گرمی، آگ کا شعلہ، آگ کی بھڑک، مصدر لہب (س) لہبنا: شعلہ بھڑکتا۔ قوی: وہ برسا گیا، رمی (ض) پھینکنا، شرد: چنگاریاں، واحد شردۃ، چنگاری، قصر: محل، بلند مکان، جمع قصور۔ جمالة: اونٹ، واحد جمل، صفو: زرد، صفت مشہ کا صیغہ جمع، واحد ذکر اصفر، واحد مؤنث صفراء۔ ينطقون: مضارع جمع مذکر غائب، نطق (ض) نطقا: بولنا، بات کرنا۔ لا يؤذن: نہ ان کو اجازت ہوگی، مضارع منی مجہول، اذن: (س) اذنا: اجازت دینا۔ يعتذرون: نہ وہ عذر کر سکیں گے، اعتذار (انفعال) عذر بیان کرنا، مجرد میں غلوا (ض) عذر قبول کرنا۔ کید: مصدر، کاد (ض) کیدا: تدبیر کرنا (بمعنی تدبیر، فریب، حاصل مصدر ہے)

**ترکیب** انطلقوا الی ما کنتم بہ تکذبون..... انطلقوا فعل امر، واو ضمیر فاعل، الی حرف جر، ما اسم موصول، کنتم: فعل ناقص مع اسم، بہ متعلق مقدم تکذبون کے، اور وہ خبر، فعل ناقص جملہ ہو کر صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق انطلقوا کے، اور وہ پھر یقال فعل مقدر کا مقولہ۔ انطلقوا الی ظل ذی فلاب شغب لا ظلیل ولا یعنی من اللهب..... انطلقوا فعل بفاعل، الی حرف جر، ظل موصوف ذی مضاف لث شغب مضاف در مضاف ہو کر ظل کی صفت اول، لا نافیہ ظلیل صفت مشہ معطوف علیہ واو عاطفہ، لا یعنی من اللهب صلا صلا سے شفق ہے جس کے معنی ہزدی، چوں کہ ردی سیاہی کے قریب ہوتی ہے اس لئے صفو سے مراد یعنی سیاہی کی تعبیر کر لیتے ہیں۔

جملہ فعلیہ منفیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صفت ثانی، موصوف اپنے دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق انطلقوا کے اور وہ جملہ انشائیہ ماقبل انطلقوا جملہ انشائیہ سے بدل، انہا ترمی بشرہ کالقصر..... ان حرف مشبہ بالفعل ها ضمیر اس کا اسم، (راجع شعب کی طرف، روح المعانی) ترمی فعل، ضمیر ہی فاعل، با حرف جر، شرہ موصوف کالقصر متعلق کائن کے ہو کر صفت اول شرہ کی، کانه جملت صفر جملہ اسیہ صفت ثانی شرہ کی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور، جار مجرور متعلق ترمی کے، اور وہ خبر، حرف مشبہ بالفعل مع اسم و خبر جملہ متانفہ بیانیہ۔ وینل یومئذ للمکذبین ترکیب گذر چکی۔ هذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لهم فیمتدرون..... هذا مبتدا، یوم مضاف مابعدتین جملے معطوف و معطوف علیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا مع خبر جملہ متانفہ (یوذن کا نائب فاعل ہو ضمیر، دوسرا احتمال یہ ہے کہ لهم نائب فاعل ہے۔ اعراب القرآن و صرف و بیان) وینل یومئذ للمکذبین ترکیب گذر چکی۔ هذا یوم الفصل..... هذا مبتدا یوم الفصل خبر، مبتدا مع خبر جملہ متانفہ۔ جمعناکم و الاولین..... جمعنا فعل بفاعل، کم ضمیر معطوف علیہ، واو عاطفہ الاولین معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، پھر یہ جملہ فعلیہ حال یوم الفصل سے اور حال میں عائد و رابط مقدر۔ یا پھر جملہ متانفہ بیانیہ، فان کان لکم کید فکیدون..... فا عاطفہ کان فعل ناقص لکم ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم کید اسم موخر، فعل ناقص مع اسم و خبر شرط، فا جزائیہ کیدوا فعل امر بفاعل، نون و قایہ، یا ضمیر متکلم محذوف مفعول بہ، پھر جملہ فعلیہ جزاء، شرط اپنی جزا سے مل کر مائل هذا یوم الفصل پر معطوف، وینل یومئذ للمکذبین ترکیب گذر چکی۔

ان المتقين في ظلال وعيون <sup>۳۱</sup> وفواكه مما يشتهون <sup>۳۲</sup> كلوا واشربوا
پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں • اور مرغوب میووں میں ہوں گے • اپنے اعمال
ہینا بما کنتم تعملون <sup>۳۳</sup> انا كذلك نجزي المحسنين <sup>۳۴</sup> وینل یومئذ للمکذبین <sup>۳۵</sup>
کے صلہ میں خوب مزے سے کھا دیو • ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں • اس روز جھلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی •
کلوا وتمتعوا قليلا انکم مجرمون <sup>۳۶</sup> وینل یومئذ للمکذبین <sup>۳۷</sup> واذا قيل لهم
تم تموزے دن اور کھالو برت لو تم بے شک مجرم ہو • اس روز جھلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • اور جب ان سے کہا جاتا ہے
ارکعوا لا یرکعون <sup>۳۸</sup> وینل یومئذ للمکذبین <sup>۳۹</sup> فبای حدیث بعدہ یؤمنون <sup>۴۰</sup>
کہ جکو تو نہیں جھکتے • اس روز جھلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی • تو پھر اس کے بعد اور کونسی بات پر ایمان لائیں گے •

۱۔ تفسیر مغربی میں ہے کہ اس کا مرجع ظل ہے معنی کے اعتبار سے یعنی جب اس سے مراد نار ہو، کہ وہ نار انکار سے برسائے کی اس یا پھر ضمیر راجع ہے غیر مذکور کی طرف جس پر کلام دلالت کر رہا ہے یعنی جہنم۔ ۲۔ اعراب القرآن کی الدین میں لکھا ہے الجملة بمثابة التعلیل لعدم غناء الظل غیر الظلیل۔ ۳۔ والاعمال فی الاشارة، و الرابط مقدر ای فیہ۔

**تفسیر** ماقبل میں کفار پر عذاب کا ذکر تھا، اب اہل ایمان کے ثواب کا بیان ہے تفسیر ملاحظہ فرمائیں!

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ الْخَبِيثَاتِ بِظِلَّاتٍ تَوَدُّ حَسْرَتَهُنَّ لَوِ كَانُنَّ يَدْرُسْنَ الْعِذَابَ لَأَنَّهُنَّ كَذَّبْنَ وَلَهُنَّ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
 میں ہوں گے (یعنی ان حضرات کو ہر طرح کی سہولت ہوگی یہاں تک کے چشمے اور نہریں ان جنتیوں کے تابع فرمان کر دی جائیں گی کما فی قولہ تعالیٰ یفجر و نھا تفجیراً) کَلُوا وَاشْرَبُوا الْخَيْرَ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے ان اعمال (نیک اعمال) کے صلہ میں خوب مزے سے کھاؤ پو، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ وَبِئْسَ يَوْمُنِجِدُ لِلْمُكَذِّبِينَ اور کفار جنت کی نعمتوں کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی، آگے پھر کفار کو تنبیہ ہے کہ کَلُوا وَابْتِمَتُوا قَلِيلًا إِلَيْكُمْ مُجْرِمُونَ۔ اے کافرو! تم (دنیا میں) تھوڑے دن اور کھاپی لو، اور آرام برت لو (عنقریب عذاب ہونے والا ہے) کیونکہ تم بے شک مجرم ہو (یہ مکذبین کو خطاب ہے، دنیا میں انبیاء کے ذریعہ ان کو کہا گیا ہے کہ یہ تمہارا عیش و آرام چند روزہ ہے تھوڑے دن اور کھاپی لو اور آرام اٹھا لو عنقریب تمہاری کم بختی آنے والی ہے) وَبِئْسَ يَوْمُنِجِدُ لِلْمُكَذِّبِينَ۔ جو لوگ سزائے جرم کو جھٹلاتے ہیں وہ سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا يُرْكَعُونَ اور ان کافروں کی سرکشی کی یہ حالت ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی طرف جھکو یعنی ایمان و عبدیت اختیار کرو، تو وہ نہیں جھکتے، (یہاں رکوع سے مراد اس کے لغوی معنی ہے یعنی جھکنا اور اطاعت و ایمان اختیار کرنا، بعض نے رکوع کے اصطلاحی معنی مراد لئے ہیں یعنی مطلب یہ ہے کہ جب ان کو نماز کی طرف بلایا جاتا تھا تو یہ نماز نہ پڑھتے تھے، گویا رکوع بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے۔) (روح) وَبِئْسَ يَوْمُنِجِدُ الْخَبِيثَاتِ دیکھئے اس سے بڑا جرم کیا ہوگا کہ وہ لوگ اطاعت نہیں کرتے، اور یہ لوگ اس کے جرم ہونے کو بھی جھٹلاتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ اطاعت و ایمان اختیار نہ کرنا کوئی جرم نہیں، سو سمجھ رکھیں کہ اس روز (حق) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ۔ مذکورہ آیات قرآنی جن میں ڈرایا گیا ہے ان کا تقاضا یہ تھا کہ سنتے ہی ڈر کر ایمان لے آتے مگر جب اس پر بھی وہ ایمان نہیں لائے تو پھر اس عجیب و غریب اور حکمت و دلائل سے بھرے ہوئے قرآن کے بعد اور کونسی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ (اس میں کفار پر تو بیخ اور ان کے ایمان سے آپ کو مایوس کرنا ہے)

**حدیث** حدیث میں ہے کہ جب تلاوت کرنے والا اس آیت پر پہنچے تو اس کو کہنا چاہئے آمَنَّا بِاللَّهِ یعنی ہم اللہ پر ایمان لے آئے مگر فرشتے اور سنن میں اس زیادتی سے احتراز کرنا روایات حدیث سے ثابت ہے، اس لئے اس میں نہ کہا جائے واللہ اعلم۔

**لغات** متقین: پرہیزگار، اسم فاعل جمع مذکر، (افتعال) پرہیز کرنا، وَفِي مَادِهِ، مجرد باب میں ضرب سے بمعنی حفاظت کرنا، عيون: واحد عین چشمہ۔ فواکہ: واحد فاکہہ، پھل، (وہ میوہ جو بطور لذت کے کھانے کے بعد کھایا جاتا ہے) فَبِكَهْ فَكَهَا وَفَكَاهَهُ (س) خوش طبع ہونا، ہنس مکھ ہونا، میوہ بھی خوش طبعی کا سبب ہے اسی مناسبت سے اس کو فاکہہ کہا جاتا ہے، یعنی خوش طبع کرنے والا۔ يَسْتَهْوُونَ: وہ خواہش کریں گے، مضارع جمع مذکر غائب (افتعال) چاہتا، خواہش کرنا، مجرد میں (ن، س) دونوں سے اسی معنی کے لئے آتا ہے۔ هَبِيئًا: صفت مشبہ، هَبِيئًا الطعام (س)

هَنَّا وَهَنَّا، کھانے سے مزہ اٹھانا۔ (مزہ لینا) حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے چوں کہ فعل کا وزن واحد جمع دونوں کے لئے آتا ہے تو اس کا دونوں سے حال ہونا درست ہے یہاں پر فاعل کی ضمیر سے حال ہے، تَمَتُّوْا: تم فائدہ اٹھاؤ، امر جمع مذکر حاضر (تفعل) فائدہ اٹھانا، اَرْكَعُوْا: امر جمع مذکر حاضر۔ لَا يَرْكَعُوْنَ: مضارع منفی جمع مذکر غائب رَكَعَ (ف) رُكُوْعًا: جھکتا۔

**ترکیب** اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلَالٍ وَّعِيُوْنَ وَّفَوَ اِكَةِ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ..... اِنَّ حرف مشبہ بالفعل المتقين اسم ان، فی حرف جر، ظلال وَّعِيُوْنَ وَّفَوَ اِكَةِ الخ تینوں معطوف و معطوف علیہ ہو کر مجرور (مما یشتہون من حرف جر ما اسم موصول یشتہون جملہ فعلیہ صلہ، اسم موصول مع صلہ مجرور، جار مجرور متعلق کائنة محذوف کے ہو کر فواکہ کی صفت) جار مجرور متعلق مستقرون شبہ فعل کے اور وہ خبر حرف مشبہ بالفعل کی، کَلُوْا وَاشْرَبُوْا هِنًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ..... کَلُوْا وَاشْرَبُوْا معطوف و معطوف علیہ، هِنًا بمعنی متہینین، حال کَلُوْا وَاشْرَبُوْا کی ضمیر سے بما کنتم تعملون متعلق هِنًا کے (بما میں ما اسم موصول) پھر کَلُوْا وَاشْرَبُوْا الخ مقولہ فعل مقدر یقال کا، اور یقال الخ حال ہے ماقبل خبر یعنی مستقرون کی ضمیر سے جس کا مرجع المتقين ہے، اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ترکیب ظاہر ہے، تعلیل للامر بالا کل والشرب (كذلك مصدر محذوف کی صفت ہو کر مفعول مطلق ای انا نجزی المحسنین جزاء مثل ذلك الجزاء) وَاَيُّ يَوْمِيْذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ تَقْدِمُ اَعْرَابُهَا، کَلُوْا وَتَمَتُّوْا قَلِيْلًا جملہ متانفہ بیانہ۔ (قلیلاً ای زمانا قلیلاً مفعول فیہ) اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ جملہ تعلیلیہ، وَاَيُّ يَوْمِيْذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ تَقْدِمُ اَعْرَابُهَا، وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَرْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ..... وَاوِ اسْتِنَافِيَه (اعراب القرآن و صرفہ و بیانہ) اِذَا ظرفیہ مضاف مضمّن معنی شرط، قیل فعل مجہول ضمیر نائب فاعل، لَهُمْ متعلق قیل کا، اَرْكَعُوْا جملہ فعلیہ انشائیہ مقولہ، پھر قیل لَهُمْ الخ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہے اپنے جواب و جزا لایر کعون کا، لَایر کعون فعل اپنے فاعل اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ، بِالْفَاظِ دِیْکَرِ جَوَابِ شَرْطٍ۔ فَبَآئِ حَدِيْثٍ بَعْدَهُ يَوْمِنُوْنَ ..... فَافِصِيْه اٰی اِنَّ لَمْ يَرْمُوْا بِالْقُرْآنِ فَبَآئِ الخ با حرف جر آئی مضاف، حَدِيْثٍ مَوْصُوْفٍ، بَعْدَهُ ثَابِتٍ مَحْذُوْفٍ كَاظِرْفٍ مُّسْتَقَرٍّ هُوَ كَرْمَفْتٍ، مَوْصُوْفٍ اِنِّیْ صِفْتٍ سَلِّ كَرْمَضَافٍ اِلَیْهِ، مَضَافٍ اِنِّیْ مَضَافٍ اِلَیْهِ سَلِّ كَرْمَجْرُوْرٍ، جَارِ مَجْرُوْرٍ مُّتَعَلِّقٍ مُّقَدِّمٍ يَوْمِنُوْنَ كَا، يَوْمِنُوْنَ فَعْلٍ اِنِّیْ فَاعِلٍ اَوْرٍ مُّتَعَلِّقٍ مُّقَدِّمٍ سَلِّ كَرْمَجْرُوْرٍ، شَرْطٍ مَعَ جَوَابِ جَمْلَةٍ شَرْطِيَّهٍ جَزَائِيَّهٍ۔

(اللہ کے فضل و کرم سے پارہ تبارک الذی کی تفسیر، لغات، ترکیب وغیرہ پوری ہوگئی، فَلِلّٰهِ الْمِثْنَةُ وَالْاِحْسَانُ)

حسین احمد قاسمی ہردواری (مدرس دارالعلوم دیوبند)